

کتابخانه تصنیف کمار عالی حیر آبادی دکن

۷۲۳۰  
۲۵

نمبر دجله

آخر کتابان ۱۳۲۱

تایخ و جلد

نام کتاب فقہ الاکبر (مع ترجمہ اردو) فقہ حنفی

فہم کتاب

نمبر کتاب فہم مذکور

۵۰۲

52C  
A





فذلك الدين القابض

كتاب الفقه الكبير  
عن  
أهل البيت الأطهار

من التلخيصات القروية البديعة المحمّدية والمنهضة الإلهية النيرة البهية المبهجة الزينة  
لما روي عن أهل بيت النبوة ناس الشريعة ناصر الطريقة المير السادة على رأس المائة الثالثة  
من الهجرة لهذا العادة اوردتها تبينها وقد رويها من طريق أهل السنة ابو مطايع حسن على المعروف  
بحسن الزمان صاحب قاسم على بن زوال الفار على بن امام علي المحدثي الفاضل بالانتساب لا من  
الذين انزكوا في الاستبصار الاستعجاب في الدين كان له رتبة مشرقين رتبة المغربين قاله احد من علماء  
مفتاخر جمع ملكه الاحد في مشاير نوع مكيه الصمد  
عبد به غلام احمد لطيف لم يكن له كفو احد

طبع في المطبع الكائن في مدينة  
القدس في سنة ١٢٩٧







# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مشاعر احمد ہر آن نقشِ خاطر میجو

آخر آمد ز پس پر وہ تقدیر پدید

مسلمانانِ رومی زمین کو نوید و مہمانِ اہل بیت علیہم السلام کو شردہ مزید کہ عالیجناب معالی القاب افادت  
نصابِ افاضت مآب رشادتِ انتسابِ فخر حجاب و جہانیاں اتحارایان و ایمانیان مولانا المولوی  
المصطفیٰ المحدث المفسر للقرآن حسن اقران برگزیدہ حضرت رحمن ویزدان مخصوص افضال و حسان  
ایزدمنان المشارالیہ بالبنان عین الاعیان و انسان الانسان السید السند حسن الزمان محمد  
لازال فیوضہم ممتدة فی الدوران۔ آج کل افادہ و افاضہ علومِ اہل بیت کی طرف متوجہ ہیں۔ جن کو  
حضرت نے چالیس سال کی محنت و مشقت مشبانہ روزی سے فراہم فرمایا۔ اور انیس کتابوں میں  
ادن کو مدون کیا ہے۔ درحقیقت یہ علوم و معارف کا گلزار جو آپ کی محبت و محنت کی دستیاری  
و بیداری دیدہ کی آبپاری سے سرسبز ہوا و پھولا و پھلا ہے۔ اگر اسکو مصداق مآلِ الاعین و اکت



وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ مُبَشِّرٍ كَهَيْنٍ تَوْبِجًا هِيَ - اور الحق قابل گلشت دید و لایق نظارہ  
 شنید ہر - مولانا نے امت مرحومہ میں یہ وہ کام کیا ہر کہ اس تیرہ سو برس میں کسی کا طائر خیال اس کے  
 گنگرہ وہاں تک نہیں پہنچا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ مریثۃً واللہ ذو الفضل العظیم  
 چنانچہ ان کتابوں کی تفصیل یہ ہے -

- (۱) الكتاب الاول كتاب فقه الايمان المسمى بكتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر -
- (۲) الكتاب الثاني كتاب العلم المترجم بكتاب اصول رواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم -
- (۳) الكتاب الثالث كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية -
- (۴) الكتاب الرابع كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل -
- (۵) الكتاب الخامس كتاب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام -
- (۶) الكتاب السادس كتاب قراءات القرآن عن اهل بيت الذكر والاتقان -
- (۷) الكتاب السابع كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان -
- (۸) الكتاب الثامن كتاب انباء العالم عن آل النبي المكرم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم -
- (۹) الكتاب التاسع كتاب الحكمة والمرعطة عن اهل بيت الفطنة والعرفة -
- (۱۰) الكتاب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبي المؤدب عليه وعليهم صلوات الرب -
- (۱۱) الكتاب الحادي عشر كتاب الطب عن اهل بيت الحب صلى الله عليه وآله وسلم كما يرضى ويحب

(۱۲) الكتاب الثاني عشر كتاب الادعية والاذکار عن اهل بیت الطهار الملقب بالصحيفة الفاضلة

(۱۳) الكتاب الثالث عشر كتاب فقه الاحسان عن اهل بیت الحکمة والعرفان -

(۱۴) الكتاب الرابع عشر کتاب آيات النبوة عن رايات الفتوة -

(۱۵) الكتاب الخامس عشر کتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخیار -

(۱۶) الكتاب السادس عشر کتاب الصحف المطهرة العلوية للحضرة الموقرة العلوية -

(۱۷) الكتاب السابع عشر کتاب اصول العربية المحصول من الحضرة العلوية وفيه الاصول النحوية والقواعد

الصرفية والمآخذ الاشتقاقية ولوا در اللغات العبرية والعجمية المروية عن

اهل بیت النبوة واللطائف البديعية والبیانية والطرائف المعنوية والاشعار

الماثورة عن اهل بیت النبوة -

(۱۸) الكتاب الثامن عشر کتاب الكتب والمخطوطات عن اهل بیت علو الرتب الملقب بمنهاج البلاغة

(۱۹) الكتاب التاسع عشر کتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل بیت الکمال -

یہاں بت جو کتابوں کے نام مندرج ہوئے ہیں اون سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر ایک

کتاب جس علم سے متعلق ہے اس علم کی اضافت اہل بیت الطہار علیہم السلام سے کی گئی ہے جس سے یہ

مراد ہے کہ ہر ایک علم کی بابت جتنے احادیث یا آثار ہر ایک کتاب میں درج ہوئے ہیں اون کی پشت پر

سلسلہ ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم اجمعین تک پہنچتا ہے۔ اور اون پر ختم ہوتا ہے۔ گویا یہ بتلایا گیا ہے



کہ حدیث افی قد ترکت فیکوما ان اخذتوہ لن تضلوا کتاب اللہ سبب بید اللہ و  
 سبب باید لیکو و اہل بیتی پر کس حد تک اور کس اہتمام کے ساتھ عمل ہوا ہے۔ منجملہ ان کتب کے  
 بعض تو ایک ایک جلد میں ہیں۔ اور بعض دو دو اور بعض چار چار اور پانچ پانچ جلدوں میں۔ اور بعض  
 اوس سے بھی زیادہ اور وہ بھی ضخیم و حجم۔ ان کتابوں کی غرابت و ندرت کا اوس نے پیمانہ یہ ہے کہ جیسا  
 اوپر ذکر ہو چکا۔ اس تیرہ سو برس کی وسیع مدت میں کسی ایک فن میں بھی کوئی کتاب اس التزام کے  
 ساتھ مرقون نہیں ہوئی۔ اور پیش کتاب تو درکنار۔ یہ محض بیان ہی بیان نہیں ہے۔ بلکہ کشف الظنون  
 و مدیۃ العلوم و الفنون و کتب اسانید الکتب وغیرہ جو کتب اسلامیہ کی فہرست سمجھی جاتی ہیں۔ و نیز وفات  
 فہرستہای کتب خانہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً و قسطنطنیہ و مصر و لندن و فرانس  
 و جرمن ملاحظہ ہوں۔ جس سے اس بات کی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے۔ پس جب اس متبرک تصنیف کا  
 یہ حال ہے تو کیا حیدر آباد و خیر الہلاد نہ کھلائے گا۔ جہاں سے ایسے علمی کارنامہ کا ظہور اور اشاعت  
 ہو رہی ہے۔ کیونکہ دراصل یہ کام تو بڑے بڑے نامی اسلامی بلاد میں جیسے مکہ مبارکہ مدینہ  
 منورہ و اشرف کربلائی معلی کاظمین مکرین بغداد شریف قسطنطنیہ مصر وغیرہ میں ہونے کا تھا۔  
 الحمد للہ کہ یہ فضل و خصوصیت اس ہمارے شہر کو اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کریم علیہ فضل و التحیت  
 و التسلیم کے طفیل سے عنایت فرمایا ہے۔ اور کیا ہمارے اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور  
 رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان



ابن السلطان میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفیہ خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و دولتہ  
 کا عہد مہینیت ہند فخر و مہاباات کا ذریعہ نہ ہوگا جن کی یادگار ایسی جلیل القدر و بے نظیر تصنیف ہوگی۔  
 یہ بات مسلم ہے کہ کسی دلی عہد کے لئے نہایت سچا اور قابل قدر وہی علمی کارنامہ  
 جو اس کے مبارک زمانہ میں بروئے کار آیا ہو جس سے لوگ بلا قید زمان و مکان مستفید ہو سکتی ہوں۔  
 نہ ایسا یادگار جس سے مستفید ہونا کسی زمانہ سے مخصوص اور کسی مقام سے مقید و وابستہ ہو۔ ایسا  
 یادگار نہ بڑی بڑی عمارتیں ہو سکتی ہیں نہ پل نہ سرائیں وغیرہ بلکہ اسکا اطلاق صرف ایسے نادروالوجود <sup>نہایت</sup> نایاب  
 ہی پر ہو سکتا ہے۔ بسا کا خاکہ محمود شہنشاہ نے بنا کر دیا کہ از رفعت سرش باتا سما کر دیا نہ بینی زان ہمیک  
 خشت برجائے بنا، عنصری ماندست برپائے۔ پادشاہ عالمگیر کے لئے نہایت سچا اور قابل قدر  
 یادگار فتاویٰ عالمگیری ہے جس کی تصنیف کے لئے اٹھارہ علمائے اہل ولایت مامور تھے۔ اس  
 دو لاکھ روپیہ کے صرفہ میں وہ کتاب مژدن ہوئی تھی۔ اس کتاب کی شہرت اور اس سے جب قدر لوگوں کو  
 سیف پنیپا اور پنیپا ہی وہ اظہر من الشمس ہے۔ حالانکہ منجد ان اونیش کتب کے جنکا ذکر اوپر ہوا  
 باعتبار جدت و ندرت کے ہر ایک کتاب کے ساتھ فتاویٰ عالمگیری کو وہ نسبت ہی جو ذرہ کو آفتاب ہی  
 یا حسیض کو اوج سہ۔ ایسے کتب کی تدوین کے لئے فراہمی کتب اور نقل مضامین وغیرہ میں جو کچھ دقتیں  
 عالم حال ہوتی ہیں اسکا اندازہ وہی لوگ بخوبی کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے تصنیف و تالیف کی مشقت کو  
 اپنی دوش بہت پر لیا ہو۔ بہر حال مولانا میمدوح کو ہر وقت اسکا خیال تھا کہ جس گرانمایہ کام کی بنیاد



انہوں نے ڈالی ہر اوسکو جب قدر جلد ہو سکے انتقام کو پہونچا دین۔ مگر بسبب ضعف کے جو مقتضائے  
تجاوز سن ہر کما ینبغی اہتمام کا نہ ہونا موجب کمال ملال تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ دل خراش  
ایک اور بات تھی وہ یہ کہ جناب مولانا سے مدوح مسودہ بھی اپنے ہاتھ سے تحریر فرماتے تھے۔  
مبیضہ بھی۔ اور با این زبان مبارک سے اکثر بھی ارشاد ہوتا تھا۔ کہ ”اگرچہ ہمیشہ دل یہی چاہتا رہا کہ  
اس سعادت خاص میں کسی کی شرکت نہ ہو۔ مگر اب خصوصیت کا زمانہ نہ رہا جو چاہی شرکت حاصل کرے۔“  
اور یہہ مقولہ سننے والوں کے دلوں کو بے چین کر دیتا تھا۔ مگر شدہ شدہ یہہ صدا ہمارے ہر دل عزیز  
عالیجناب فلک رکاب نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقدار الملک وقار الامرا بجا و  
مدار الملہام سرکار عالی دام اقبالہم کے گوش حق نموش تک پہونچی۔ چنانچہ جناب مدوح سے  
بنظر احیاء علوم دین نبوی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام دولت ابد مدت حیدر آباد دکن  
صاحبنا اللہ عن الشرور والفتن کی جانب سے بطریق یادگار حضرت  
اسکی تکمیل و اشاعت کے لحاظ سے مصارف عملہ و طبع سے استسعاد فرمایا۔ - جزاء اللہ الخیر  
عنا وعن جمیع المسلمین۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہر گاہ یہ کتب عربی۔ میں تصنیف ہوئی ہوں تو  
بتطر سہولت فہم مضامین مع ترجمہ اردو طبع کئے جائیں۔ چنانچہ اس نیت خیر کا یہ اثر ہر کہ پہلی کتاب  
یعنے کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر مع ترجمہ طبع ہو رہی ہے۔ اور امید ہے کہ  
بہت جلد مشتاقین و منتظرین اوسکے مطالعہ سے فوائد کثیرہ و حظ وافر حاصل فرمائیں گے۔

المختصر الدال على الخير كفاً علم -

ہم نواب مقتدر جناب کا در کے نام نامی کو بھی یہاں فراموش نہیں کر سکتے کہ  
جنہوں نے خالصاً لوجہ اللہ ایسے سترگ کام کے سرانجام کے لحاظ سے ان تمام واقعات کو  
عالیجناب نواب مدار المہام سرکار عالی کے سمع مبارک تک پہنچا کر ان کتب کی تکمیل و اشاعت کی  
بسیار قائل کر دی۔ باریک اللہ فی سعيہ و جمیع مقاصد ہو ۛ

اضعت عبداً واللہ البصير

غلام احمد





ذو القدر القمري

كُنَّا الْفُقَرَاءُ كَبِيرُ الْمَلِكِ الْبَلَاءِ

من المؤلفات المطبوعة بالهدية المحسنة المحسنة والمكتبة الأهلية

التوبة العجوة الزينة أو الردى القزاق اهل بيت النبوة ناسر

الشرعة: هو الطريقة الجيدة للسلوك على رأس المائة الثالثة عشر

2000 2001 2002 2003 2004 2005 2006 2007 2008 2009 2010 2011 2012 2013 2014 2015 2016 2017 2018 2019 2020 2021 2022 2023 2024 2025 2026 2027 2028 2029 2030 2031 2032 2033 2034 2035 2036 2037 2038 2039 2040 2041 2042 2043 2044 2045 2046 2047 2048 2049 2050 2051 2052 2053 2054 2055 2056 2057 2058 2059 2060 2061 2062 2063 2064 2065 2066 2067 2068 2069 2070 2071 2072 2073 2074 2075 2076 2077 2078 2079 2080 2081 2082 2083 2084 2085 2086 2087 2088 2089 2090 2091 2092 2093 2094 2095 2096 2097 2098 2099 2100 2101 2102 2103 2104 2105 2106 2107 2108 2109 2110 2111 2112 2113 2114 2115 2116 2117 2118 2119 2120 2121 2122 2123 2124 2125 2126 2127 2128 2129 2130 2131 2132 2133 2134 2135 2136 2137 2138 2139 2140 2141 2142 2143 2144 2145 2146 2147 2148 2149 2150 2151 2152 2153 2154 2155 2156 2157 2158 2159 2160 2161 2162 2163 2164 2165 2166 2167 2168 2169 2170 2171 2172 2173 2174 2175 2176 2177 2178 2179 2180 2181 2182 2183 2184 2185 2186 2187 2188 2189 2190 2191 2192 2193 2194 2195 2196 2197 2198 2199 2200 2201 2202 2203 2204 2205 2206 2207 2208 2209 2210 2211 2212 2213 2214 2215 2216 2217 2218 2219 2220 2221 2222 2223 2224 2225 2226 2227 2228 2229 2230 2231 2232 2233 2234 2235 2236 2237 2238 2239 2240 2241 2242 2243 2244 2245 2246 2247 2248 2249 2250 2251 2252 2253 2254 2255 2256 2257 2258 2259 2260 2261 2262 2263 2264 2265 2266 2267 2268 2269 2270 2271 2272 2273 2274 2275 2276 2277 2278 2279 2280 2281 2282 2283 2284 2285 2286 2287 2288 2289 2290 2291 2292 2293 2294 2295 2296 2297 2298 2299 2300 2301 2302 2303 2304 2305 2306 2307 2308 2309 2310 2311 2312 2313 2314 2315 2316 2317 2318 2319 2320 2321 2322 2323 2324 2325 2326 2327 2328 2329 2330 2331 2332 2333 2334 2335 2336 2337 2338 2339 2340 2341 2342 2343 2344 2345 2346 2347 2348 2349 2350 2351 2352 2353 2354 2355 2356 2357 2358 2359 2360 2361 2362 2363 2364 2365 2366 2367 2368 2369 2370 2371 2372 2373 2374 2375 2376 2377 2378 2379 2380 2381 2382 2383 2384 2385 2386 2387 2388 2389 2390 2391 2392 2393 2394 2395 2396 2397 2398 2399 2400 2401 2402 2403 2404 2405 2406 2407 2408 2409 2410 2411 2412 2413 2414 2415 2416 2417 2418 2419 2420 2421 2422 2423 2424 2425 2426 2427 2428 2429 2430 2431 2432 2433 2434 2435 2436 2437 2438 2439 2440 2441 2442 2443 2444 2445 2446 2447 2448 2449 2450 2451 2452 2453 2454 2455 2456 2457 2458 2459 2460 2461 2462 2463 2464 2465 2466 2467 2468 2469 2470 2471 2472 2473 2474 2475 2476 2477 2478 2479 2480 2481 2482 2483 2484 2485 2486 2487 2488 2489 2490 2491 2492 2493 2494 2495 2496 2497 2498 2499 2500 2501 2502 2503 2504 2505 2506 2507 2508 2509 2510 2511 2512 2513 2514 2515 2516 2517 2518 2519 2520 2521 2522 2523 2524 2525 2526 2527 2528 2529 2530 2531 2532 2533 2534 2535 2536 2537 2538 2539 2540 2541 2542 2543 2544 2545 2546 2547 2548 2549 2550 2551 2552 2553 2554 2555 2556 2557 2558 2559 2560 2561 2562 2563 2564 2565 2566 2567 2568 2569 2570 2571 2572 2573 2574 2575 2576 2577 2578 2579 2580 2581 2582 2583 2584 2585 2586 2587 2588 2589 2590 2591 2592 2593 2594 2595 2596 2597 2598 2599 2600 2601 2602 2603 2604 2605 2606 2607 2608 2609 2610 2611 2612 2613 2614 2615 2616 2617 2618 2619 2620 2621 2622 2623 2624 2625 2626 2627 2628 2629 2630 2631 2632 2633 2634 2635 2636 2637 2638 2639 2640 2641 2642 2643 2644 2645 2646 2647 2648 2649 2650 2651 2652 2653 2654 2655 2656 2657 2658 2659 2660 2661 2662 2663 2664 2665 2666 2667 2668 2669 2670 2671 2672 2673 2674 2675 2676 2677 2678 2679 2680 2681 2682 2683 2684 2685 2686 2687 2688 2689 2690 2691 2692 2693 2694 2695 2696 2697 2698 2699 2700 2701 2702 2703 2704 2705 2706 2707 2708 2709 2710 2711 2712 2713 2714 2715 2716 2717 2718 2719 2720 2721 2722 2723 2724 2725 2726 2727 2728 2729 2730 2731 2732 2733 2734 2735 2736 2737 2738 2739 2740 2741 2742 2743 2744 2745 2746 2747 2748 2749 2750 2751 2752 2753 2754 2755 2756 2757 2758 2759 2760 2761 2762 2763 2764 2765 2766 2767 2768 2769 2770 2771 2772 2773 2774 2775 2776 2777 2778 2779 2780 2781 2782 2783 2784 2785 2786 2787 2788 2789 2790 2791 2792 2793 2794 2795 2796 2797 2798 2799 2800 2801 2802 2803 2804 2805 2806 2807 2808 2809 2810 2811 2812 2813 2814 2815 2816 2817 2

حسن الزمان محمد

نَاصِرُ سَمَوِيٍّ بِنِ ذَوِ الْقُعَارِ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ قُلُوْبُ الْحَمْدِ الْفَاطِمِيَّةِ بِإِتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ لَا يَـ

الذين قالوا لا اله الا الله وحده لا شريك له لا يملكون شيئا الا لما ارادوا ان يخرجوا من مصر الى الارض التي وعدهم ربهم فقال لهم ربهم اني قد اخذت منكم البيعت

طبع مطبعہ دارالافتاح فی لاہور

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران





أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مفتاح كل كتاب كرايم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المنة والتمتع والاحتساب ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ونستعينك على فساد ديننا ونسألك صلاح امرنا كله الحمد لله الذي احيا بمن شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده عليه وآله صلوات ودادته وجمع على يده ما تفرق منها وانتشر في الزمان لاهل السنة بعد ما شذ ونذر وكاد ان يكون ما قد فقد واندثر مع ما تفضل عليه به والقي في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدلالات ونشريد الجرح البشري تشويهاً الى  
 اي في مقاصد حيا علوم اهل البيت الكرام ١٢  
 اي في تحصيل الفقه ١٣  
 اي في كليات وعلوم كليات ١٤  
 ذلك وتوفيقا له من فضله لما قضى له به وقد وتحميقا له هنالك مصداق حديث ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجد لها امر دينها وحديث وان علوم عالم من قرئ بسبع طباق الارض





# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مِفْتَاحُ کُلِّ کِتَابٍ کَرِیْمٍ

سب تعریف خدا کیلئے ہے۔ اور سلام اوس کے اون بندو پیر جن کو اوس نے اپنے لئے انتخاب کر لیا ہے خداوند تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ اور ہر بلا و مصیبت میں ہمارا لگہ تجھی سے ہے۔ اور مدد بھی تجھی سے مانگی جاتی ہے۔ بدی سے بچاؤ اور نیکی پر قابو اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اسے اللہ جو خرابیان کہ بعد زمانہ کی وجہ سے ہماری طبیعتوں میں آگئی ہیں اوس بچے رہنے کیلئے ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور تمام کاموں کی اصلاح اور حالات کی درستی کے خواہاں تجھی سے ہیں۔

شکر ہے اوس خداوند کریم کا کہ جس نے اپنے بندوں میں سے جس سے چاہا عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے علوم کو پھر زندہ کر لیا جو کہ اہل سنت کے کتابوں میں منتشر ہوئی تھی وہ اسے ایسی حالت پر پہنچ گئے تھے کہ اور چندے ایسی غفلت رہتی تو پھر اونکا پتا لگنا دشوار تھا۔ اس احسان کے ماسوا اپنے فضل سے نئی نئی تحقیقات علمی اوس کے دل پر القا کیں اور نئی باتوں کے کانٹے اور دریا کرنے کی قوت اور بہت عطا فرما اور تمام سامان کو آسانی سے چھپا کر دیا۔ اور جس کے لئے یہ خدمت جلیلہ مقدر تھی اس کے دل میں یکجوش و ولولہ پیدا کر دیا اور محض اپنے فضل و کرم سے اوسکو اس خدمت کے بدولت اس حدیث شریف کا مصداق بنا دیا کہ (خدا ہر صدی کی انتہا میں امت محمدیہ کیلئے ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو احکام دین کو پھر از سر نو زندہ کرتا ہے اور مرد زمانہ کے وجہ سے دین میں جو بربائیان پیدا ہو جاتی ہیں اونکا قطع و قمع کرتا ہے) و نیز اس حدیث شریف کا مصداق بنا دیا کہ (ایک قریشی عالم کا علم اسقدر فراخ ہوا کہ وہ اسے زمین کے تمام حصوں پر چھاننا تھا)



أشهد أن لا إله إلا الله ربَّارٌ وفاملكا كبيرا صمدا سبوحا قدوسا رَحْمَنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ  
 رَحِيمُهُمَا وَاحِدٌ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَوَدَّهْ وَمَقْبُولُهُ وَرَضِيهِ وَ  
 خَلِيلُهُ وَحَبِيبُهُ فَإِنَّ الشَّيْبَةَ لَهُ أَمْنًا بِاللهِ كَمَا هُوَ فِي ذَاتِهِ الْوَاحِدِيَّةُ وَصِفَاتُهُ الْوَاحِدِيَّةُ  
 وَمَلَائِكَتُهُ وَكُتُبُهُ وَرُسُلُهُ وَأَنْبِيَآئُهُ وَمَا وَرَدَ مِنَ الْأَمْْرِ فِي الْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ مِنَ اللهِ  
 الْقَدِيرِ الْقَادِرِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ  
 حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآزْوَاجِهِ أَمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ  
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى حَمَلَةِ عَرْشِكَ الَّذِينَ لَا يَفْتَرُونَ مِنْ تَسْبِيحِكَ  
 وَلَا يَسْأَمُونَ مِنْ تَقْدِيرِكَ وَأَمَلَائِكَ الَّذِينَ اخْتَصَصْتَهُمْ بِنَفْسِكَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُولِكَ وَ  
 أَنْبِيَآئِكَ مِنْ أَدْمَانَ إِلَى الْخَاتَمِ اللَّهُمَّ وَاتَّبِعْ الرِّسْلَ عَامَةً اللَّهُمَّ وَاصْحَابِ حَبِيبِكَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا  
 خَاصَةً الَّذِينَ أَحْسَنُوا الصَّحَابَةَ وَأَبْلَوْا الْبَلَاءَ بِمُحْسَنٍ فِي نَصْرِهِ وَكَأَنَفَوْهُ وَأَسْرَعُوا إِلَى وَفَادَتِهِ وَسَاءَ يَقُولُ  
 إِلَى دَعْوَتِهِ اللَّهُمَّ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا  
 بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ **مَا جَعَلَ** فَلَقَدْ أَمَدَ  
 فَانْتَهَى إِلَى مِنْ أَقْوَالِ الْفِرْقِ الْمَشِيعَةِ أَنَّ أَهْلَ السَّنَةِ وَهُوَ جَمَاعَةُ الْمَوْلَى عَلَى الْمُرْتَضَى وَشِيعَتُهُمْ  
 خَاصَّةً عَلَى الْحَقِيقَةِ وَأَنْ لَمْ يَتَّسِمُوا بِذَلِكَ اتَّقَاءَ مَوْضِعِ الْقَهْمَةِ خِلَافًا لِلْمَشِيعَةِ حَيْثُ تَسْمَوُ

له في القاموس في  
 الخصوص وانضمه  
 بالشيء خصه به فاق

في كتاب النهاية  
 في غريب الحديث والادب  
 لابن الأثير حديث  
 كتاب من فقه  
 في باب ما ابلاه الله  
 قال القتيبي  
 ابنيه ابنيه ابلاء ومن  
 بلوته ابوه بلاء

میں دل سے اقرار کرتا ہوں کہ کوئی مجھ و نہیں ہی خدا کے سوا جو پروردگار و بے نیاز و پاک و مقدس و درود و جہان پر ہر ما  
 اور یکتا و ہمیشہ ہے۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد اللہ کے بندے اور رسول یعنی پیغام پہنچا پناو لے اور اس کے  
 دوست و مقبول و برگزیدہ و خلیل و حبیب ہیں جنکا کوئی نظیر نہیں ہے۔ ہم اللہ کے ذات و صفات پر اور فرشتوں  
 اور کتابوں اور رسولوں اور نبیوں پر اور آخرت کے احوال پر اور تقدیر الہی پر سب پر ایمان لاتے ہیں۔  
 الہی جناب محمد رسول اللہ اور او کی آل پر مثل حضرت ابراہیم اور او کی آل پر رحمت نازل فرما اور ان میں برکت دے  
 تو بیشک ستودہ و بزرگ ہے۔ الہی جناب رسول اللہ اور او کی ازواج اہل بیت المومنین اور ذریات و اہل بیت کو مثل  
 آل حضرت ابراہیم کے رحمت و برکت عطا فرما۔ الہی اور اپنے فرشتوں پر جو عرش اڑھائے ہوئے ہیں جو تیری  
 تسبیح و تقدیس سے نہ سستی کرتے ہیں اور نہ کبھی او گیتا تے ہیں اور ان فرشتوں پر جو مخصوص تیری عبادت کے  
 لئے ہیں۔ الہی اور اپنے کل بنیوں پر حضرت آدم سے لیکر جناب خاتم المرسلین تک۔ اسے بار خدایا اور کل پیران انبیاء  
 پر عموماً اور اصحاب کرام پر خصوصاً جنہوں نے حضرت کا اچھا ساتھ دیا آپ کے دو میں سب مصیبتوں کو جھیلنا  
 اور ہر استحسان میں پورے اترے حمایت پر کھڑے ہوئے سب سے اول اسلام قبول کیا۔ اور نیز ان لوگوں  
 پر جو اخلاص میں صحابہ کے لگ بھگ تھے جو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ (اے رب ہمارے بخش  
 ہم کو اور بھائیوں ہمارے کو جو آگے لائے ہم سے ایمان اور مت ڈال ہمارے دلوں میں  
 کینہ اور ان لوگوں کے طرف سے جو ایمان لائے۔ تحقیق تو شفقت کرنے والا مہربان  
 ہے) اما بعد۔



بالشيعة والخاصة وسما اهل السنة بالعامّة انهم سلفاً وخلفاً قد تركوا مذاهب الاشعة  
من اهل بيت النبوة بما سلكوا من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الديانة واصول الرواية  
 واصول الدراية وجعل الفروع الفقهية على غاية الكثرة وتركوا سائر ما عندهم من انواع  
العلم وكما قالوا مع ان جعل علوم اجل القوم اما الاشعة على المرتضى انما هو عند اهل السنة  
فما علمت من ملومه عند هـمسند له ويسمى سيرة على خروجه حافظ اليمن من هـم ان الجوال  
الرحال ابو اسحق ابراهيم بن الحسين بن ديزيل الكسائي المتوفى في آخر شعبان سنة احدى و  
ثمانين ومائة وكانه حنفة بعد مائة وخمسين سنة ومسند له خروجه حافظ بغداد احمد بن  
ابراهيم الدورقي صاحب التصانيف المتوفى سنة مائتين وست واربعين عن ثمان وسبعين  
ومسند له خروجه حافظ جرجان ثحافظ الكبير ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن سنجر صاحب  
المسند المتوفى في ربيع الاول سنة مائتين وثمان وخمسين قال ثحافظ قطب الدين  
عبد الكريم الحلبي ثم المصري الحنفي في تاريخ مصر وعندي له مسند على روى فيه عز على  
ابن عليل ويزيد بن هارون وابن نمير وخلائق كذا في تذكرة الحافظ للحافظ الذهبي الشافعي  
ومسند له وقد يسمى اخبار علي وسائر علي ايضاً المتضمنه لها خروجه حافظ البصرة تزيل بغداد  
الحافظ الشهير يعقوب بن شيبه السدوسي صاحب المسند الكبير الذي ما صنف مسند  
احسن منه ولكنه ما اتته قال الذهبي بلغني ان مسند علي له خمس مجلدات ومات في ربيع  
الاول

هـ في القاموس  
مصرى وانشطه  
نفي انصافه به نقض

في كتاب النهاية  
رب الكرام والاش  
بما لا يخفى حديث  
بهرق فمشى قيص  
ليالي الما الملة والله  
تقضى قال من الخير  
ابدية الله ومن  
يلوته ابوة بالعباد

اہل تشیع جو اعتراضات اہل تسنن پر کیا کرتے ہیں بہت شد و مد سے میرے کان تک پہنچے۔ وے اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ تمام اہل سنت سلف سے لیکر خلف تک جس قدر ہیں (اس وجہ سے کہ وے اپنے تمام دینی اصول اور فقہی احکام میں صحابہ و تابعین کے پیرو ہیں) ائمہ اہل بیت کے طریقہ و مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور ان کے علوم سے غافل ہو گئے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو تو حضرت مولیٰ علیؑ کے اصل پیرو اہل تسنن ہی معلوم ہوتے ہیں اور خاص گروہ میں داخل ہونیکا استحقاق اگر کسی کو حاصل ہو سکتا ہے تو اہل تسنن ہی کو ہو سکتا ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علوم کا ذخیرہ جس قدر اہل تسنن کے پاس موجود ہے اس کا عشر عشر بھی اہل تشیع کو میسر نہیں۔ گو عرف کی بدنامی سے یہ لقبیت اپنے آپ کو مشہور کرنا نہیں چاہتے اور اہل تشیع اپنے من ماسے ہوئے خیالات کی بنا پر اپنے آپ کو شیعیان علیؑ سے جانتے ہیں اور شیون کو عامیون میں سمجھتے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اور کیون نہ ہو یہ تو یہی امر ہے کہ جب تمام اہل بیت نبوی یا صحابی تھے یا تابعی تو کون کہہ سکتا ہے کہ صحابی یا تابعی کا پیروی کرنا والا شخص ائمہ کا پیروی کرنے والا نہ ہو۔

اس لئے تفصیلی فہرست حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علوم کے کتابوں کی جو اہل تسنن نے تالیف کیں ہیں جس قدر مجھ کو معلوم نام بہام بیان کرتا ہوں۔ تاہل تشیع کو اپنی غلطی پر اہل تسنن کے نسبت ہی تنبیہ ہو اور اہل تسنن کا ائمہ اہل بیت کا پیرو ہونا اچھی طور سے لکھن در خاطر نشان ہو جائے۔ از انجملہ ایک تو وہ سند ہے جس کو سیرت علیؑ بھی کہتے ہیں جسکی تخریج حافظ ہمدان رحال ابوہی ابراہیم بن حسن بن دیزیل کسائی نے کی اور از انجملہ ایک سند ایک لکاسی میں فوت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ویرہ سو برس ہجری کے بعد یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ اور از انجملہ سند علیؑ ہے جسکی تخریج حافظ بغدادی احمد بن ابراہیم دورقی صاحب التصانیف نے کی ہے جو سند دو سو چالیس میں اہل تبریس کی عربیت ہوئی اور از انجملہ سند علیؑ ہے جسکی تخریج حافظ جرجان حافظ کبیر ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن سحر صاحب المسند نے کی ہے جو ربیع الاول ۲۵۸ھ دو سو اٹھادون میں فوت ہے حافظ قطب الدین عبدالکریم حلبی مصری حنفی نے تاریخ مصر میں لکھا ہے کہ میرے پاس اونچی جمع کی ہوئی ایک سند علیؑ ہے جس میں اوہون نے یعلی بن عبید ویزید بن ہارون و ابن غیر و غیرہم سے روایتیں لیں ہیں۔ اسکا ذکر حافظ شافعی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔ اور از انجملہ سند علیؑ ہے جسکا نام اخبار علی و سیر علیؑ ہے جسکی تخریج حافظ بصرہ دار و بغداد حافظ مشہور یعقوب بن شیبہ سدوسی صاحب مسند کبیر نے کی ہے۔

ذہبی کا قول ہے کہ میں نے سنا ہے کہ یہ سند علیؑ ہے پانچ جلدوں میں اس کے مصنف ربیع الاول ۲۶۲ھ

تمام مذہب کا نام ہے  
اس کی تالیف حضرت علیؑ نے کی ہے  
اس کی تالیف حضرت علیؑ نے کی ہے  
اس کی تالیف حضرت علیؑ نے کی ہے



سنة مائتين واثنين وستين ومسند خرجه حافظ العراق قاضي المالكية اسمعيل بن يحيى  
المتوفى سنة مائتين واثنين وثمانين ومسند خرجه حافظ مرو والقاضي أبو بكر أحمد بن علي  
صاحب كتاب العلم وكتب جملة المتوفى سنة مائتين وتسعين واثنين ومسند خرجه حافظ  
حضر موت أبو جعفر محمد بن عبد الله عرف مطين المتوفى سنة مائتين وسبع وتسعين وهو في اثني  
عشر جزء ومسند خرجه حافظ نسا أحمد بن شعيب ثالث أئمة الحديث الستة المتوفى سنة ثلاث  
وثلاثمائة ومسند خرجه حافظ أبو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن أبي نصر المتوفى سنة - وجملة ضاحكة  
من اخباره وأثاره في كتاب خلاف أهل العراق عليا وعبد الله ثالث أئمة المذاهب الأربعة الشافعية  
وفي كتاب الامر له وفي كتب أخرى سواهما له أيضا وفي كتاب خلاف أهل العراق عليا وعبد الله  
لحميد بن نصر المروزي وكذا اخبار وأثار جملة عن المولى المرتضى علي والذرية العلية في كتب الحفاظ  
الايضا المتقدمة <sup>أي من حيث مجموعها من مجموع الكتب</sup> الأربعة من أهل السنة كتاب السنن والآثار لابن شهاب الزهري المدني  
التابعي من خاصة الامام زين العابدين وهو أول كتاب في الباب والسيرة له والسنن لصالح  
ابن كيسان المدني ومصنف هشام بن حسان البصري والسنن لابن جريح المكي والجامع لعمر بن  
راشد البصري تزيل اليمن والسنن لسعيد بن أبي عروبة البصري ومصنف الربيع بن صبيح البصري  
أول من صنف الكتب بالبصرة والجامع والفرائض لسفيان الثوري الكوفي والخروج لأبي يوسف  
الكوفي ومسندة تخرجه أبي عوانة الحراني له وتصانيف النعمان بن عبد السلام الاصبهاني

دوسو بائیس مین فوت ہوئے اور از انجملہ سند ہی جسکی تخریج حافظ عراق قاضی مالکیہ اسمعیل بن اسحق نے کی ہے جو سنہ ۲۸۲ھ میں  
 بیاسی مین فوت ہوئے۔ اور از انجملہ سند ہی جسکی تخریج حافظ مرد قاضی ابوبکر احمد بن علی نے کی ہے جسکی تصنیف کتاب العلم ہے  
 اور سوائے اسکے بہت سی کتابیں انکی تصنیف سے ہیں جو سنہ ۲۹۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور از انجملہ سند  
 ہے جسکی تخریج حافظ حضرت ابوجعفر محمد بن عبد اللہ عرف مطین نے کی ہے جو سنہ ۲۹۷ھ میں فوت ہوئے  
 اسکے بارہ جزی ہیں۔ اور از انجملہ سند ہی جس کو حافظ نسا احمد بن شعیب ثالث ائمہ ستہ نے جمع کیا ہے یعنی جسکی  
 کتاب بن نسا ہی مشہور ہے جو سنہ ۳۰۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور از انجملہ سند ہی جسکو حافظ ابو محمد عبد  
 بن عثمان بن ابی نصر نے تخریج کیا ہے اور سنہ ۳۰۷ھ میں فوت ہوئے اور ثالث ائمہ اربعہ امام شافعی کی کتاب  
 ( خلافت اہل العراق علیہما السلام ) میں حضرت علی کے اخبار و آثار کی مقدار معتد بہ موجود ہے اور انکی کتاب الامامین  
 اور سوا اسکے انکی دوسری کتابوں میں و نیز اور دوسری ایک کتاب خلافت اہل العراق علیہما السلام میں جو محمد بن  
 نصر مروزی کی تصنیف ہے حضرت علی کے بہت سے اخبار و آثار درج ہیں اور اسید طرح موافق تفسیر علی و آل پاک عالی  
 کے اخبار و آثار حفاظہ متقدمین کے کتب میں بہت کثرت سے ہیں جیسے ابن شہاب زہری مدنی تابعی صاحب خاص  
 امام زین العابدین کی کتاب السنن والآثار اس باب میں پہلی کتاب ہے اور انکی کتاب السیرۃ اور صالح بن کیسان  
 مدنی کی سنن۔ اور شہام بن حسان بصری کی مصنف اور ابن جریج مکی کی سنن۔ اور معمر بن راشد بصری نیز بن مین کی  
 اور سعید بن ابی عروبہ بصری کی سنن اور ربیع بن صبیح بصری کے مصنف ( جنہوں نے بصرہ میں اول کتابیں  
 تصنیف کی ہیں ) اور سفیان ثوری کوفی کی جامع اور فرایض۔ اور ابویوسف کوفی کی کتاب الخراج۔ اور یحییٰ بن یوسف  
 نیشاپوری

۱۔ اہل عراق ( جیسے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ) صحابہ کے اختلاف فی مسئلہ میں اکثر حضرت علی و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ  
 عنہما کا قول لیتے ہیں۔ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ان سے یہ بحث کی ہے کہ تم نے بہت جانے  
 میں ان کے رائے کے برخلاف دوسرے صحابہ کا قول لیا ہے۔

و آئندہ رہے کہ یہ علمی بحث ہے پہلے اختلاف وہ نہیں جس میں کچھ گناہ ہو ۱۲



وتصانيف عبد الرحيم بن سليمان الأشمل المروزي نزيل الكوفة ومحمد بن الحسن الشيباني الكوفي و  
 الوليد بن مسعود الدمشقي ووكيع بن الجراح الكوفي وجامع عبد الله بن وهب المصري وموطاه و  
 جامع سفيان بن عيينة الكوفي ثم المكي وسنده وتفسيره وكتب يحيى بن آدم الكوفي ومسند  
 أبي داود وسليمان بن داود الطيالسي البصري والتفسير والعلم لأدم بن أبي أياس العسقلاني  
 وكتب أبي عبيد القاسم بن سلام البغدادى وأصبغ بن الفرج المصري والسنن سعيد بن منصور  
 الخراساني نزيل مكة وكتب يعقوب بن حماد المروزي نزيل مصر ومسند دين مسرهد البصري وأبى  
 ابن راهويه المروزي ورابع الأئمة المذهب الأربعة أحمد بن محمد بن حنبل المروزي نزيل بغداد  
 ومحمد بن يحيى بن أبي عمر العدي في نزيل مكة وأحمد بن منيع البغوي نزيل بغداد وعبد بن حميد الكشي  
 ويعقوب بن إبراهيم الدورقي وأخيه أحمد وأئمة الحديث الستة وأئمة جمة لا يحصى كثرة  
 ومسند علي من الأفعال فضلا عن الأقوال من جمع الجوامع نخاتمة الحفاظ جلال الدين السيوطي  
 مع حذف السند مجلد وسوى ذلك عنه في زبره سيما تفسيره الدر المنثور جملة جملة وليس من  
 جميع ذلك أكنز كور عند المتشعبة نبذة ولا يوجد لهم عنه مسند صغير فضلا عن كبير  
 ولسيدتنا نساء العالمين فاطمة الزهراء مسند خرجها حافظ العراق أبو حفص عمر ابن  
 شاهين البغدادى وفي مسانيد الحفاظ الأيقاظ عنها جملة يعتد بها وكذا في سائر تصانيف الكتب  
 الحديثية وحافظ الحنفية أبي بشر محمد بن أحمد الدوالي من المتقدمين كتاب الذرية الطاهرة

اور عبد الرحیم بن سلیمان الاشلم مروزی تریل الکوفہ اور محمد بن حسن شیبانی کوفی اور ولید بن مسلم دمشقی اور وکیع بن جراح کوفی کے تصانیف  
 اور عبد اللہ بن وہب مصری کے جامع اور موطا۔ اور سفیان بن عیینہ کوفی مکی کے جامع و سنن و تفسیر۔ اور یحییٰ بن آدم کوفی کے کتب  
 اور ابی داؤد سلیمان بن داؤد طلیاسی بصری کی مسند۔ اور آدم بن ابی ایاس سقلانی کی تفسیر کتاب العلم۔ اور ابو عبیدہ قاسم بن سلام بغدادی  
 اور اصبح بن فرج مصری کے کتب۔ اور سعید بن منصور خراسانی تریل مکہ کے سنن۔ اور نعیم بن حماد مروزی تریل مصر اور مسدد بن سدر  
 بصری اور اسحق بن راہویہ مروزی اور راجع ائمہ مذاہب اربعہ احمد بن محمد بن حنبل مروزی تریل بغداد اور محمد بن یحییٰ بن  
 ابی عمر عدنی مقیم مکہ اور احمد بن نعیع بغوی تریل بغداد اور عبد بن حمید کشی اور یعقوب بن ابراہیم دورق اور احمد برادر یعقوب  
 اور ائمہ صحاح ستہ کے کتب۔ ماسوا می اس کے تصنیفات اور بہت سے ائمہ اہل سنت کے جگنا شمار و شوار ہے۔ اور امام  
 سیوطی کے جمع الجوامع میں علاوہ اقوال کے مسند علی خاص افعال میں باوجود حذف کرنے اسناد کے ایک مجلد ہے۔  
 اسکے سوا اور کئے اور تصانیف میں خصوصاً تفسیر و منشور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مسندات سے مقدار معتد بہ موجود  
 شیعہ کے پاس ان کتابوں کے علوم میں سے جگنا ذکر اور ہو چکا ہے کوئی حصہ بھی نہیں ہے۔ آپ کے مرویات کی چھوٹی  
 سی سند کا پتا بھی اونکے بیان بہت ملتا۔ بڑی سند کا تو کیا ذکر۔

اور سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء کے روایات کی ایک سند ہی جسکی تخریج حافظ ابو حفص عمر بن شاہین  
 نے کی ہے۔ اور اون حق اخ کی مسندوں میں جو اپنے فن میں بڑے بیدار معزا اور کامل مانے گئے ہیں حضرت  
 فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخبار کا بڑا حصہ موجود ہے۔ اور ایسا ہی فن حدیث میں جتنی قسم کی کتابیں تالیف ہوئیں  
 ان کے اخبارات سے عالی بہتین۔ اور حافظ السخفی ابی بشر محمد بن احمد دو لابی کی کتاب الذریۃ الطاہرہ ہے



والمحافظ الحنابلة عبد العزيز بن الاخضر الحنابلة البغدادى من المتأخرين معالي العترة النبوية  
ومعارف اهل بيت الفاطمية وفيهما من مسانيدهم ما يفيد اوقل صنف مفيد بغدادى وقته لمحدث المكنى  
مؤلف مسند ابى حنيفة ابو عبد الله الحسين بن محمد بن خسر والبلخي الحنفي مناقب اهل البيت وكلام الامامة وكذا عند  
حفاظ اهل السنة سولهم كحافظ صنعاء واليمن عبد الرزاق وحافظ الكوفة والعراق ابن ابى شبة وحافظ  
الاندلس والمغرب بقى بن مخلد فى تفاسيرهم ومصنفاتهم وكذا عند جمع سواهم عن المولى على والذرية العلية  
المكرمة الى الامام جعفر الصادق رضى الله عنهم علوم مرجحة وجلها مستند اليها ومعتمد عليها علماء وعلماء عباد  
فختة الغيرة بحق الحق على ان عمدت وعلى فضل الله اعتمدت الى ان ادون علوم المولى المرتضى على والذرية العلية  
رضى الله عنهم فى تسعة عشر كتابا تكون لما يبلغ من علومهم نصيبا بالكتاب الاول كتاب فقه الايمان المسمى كتاب  
الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر الكتاب الثانى كتاب العلم المترجم بكتاب اصول رواية العلم عن اهل بيت  
مدينة العلم الكتاب الثالث كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية الكتاب الرابع كتاب اصول المسائل  
عن اهل بيت الفضائل الكتاب الخامس كتاب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام الكتاب السادس كتاب  
قراءات القرآن عن اهل بيت الذكر والاتقان الكتاب السابع كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان  
الكتاب الثامن كتاب انباء العالم عن آل النبى المكرم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الكتاب التاسع كتاب  
الحكمة والموعظة عن اهل بيت الفطنة والمعرفة الكتاب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبى المودب عليهم  
وعليهم صلوات الرب الكتاب الحادى عشر كتاب الطب عن اهل بيت المحب صلى الله عليه وسلم كابرهم ومحب

ليس من عند  
 الروح الشيعية التي في  
 فاجتمع تلك المذاهب  
 من الأمامية في أوائل  
 البيان بأن  
 كويد وفوا في ذلك  
 نقلوا في ما وصل اليه  
 من أخبار ولو لم يوافق  
 المعاني وكشفنا  
 البيان فاحسن  
 خلاف الاسماء  
 اليه قال فليقدم  
 من القلوب السليمة  
 الذي  
 من القلوب السليمة

اور حافظ عبد العزیز بن الانصاری نے بھی بغدادی کی معالم العترة النبویہ اور معارف اہل البیت الفاطمیہ سے ان دونوں کتابوں میں اہل بیت کے مسندات کثرت سے ہیں۔ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خضر و بلخی حنفی جنہوں نے اپنے وقت میں اہل بغداد کو اپنے علم سے بہت نفع پہنچایا ہے اور بہت کثرت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور مسند ابی حنیفہ کے مؤلف بھی ہیں اور انہوں نے مناقب اہل بیت و کلام ائمہ میں ایک کتاب لکھی ہے۔

اسی طرح اہل سنت کے حافظوں کے پاس مثل حافظ صنعاء و ابن عبد الرزاق اور حافظ کوفہ و عراق ابن ابی شیبہ اور حافظ اندلس و مغرب یحییٰ بن محمد کے ان کی تفسیرون اور مصنفات میں۔ اور سوائے ان کے اور ایک جماعت کے پاس بہت سے علوم حضرت مولیٰ علی سے۔ اور اہل بیت سے نا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم مروی و منقول ہیں جنکا بڑا حصہ اکثر علما کے نزدیک علماء و محققین مستند و معتبر ہے۔ پس غیرت حقیقت حق نے بے ساختہ اس بات پر مجھ کو آمادہ کیا کہ اللہ کے فضل پر بہرہ ور کر کے مولیٰ علی و ذریعہ کے علوم ادنیٰ کتب میں جمع کروں جو میرے مبلغ علم و معلومات کا جوا دن سے مجھے پہنچا ہے لہذا یہ ہو سکے۔

کتاب اول کتاب الایمان ہے مستی بہ الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر جس میں عقاید اہل سنت کا مفصل بیان ہے۔ کتاب دوم۔ کتاب العلم ہے در بیان اصول حدیث۔ کتاب سوم کتاب اصول الدرایۃ اس میں اصول فقہ کا ذکر ہے۔ کتاب چہارم۔ کتاب اصول المسائل۔ یعنی مسائل کلیہ۔ کتاب پنجم کتاب فقہ الاسلام میں اہل بیت النبوة والاعلام جیسے مسائل فقہیہ بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب ششم کتاب قراءات القرآن میں اہل بیت الذکر والافتان۔ کتاب ہشتم۔ کتاب علوم القرآن عن اہل بیت النبوة والعسکریان۔ کتاب ہشتم کتاب انباء العالم۔ جس میں بطور سیر تمام عالم کے اخبار مذکور ہیں۔ کتاب نهم کتاب الحکمۃ والموعظہ۔ اس میں نضائح مذکور ہیں۔ کتاب دہم کتاب الادب۔ جس میں ہر قسم کے آداب کا بیان ہے۔ کتاب یازدہم کتاب الطب عن اہل بیت الحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا برضی و محب



الكتاب الثاني عشر كتاب الادعية والاذكار <sup>عشر</sup> اهل البيت الملقب بالعجيفة الفاضلة الكتاب الثالث  
 كتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان الكتاب الرابع عشر كتاب آيات النبوة عن رايات  
 الفتوة الكتاب الخامس عشر كتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخيار الكتاب السادس عشر  
 كتاب الصحف المطهرة العلوية للحضرة الموقرة العلوية الكتاب السابع عشر كتاب اصول العربية  
 المحصول من الحضرة العلوية اذ كرفيه الاصول الخفية والقواعد الصرفية والمأخذ الاشتقاقية المختصر  
 الى نوادر اللغات العربية والحجبية المروية عن اهل بيت النبوة واللطائف البديعية والبيانية والظرائف  
 المعنوية والاشعار الالهية الماثورة عن اهل بيت النبوة الكتاب الثامن عشر كتاب الكتب والخطب  
 عن اهل بيت علو الرتب الملقب بمنهاج البلاغة الكتاب التاسع عشر كتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل  
 بيت الكمال هذا مع ان قلة بضاعتى ربما كانت توهمنى ان ذلك لوقت من اضاعتى حتى سئمت الى بعد استئثار  
 الله واستشارة اهل الله بما صممت به في الامر تصميما مستعينا بالله ولى الهداية والقصد حيثما لرجال الرواية  
 عن هؤلاء اشارة الولاية من انفسهم ان اورد من روايتهم عن غيرهم من فضل الصحابة والتبعة وقليل فافهم  
 وما اقبله وفي كل مسألة معضلة او قرأة او شيء من علوم القرآن او غيره ذلك من العلوم ان اشعر قد رما تيسر  
 بما فى ذلك عن الصحابة والتبعة واهل المذاهب المتبعة وغيرهم من الاجلة تقوية بالشهادة لسند الرواية  
 وتوطئة للموافقة والمتابعة فى الدراية وكل ذلك مع الاهتمام بالانذار <sup>ل</sup> بالتعظيم والتعليل والتحجيم والتعديل  
 بشروطنا اهل السنة <sup>ت</sup> المحسنين بانباء يحكى فى بعض كتبنا ما لا يحام له ولا خطا لهذا التعليقا اهل الرواية الثقات

کتاب دوازدهم۔ کتاب الادعیہ والاذکار عن اہل البیت الاطہار۔ جس کا لقب صحیفہ فاضلیہ ہے۔ کتاب سیزدہم۔ کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الفطنتہ والعرفان۔ جس میں معارف بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب چارہم۔ کتاب آیات النبوة۔ یعنی بیان معجزات کتاب پانزدہم کتاب جوامع الاخبار والاکثار۔ اس میں وہ حدیثیں کامل کامل ذکر کی گئی ہیں جو اور اہم مقام پر حسب ضرورت ناقص بہ حذف بعض کم کم لائی گئی تھیں۔ کتاب شانزدہم۔ کتاب الصحف المطہرة العلویۃ المحضرة الموقرة العلویۃ۔ جو خاص سیدنا علیؑ کے مکتوبات شریف ہیں۔ کتاب ہفتم۔ کتاب اصول العربیۃ۔ المحصول من المحضرة العلویۃ۔ اس کتاب میں نحو اور صرف کے اصول اور آخذ اشتقاق کا بیان ہے۔ اور عرب اور عجم کے نادر لغات ہیں جو اہل بیت سے نقل کئے گئے ہیں۔ اور فن بدیع و بیان و معانی کے متعلق بعض بعض لطائف اور ظرائف مذکور ہیں اور ادون اشعار کا ذکر ہے جو اہل بیت کے طرف منسوب ہیں۔ کتاب ہیزدہم کتاب الکتب والخطب عن اہل بیت علو الرتب۔ اس میں وہ مکتوبات اور خطبے مرقوم ہیں جو اہل بیت سے صادر ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا لقب منہاج البلاغۃ ہے۔ کتاب نوزدہم۔ کتاب معارف الرجال الرواة عن اہل بیت الکمال۔ اس میں خاص ادون رجال حدیث کے احوال بیان کئے گئے ہیں جو اہل بیت سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

ججھکو اپنی کم مائیگی اس وہم میں ڈالنی تھی کہ یہ تصنیف اوقات ہے۔ آخر کار استخارہ اور بزرگوں مشورہ کی بدولت ایسی بات معلوم ہوئی جس سے میں نے اپنے ارادہ کو خدا کی عنایت پر بہرہ ور کر کے (جس کے ماتھے میں ہدایت ہے) مصمم کر دیا۔ میں نے قصد کر لیا ہے کہ جہاں خاص ائمہ اہل بیت سے روایت نہ پاؤں تو ان کے وہ مرویات لکھوں جو ادھون نے اور صحابہ کبار و تابعین سے روایت کیں ہیں۔ اگرچہ یہ بہت قلیل ہیں۔ اور یہ بھی ارادہ کیا ہے کہ ہر مثل مسئلہ اور قراءت اور علمی مطلب کے تحت میں۔ بغرض تقویت اسناد اور اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت سے کہ نفس درایت میں باہم صحابہ و تابعین وغیرہم اور ائمہ اہل بیت کے موافقت اور مطابقت ہے۔ حتی المقدور ادون روایات کو بھی ذکر کرونگا۔ جو اس باب میں صحابہ اور تابعین سے یا ارباب مذہب مشہورہ سے اور فضلا سلف سے مروی ہیں۔ اور ان سب میں تصحیح و تنقیل و جرح و تعدیل کا التزام اہل سنت کے شرائط کے موافق کیا گیا ہے۔ جو روایات کہ بے سرو پا اور بے ہنگام نے ہمارے بعض کتابوں میں منقول ہیں ان کو قاطبہ چھوڑ دیا ہے۔ ان البتہ ثقات کے تعلیقات کو بیان کیا



كالفتها الأربعة وأصحابها البخاري والترمذي وابن المنذر فإني عن ابن عبد البر سمعت أخوانها  
 أخرجهما وأقد مفضل الله مكيه الصواب في كل باب من كل كتاب مما ناسب ذلك من آيات أعظم الثقلين  
 كتاب الله الحكيم العليم الوهاب ثم نورد المرفوع والموقوف والمقطوع عن ثاني الثقلين إلا قال  
 ولا نعتمد إلا ما قد ورد بسند جيد معتمد صحيح وحسن أو مقارب بما له من عاضد أو عواخذ من المتابعين  
 أو الشواهد وأرجو من فضل ربي ذي المنان أن يمن علي أخرج خليفته إلى حسن وإفقه بحسن إتقانها ودين  
 قبولها وبأن لا يجعلها إلا ينقطع عقب وفاة كاسبه بل يجعلها علما يتقدم به بعد ممات صاحبها  
 اللهم آمين بحياة حبيبك الإمين <sup>تسبيح</sup> قال خاتمة الحفاظ جلال الدين السيوطي في أوّل  
 كتابه جمع الجوامع بعد ما ذكر ما زمر البخاري ومسلم وابن حبان والحاكم في المستدرک والضياء المقدس  
 في المختارة وجميع ما في هذه الكتب الخمسة صحيح فالعز واليهام معلم بالصحة سوى ما في المستدرک  
 من المتعقب فأنبه عليه قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرک فبعضه عندي متعقب مستدرک  
 ولم يتنبه عليه من بعد في علمي فأنابه عليه في هذه الكتب حيث أقف أن شاء الله تعالى قال وكذا  
 ما في موطأ مالك وصحيح ابن خزيمة وأبي عوانة وابن السكن والمنتقى لابن الجارود والمنتقى  
 فالعز واليهام معلم بالصحة أيضا وقال بعد ذكر مرزاي داود وما سكت عليه فهو صائم وما يذضعف  
 نقله عنه وذكر مرز الترمذي قال واقل كلامه على الحديث قلت وما ينبغي من الكلام على ما يروى  
 أنبه عليه أن شاء الله تعالى ثم ذكر مرز ابن ماجة والنسائي وأبي داود والطيالسي وعبد الرزاق

جیسے فقہاء اربعہ اور اہل سنت کے اصحاب اور امام بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یوسف اور ابو حنیفہ وغیرہ۔  
 کیونکہ یہ معتبر اور مسلم ہیں اور یہ بھی التزام کیا ہے کہ کتاب کے ہر باب کی ابتداء میں پہلے قرآن شریف کے  
 آیات مناسب باب ذکر کئے جائیں۔ پھر ویسی ہی حدیثیں۔ مرفوعہ موقوفہ و مقطوعہ جواہل بیت سے مروی ہوں  
 اور اسی روایت کو ہم ذکر کرتے جسکی سند عمدہ اور قابل اعتبار ہو۔ صحیح یا حسن و یا مقارب ہو متعالمات  
 و شواہد کی وجہ سے بمنزلہ حسن اور صحیح کے ہو۔ میں اپنے پروردگار بڑے احسان کرنے والے کے فضل  
 امید رکھتا ہوں کہ مجھ عاجز پر (جو سب سے زیادہ اوسکی شفقت و کرم محتاج ہوں) ان کتب کے حسن تمام  
 اور مقبولیت عام ہونے میں اپنا احسان کرے۔ اور اسکو بے بنیاد کام نہ کرے جو کام والے کی موت کے ساتھ ہی  
 منقطع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس امر کو مفید نافع بنا دے۔ جو میرے بعد بھی کار آمد رہے اسے بار خدایا۔ میری اس التجا  
 اپنے حبیب کے صدقہ سے قبول فرما۔ **تسلیب** خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے کتاب جمع الجوامع کے  
 شروع میں بیان کرتے رموز بخاندی اور مسلم اور ابن حبان کے اور مستدرک کے جو حاکم سے ہے اور مختارہ  
 کے جو صیار مقدسی سے لکھا ہے (اور جو کچھ ان پانچوں کتابوں میں ہے وہ صحیح ہے۔ پس انکی طرف نسبت کرنا  
 صحت کی علامت ہے۔ اور احادیث کے سوا جو مستدرک میں از قبیل متعقبات ہیں۔ سوا و کچھ ہم خود بتلاویں گے۔)  
 میں کہتا ہوں کہ ذہبی نے تلخیص مستدرک میں حاکم کی بعض تصحیح پر جو اعتراض کئے ہیں اور میں سے بعض  
 اعتراض پر مجھکو اعتراض ہے میری دانست میں کوئی اوسپر آگاہ نہیں ہوا ہے۔ سو میں انشاء اللہ تعالیٰ جہاں واقف ہو گا  
 ان کتب میں اوسپر آگاہ کر دوں گا۔ پھر سیوطی نے لکھا ہے۔ اور ایسے ہی جو کچھ موطا امام مالک۔ اور صحیح ابن خریزہ ابی عروہ  
 وابن اسکن اور متقا ابن جابر و داؤد متخرجات میں ہیں۔ وہ بھی صحیح ہیں۔ پس انکی طرف بھی نسبت کرنا صحت کی علامت ہے  
 اور ابو داؤد کی رمز کہنے کے بعد لکھا ہے کہ ابو داؤد نے جس حدیث پر سکوت کیا ہے وہ قابل محبت ہی اور اسکی  
 تضعیف کی ہر اسکو میں نے نقل کر دیا ہے اور ترمذی کی رمز بیان کر کے کہا ہے کہ میں اوس بحث کو جو ترمذی  
 نے حدیث کے متعلق کی ہے نقل کر دیا۔

میں کہتا ہوں۔ ابو داؤد۔ و ترمذی کے روایات کے متعلق جو بحث اور گفتگو ضروری ہے۔ اوس بحث پر  
 انشاء اللہ تعالیٰ میں متنبہ کر دوں گا۔ پھر سیوطی نے ابن ماجہ و نسائی و ابو داؤد و طیالسی۔ و عبد الرزاق



وسعيد بن منصور وابن أبي شيبة واحمد وابنه عبد الله وابي يعلى والطبراني والدارقطني وابو نعيم  
والبيهقي قال وهذه فيها الصحيح والحسن والضعيف فابينة غالباً (قلت) وحيث لم يبينه فانا ابينه  
حيث اقف عليه ان شاء الله تعالى قال وكل ما كان في مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذي  
فيه يقرب من الحسن (قلت) وانا انبه عليه ان شاء الله تعالى والبحث فيه مستوفى في المقول  
المستحسن في فخر الحسن وذكر رموز العقيلة في الضعفاء وابن عدي في الكامل والخطيب  
وابن عساكر في تاريخه قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او للحكيم الترمذي في نوادير الاصول و  
الحاكم في تاريخه او البدلي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغنى بالعزو اليها والى بعضها  
عن بيان ضعفه قلت وجملته صالحة للاعتداد منها صالحة للاحتجاج بها فانه عليه حيث اقف  
ان شاء الله تعالى وقد جرى السيوطي على هذا الاصطلاح في كتابه الدر المنثور في التفسير المأثور  
وسائر كتبه والناس عنه غافلون فليكن مناع على ذكرى ولريد كذا السيوطي تهذيب الآثار لابن جرير  
في كتب الصحيح والظاهر من تسميته آياه به انه عنده مذهب صحيح خلاصه ما صرح انه غير صحيح  
قال تلميذ لا يوحى محمد الفرغاني وابن جرير ابتداء بتصنيف كتاب تهذيب الآثار وهو من عجائب  
كتبه ابتداء بما رواه ابو بكر الصديق <sup>رض</sup> مهاجره وتكلم على كل حديث وعمله وطرقه وما  
فيه من الفقه واختلاف العلماء في حجههم واللغة فتم مسند العشرة واهل البيت والموالي  
ومن مسند ابن عباس قطعة ومات وقال الخطيب وله كتاب تهذيب الآثار لم ارمثله في معناه

وسید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد و عبد اللہ بن احمد و ابو یعلیٰ و طبرانی و وار قطنی و ابو نعیم و بیہقی کے رموز بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان کتابوں میں صحیح و حسن و ضعیف سب قسم کی روایتیں ہیں۔ اکثر مقامات پر میں اون احادیث کے سندوں کی حالت ظاہر کرونگا میں کہتا ہوں کہ جو امور کہ سیوطی سے روئے گئے ہیں واقفیت اور انکی اطلاع میں کرونگا۔ سیوطی نے کہا کہ جو کچھ مسند احمد میں ہو وہ مقبول ہو کیونکہ انکی ضعیف روایت بھی حسن کے قریب ہو ہیں کہتا ہوں کہ اون اسنادات کے حالات میں اپنی کتب میں ظاہر کرونگا اور اسکی پوری بحث میری کتاب بالقول المستحسن فی فخر الحسن میں مذکور ہے۔ اور سیوطی نے بعد بیان کرنے یہ کتاب بالصوفی عقیلی و کتاب کامل ابن عدی و تاریخ خطیب و تاریخ ابن عساکر کے کہا ہے کہ جو روایتیں منسوب ہوں ان چاروں کی طرف۔ یا حکیم ترمذی کی نوادر الاصول کی طرف۔ اور تاریخ حاکم کی طرف۔ اور دیلمی کی مسند الفردوس کی طرف وہ ضعیف ہیں۔ صرف حوالہ دینا ہی ضعف کی دلیل ہو۔ ضعف کی تصحیح کی حاجت نہیں میں کہتا ہوں کہ ایک معتد بہ حصہ ان روایتوں کا استدلال کے قابل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہان میں واقف ہو نگا اور سپر آگاہ کرونگا۔ سیوطی اپنی تفسیر و روشنی میں اور دوسری کتابوں میں اسی اصلاح پر چلے ہیں لیکن لوگ اس سے غافل ہیں پس یہ قاعدہ یاد رہنا چاہئے۔ اور سیوطی نے ابن جریر کی کتاب تہذیب الآثار کو صحیح کے ذیل میں ذکر نہیں کیا۔ مگر ظاہر تہذیب الآثار نام رکھنے سے تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ مہذب و صحیح ہے۔ بجز اس حصہ کے جسکے صحیح ہونے پر وہوں نے تصحیح کی ہے۔ ابن جریر کے شاگرد ابو محمد فرغانی نے کہا ہے کہ ابن جریر نے اپنی کتاب تہذیب الآثار کی تصنیف شروع کی۔ (جو اس کے تصنیفات میں سے نہایت ہی عجیب کتاب ہے) اور اسکا آغاز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ادن روایتوں سے کیا ہو جنکی صحت ثابت ہے۔ اور ہر حدیث پر بحث کی ہے۔ اور ہر حدیث کے ذیل میں اس کی علت کو اور طریق روایت کو اور ادن مسائل کو جو اس حدیث سے ماخوذ ہیں۔ اور علماء کے اختلاف کو اور انکی دلیلوں کو۔ اور لغات کے معانی کو تصحیح سے بیان کیا ہے سو عشرہ مبشرہ و اہل بیت بنوی اور انکی موالی کی مسند تو تمام ہو چکی ہے۔ اور ابن عباس کی مسند کو کسب قدر لکھنے پائے تھے کہ انفت ل کر گئے۔ خطیب نے کہا ہے کہ ابن جریر کی تہذیب الآثار کی سی کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔





اور وہ فقہ علم اور ایمان عام کا ہے۔ جس میں خاص و عام یکساں ہیں۔ اس میں اصول عقائد میں سے چند ایسے عقائد کا بیان ہے جن پر اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کو ضرور ہے۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی حدیث میں لفظ ایمان سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کیون نہ نکلے او عین کے ہر فرقہ سے ایک جماعت تاکہ سمجھ پیدا کرے دین میں۔

فرض الایمان کامل فرمایا خدا تعالیٰ نے کہہ (اپنی پیرایمان لائے ہم ساتھ اللہ اور اس چیز کے کہ اوتار

اد پر ہمارے۔ اور وہ چیز کہ اتاری گئی اوپر براہیم کے اور اسمیل کے اور اسحق اور یعقوب کے اور اولاد  
اوسکی کے اور جو دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو پروردگار اودن کے لئے۔ ہمیں جد امی دالتے ہم دریا  
کسکے اومین سے۔ اور ہم واسطے اوس کے فرما تبارہین۔ اور فرمایا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ایمان لاؤنا  
اللہ کے اور رسول اوسکے کے۔ اور ساتھ کتاب کے جو اتاری ہے اوسن اور رسول اپنے کئے۔ اور کتاب کے جو اتاری گئی  
ہے پہلے اس سے۔ اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے۔ اور اوسکے فرشتوں اور اوسکی کتابوں اور اوسکے  
رسولوں اور دن پچھلے کے۔ پس تحقیق گمراہ ہو اگر اہی دور۔ اور فرمایا۔ سو اے اسکے نہیں کہ ایمان والے وہ لو  
ہیں کہ جب یاد کیا جاوے اللہ۔ ڈر جاتے ہیں دل اونسکے۔ اور جب پڑتے ہی جاتی ہیں تو پوراونکے نشانیان بیکلی  
زیادہ کردیتی ہیں ادکا ایمان۔ اور اوپر پروردگار اپنے کے بہرہ کرتے ہیں وہ لوگ کہ قایم رکھتے ہیں نماز۔ اور  
پیر سے کہ دیا ہے ہمنے اونکو۔ خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں ایمان والے یکے۔ حافظ الاولیاء صاحب کرامت علیہ  
محمد بن اسلام طوسی صاحب مسند محمود نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے۔ علی بن موسی رضا نے۔ اونہوں نے اپنے  
باپ سے کہا اونہوں نے کہ حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ جعفر صادق نے اونہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے  
وہ اپنے باپ علی بن حسین سے وہ اپنے باپ امام حسین سے۔ وہ اپنے باپ علی اکرم اللہ وجہہ رضی عنہم سے۔ کہا اونہوں نے فرمایا رسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ (ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے پہچانا اور باتہ بانوں سے عمل کرنا ہی) اور روایت کیا ہے اسکو پیچھے نے شریف  
مین کہا کہ بیان کیا ہے ابو محمد عبید ابن محمد بن محمد بن مہدی شیرینی۔ کہا کہ خبری حکوا ابو محمد عبد بن محمد بن یحییٰ بن۔ کہا کہ بیاضی ابو محمد فضل بن



ثنا أبو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن أسلم قال ثنا علي بن موسى الرضى عن أبيه فذكره به و  
 سنده مسلسل بالاثمة السبعة أولى الرفعة الحمل وقوله عليه الصلاة والسلام اقرأ باللسان أى بتوحيده  
 الله وتصديق رسوله وما جاء به وقال الحافظ البلاء ذرى أبو محمد أحمد بن محمد بن إبراهيم بن هاشم صاحب  
 الصحيح على وضع صحيح مسلم ثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى أبو السيد المحبوب ثنى ابى علي بن محمد  
 ثنى ابى محمد بن ثنى ابى علي بن موسى الرضى قال ثنى ابى موسى بن جعفر قال ثنى ابى جعفر عن أبيه محمد بن  
 علي عن أبيه علي بن الحسين عن أبيه الحسين عن أبيه علي رضى الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه  
 وآله وسلم الايمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالاركان وقال الحافظ أبو بكر أحمد بن  
 عبد الرحمن الفارسي الشيرازي فى اللقب ابنا أبو بكر محمد بن أحمد بن عقيل الوراق ثنا أبو محمد  
 أحمد بن محمد بن إبراهيم بن هاشم البلاء ذرى الحافظ فذكره عنه به وسنده مسلسل بالاثمة  
 العشرة الحمل فذلك السند العالى هو السلسلة الذهبية او عقد اللالى بل سبعة الجواهر المهدبة  
 لا بل هذا تقصير لفضله الكبير وسيرى نبذة من فضيلة كل من هؤلاء الاثمة ان شاء الله تعالى  
 ولم يتشرف أحد ممن صنف واشتهر ما صنف من ذوى الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضى  
 وحفيد ابنه الامام الحسن العسكرى والاستماع منهما الا اهل السنة والله المنة وقال الحافظ  
 الناقد أبو جعفر محمد بن ادريس الرازى ثنا محمد بن زياد السهمي ثنا علي بن موسى الرضى فذكره به و  
 قال الحافظ أبو عثمان أسما عيل بن عبد الرحمن الصابوني النيسابورى فى المائتين ابنا أبو بكر ابن

کہا بیان کیا ہے ابو الصلت ہر وی عبد السلام و محمد بن اسلم نے۔ کہا دونوں نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ الرضا نے۔ ادھون نے اپنے باپ سے پہر اس حدیث کو اسی سند سے بیان کیا۔ اور اسکی سند بڑے درجہ کے شاہینوں سے مسلسل ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اقرار کرنا زبان سے اسکی یہ معنی کہ اقرار کرنا اللہ کے اکیلے ہو پنا اور سچا کہنا اور سکے پیغامبر کا اور جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے پیغام لائے۔ اور کہا حافظ بلاذری ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم نے۔ جنہوں نے صحیح مسلم کی روش پر ایک صحیح لکھی ہے۔ کہا بیان کیا ہم سے امام بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ نے جو باپ بن ابی ہاشم کے کہ پوشیدہ ہو گئے۔ کہا انہوں نے کہ مجھ سے کہا میرا باپ علی بن محمد نے کہا ادھون نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ محمد بن علی نے۔ کہا ادھون نے مجھے بیان کیا میرا باپ علی بن موسیٰ رضا نے۔ کہا ادھون نے کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ موسیٰ بن جعفر نے۔ ادھون نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے باپ جعفر نے۔ ادھون نے روایت کی اپنے باپ محمد بن علی سے۔ ادھون نے اپنے باپ علی بن حسین سے۔ ادھون نے اپنے باپ حسین سے۔ ادھون نے اپنے باپ علی سے رضی اللہ عنہم۔ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایمان دل سے پہچانتا۔ اور زبان سے اقرار کرنا اور اعصاب سے عمل کرنا ہے۔

اور حافظ ابو بکر احمد بن عبد الرحمن فارسی شیرازی نے القاب میں لکھا ہے کہ خبر دی ہیکو ابو بکر محمد بن احمد بن عقیل وراق نے۔ کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم بلاذری حافظ مذکور نے۔ پہر اسی سند سے وہ حدیث بیان کی۔ اور اسکی سند ائمہ عشرہ سے مسلسل ہے۔ پس یہ سند عالی طلالی زنجیری یا موتیوں کا مار۔ یا مالاسے مروارید۔ نہیں بلکہ یہ سب اسکی کسر شان ہے۔

اور عنقریب کچھ فضائل ان ائمہ کے بیان کئے جادینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور بخبر اہل سنت کے اہل روایت میں سے کسی مصنف مشہور تصنیف کو امام علی رضا۔ اور ادن کے پر وے امام حسن مکی کے ساتھ اجتماع و اجتماع کا شرف نصیب نہیں ہوا واللہ۔

اور حافظ نقاد ابو حاتم محمد بن ادیس رازی نے کہا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن زیاد سہمی نے ادھون نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے۔ پہر وہ حدیث اسی سند سے بیان کی۔

اور حافظ خراسان ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن صابونی نیشاپوری نے مائتین میں لکھا ہے کہ خبر دی ہیکو ابو بکر ابن



مهرا ن ثنا ابو محمد زنجويه بن محمد بن الحسن اللباد ثنا ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي فل ذكره  
 به قال الصابوني هذا حديث غريب لم اكتبه الا من حديث اهل البيت وقال الحافظ ابو بكر  
 ابن محمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السنن الدنيوي في كتاب الاخوة والاخوات اخبرني ابو يحيى  
 الساجي اى الحافظ فكر يا صاحب الجرح والتعديل ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة  
 ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر ثني علي بن موسى به وعبد العزيز قال ابن حبان ياتي عن المدنيين  
 بالاشياء للمعضلات فيطل الاحتجاج به قلت قد رآ من عهدته ما هنا وثبت حديثه هذا وعنه  
 لابي سعيد ابن الاعرابي الحافظ في معجمه بسند عن عبد الله بن موسى به فليراجع وقال ابن فاجدة حافظ  
 قزوين وسادس ائمة الحديث الستة في سنته ثنا اسمعيل بن ابي سهل الرازي ومحمد بن اسمعيل قال ثنا عبد الله  
 ابن صالح ابو الصلت الهروي ثنا علي بن موسى الرضي به قال ابو الصلت لوقفي هذا الاسناد على مجنون زباني  
 وانوجه من جهة الهروي الحافظ ابو بكر ابن ابي داود وابو بشر الاولابي في الكنى والطبراني في الكبير  
 ابو بكر الايجري في الشريعة وابو نعيم الاصبهاني والحاكم في تاريخ المستدرک في تاريخ نيسابور وغيره فاليه في  
 في شعب الايمان وابن مردويه في التفسير وابو نصر ابن ابي القاسم القشيري وابن الجوزي والتاج ابن السكيت  
 في طبقات الشافعية وابن الجوزي في اسنن المطالب في مناقب الامام علي بن ابي طالب بطرق ومما ينبغي  
 ان يستدرک على الحاكم كونه لم يخرججه في صحيحه المستدرک مع كونه صحيحا على رايه في الهروي حيث انه  
 صح له حديث انما مدنية العالم وانما فوقه ائمة اهل بيت النبوة الذين هو عظم برفقته وللحاكم

مہران نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے ابو محمد بن نجیہ بن محمد بن اللہاد نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے ابو حاتم محمد بن ادیس رازی نے۔ پھر وہ حدیث بیان کی صاحبونی نے کہا کہ یہ حدیث نادر ہے میں نے صرف حدیث اہل بیت سے اسکو لکھا ہے۔ حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحق جو ابن سنی دینوری کے نام سے مشہور ہیں اوہون نے اپنی کتاب الاخوة والاخوات میں لکھا ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو یحییٰ باجی نے یعنی حافظ زکریا۔ صاحب البحر والتعذیل نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے عبدالعزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا ہم سے عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر نے۔ کہا اوہون نے بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ نے۔ اسی حدیث کو اسی سند سے ابو عبدالعزیز کی نسبت ابن حبان نے کہا کہ وہ مدین سے ایسے اچھے کی باتیں روایت کرتا ہے جتنے وجود عقل و شوار سمجھتی ہے۔ پس اسکی روایت سند کے قابل نہیں ہے۔ یقین کہتا ہوں کہ اس بیان سے ادنیٰ برارت ہو گئی۔ اور یہ حدیث اونچی ثابت ہو گئی۔ اور حافظ ابو سعید ابن الاعرابی کے معجم کی طرف بھی یہ حدیث منسوب کی گئی ہے کہ اوہون نے اسکو روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن موسیٰ نے اسی سند و متن کے ساتھ۔ پس اسکی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ابن ماجہ حافظ قزوین سادس ائمہ حدیث سے نے اپنی سنن میں لکھا ہے۔ کہ بیان کیا مجھ سے سہل بن ابی سہل رازی نے۔ اور محمد بن اسمیل نے۔ کہا دونوں نے بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضانے اسی سند و متن کے ساتھ۔ ابوالصلت نے کہا کہ یہ سند ایسی ہے کہ اگر مجسسون پر پڑھ دی جاوے تو البتہ اچھا ہو جاوے۔ اور ہروی کے واسطے سے اسکی روایت کی ہے حافظ حدیث ابو بکر ابن ابی داؤد نے اور ابوبشر دولابی نے کہتے ہیں۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور ابوبکر آجری نے کتاب الشریعہ میں۔ پھر ابونعیم نے نے اور حاکم نے تاریخ نیشاپور میں پسر بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں۔ اور ابونصر ابن ابی القاسم قشیری نے۔ اور ابن جوزی نے اور تاج السبکی نے طبقات شافعیہ میں اور ابن جوزی نے اسنی المطالب فی مناقب الامام علی بن ابی طالب میں کئی طرق سے اور بادیہ ہر وہی حاکم کی رائے کے موافق مقبول الروایہ ہے۔ چنانچہ انامدینۃ العالم کی روایت کو جو ہروی سے ہے صحیح قرار دیا ہے نیز بھی ہروی کی اس روایت کو اپنی صحیح مستدرک میں ذکر نہ کرنا قابل اعتراض اور گرفت کے ہے۔ اور اس کے اوپر کے سلسلہ میں تو ائمہ اہل بیت ہیں جنہیں وہ منظم جانتے ہیں۔ پس آگاہ رہو۔



في تاريخ نيسابور بسند ليس فيه من ذكر يجرح عن محمد بن عبد الله بن طاهر نائب العراق وابن ناثير قال كنت  
 واقفا على رأس أبي وعند أحمد بن محمد بن حنبل وأسيحاق بن راهويه وأبو الصلت الهروي فقال أبي ليحدث  
 كل رجل منكم بحديث فقال أبو الصلت ثني على بن موسى الرضي وكان والله رضى الله كما سمي عن أبيه  
 موسى بن جعفر عن أبيه جعفر بن محمد عن أبيه محمد بن علي عن أبيه علي بن الحسين عن أبيه الحسين  
 ابن علي عن أبيه علي رضى الله تعالى عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لايمان قول وعمل  
 فقال بعضهم فاهذا الأستاذ فقال له إني هذ أسعوط المجانين إذا سعط به المجنون برأ ورواه علي بن  
 غراب حدثنا علي بن موسى الرضي به باللفظ الأول أخرجه الخطيب في تاريخ بغداد وابن غراب  
 وثقه ابن معين والد أرقطني وقال أحمد كان يدلس وما أراه إلا كان صدوقا وروى له ابن واجة  
 والنسائي وقال الخطيب تكلم فيه لأجل مذهبه كان غاليا في التشيع وأما رواياته فوصفه فيها بالصدق  
 وقال ابن حجر فطر ابن حبان في تضعيفه قال السيوطي ومثل هذا يصلح في المتابعة ومحمد بن سهل  
 بن عامر البجلي ثنا علي بن موسى الرضي به أخرجه الخطيب والبجلي قال ابن الجوزي مجهول وقال السيوطي  
 ما رأيت له ترجمة ولا في الميزان وعبد الله بن أحمد الطائي ثني أبي ثني على به أخرجه الخطيب والطائفة  
 متكلم فيه وأبو أحمد داود بن سليمان بن وهب الغازي ثنا علي بن موسى الرضي به أخرجه أبو زكريا  
 البخاري في فوائد والغازي مجهول وبأجملة فقد استسعد برواية هذا الحديث للوجود  
 عن الأمام الهمام أبي الحسن علي الرضي مسلسلا عن أبياته من جهة أهل بيته وتبعته جلة جماعة

اور حاکم کی تاریخ نیشاپور میں ایسی سند سے کہ جس پر کوئی جرح نہیں کی گئی روایت ہے محمد بن عبد اللہ بن طاہر (ناصب) ابن ابی ناصب) کہا اوس نے کہ میں اپنے باپ کے سر کے پاس کھڑا تھا۔ جس وقت احمد بن محمد بن حنبل واسطی بن ہودہ ابوالصلت ہمدانی۔ اوس کے پاس تھے۔ میرے باپ نے کہا کہ ہر شخص ایک حدیث بیان کرے سو ابوالصلت نے کہا کہ بیان کیا مجھے علی بن موسیٰ رضانی (اور وہ واسطی اسم با مسمی اللہ کے پسندیدہ تھے) اپنے باپ موسیٰ بن جعفر سے۔ اوس نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے۔ اوس نے اپنے باپ محمد بن علی سے اوس نے اپنے باپ علی بن حسین سے۔ اوس نے اپنے باپ حسین بن علی سے۔ اوس نے اپنے باپ علی سے رضی اللہ عنہم۔ کہا اوس نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان قول و عمل ہے۔ سو بعضوں نے کہا کہ یہ کیا عالیشان اسناد ہے۔ تو میرے باپ نے کہا کہ یہ مجنونوں کی دادرسی اگر اسکو دیوانہ کی ناک میں ٹپکایا جاوے تو اچھا ہو جائے۔ اور خطیب نے تاریخ بغداد میں روایت کیا ہے اسکو علی بن غراب سے۔ کہا اوس نے بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی اسناد سے بہ لفظ اذل۔ اور ابن غراب کی توثیق ابن معین و دارقطنی نے کی ہے۔ احمد نے کہا کہ وہ مدلس تھا اور میں اوسکو سچا جانتا ہوں اور اوس سے روایت لی ہے ابن ماجہ نے اور نسائی نے۔ اور خطیب نے کہا کہ اوس کے مذہب میں گفتگو کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ غالی شیعہ تھا لیکن روایات میں اوسکی راستی اور سچائی بیان کرتے ہیں۔ ابن حجر نے کہا کہ ابن حبان نے اوسکی تصنیف میں افراط کی ہے۔ سیوطی نے کہا کہ ایسا شخص متابعت کے لئے بجا نہیں ہے۔ اور روایت کیا ہے اسکو خطیب نے محمد بن سہیل بن عامر بجلی سے کہا اوس نے کہ بیان کیا ہے علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی سند و متن سے۔ اور بجلی کو ابن جوزی نے مجہول بتایا ہے۔ اور سیوطی نے کہا کہ میں نے نہ میزان میں انکا کوئی ذکر پایا نہ اور کہیں۔ اور روایت کیا ہے اسکو خطیب نے عبد اللہ بن احمد طائی سے کہا اوس نے بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے کہا اوس نے بیان کیا مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں سند و متن اور طائی میں کلام ہے۔ اور ابو زکریا بخاری نے اسکو روایت کیا ہے اپنی کتاب فوائد میں ابو احمد داؤد بن سلیمان بن وہب غازی سے کہا اوس نے بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بہ ہمیں سند و متن۔ اور غازی مجہول ہے۔ النجاشی حفاظ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت نے۔ بڑی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ روایت اس حدیث کے حضرت امام ابو الحسن علی رضی اللہ عنہ کے آباء

(۱) یعنی اپنے ہم عصر راوی سے بلفظ عن روایت کرنے میں بیچ واسطے کا نام چھوڑ دیتے تھے ۱۲

(۲) ایک روایت اسی مضمون کے دوسری روایتوں کے بعد ذکر کرنا ۱۳



من حفاظ اهل السنة والجماعة والله المنة على الصنعة ولا يضر كون بعض الرواة عن الامام  
 محل الكلام كون آخرين ثقات الا نام من الاعلام وذكرا بن السبكي انه رواه عن الرضى  
 الهيثم بن عبد الله وعلى بن الازهر السرخسى ايضا وعن الكاظم محمد بن صدقة ومحمد بن تميم  
 وان الاربعة مجاهيل وقال تمام في فوائده ثنا احمد بن محمد الطبرستانى ثنا الحسن بن على التميمي  
 ثنا محمد بن صدقة العنابرى ثنا موسى بن جعفر عن ابيه وثنا احمد بن محمد الطبرستانى ثنا احمد  
 ابن عيسى العلوى ثنا عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد به وعزى لابي عمرو بن حمدان في فوائده  
 عن على قال سألت النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان ما هو قال معرفة بالقلب واقراء  
 باللسان وعمل بالاركان ولا بن مردويه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 الايمان اقرار باللسان وعقد بالقلب وعمل بالجوارح والاركان وهو يزيد وينقص قال السجستاني  
 وسنده ضعيف فلا يراجم وبالحكمة فالحديث له عن المولى على المرتضى طرق جمعة عند الائمة للحجة  
 وللشيرازى والديلمى عن عائشة رفعا كما للفظ الاول وكذا ابن الجوزى عن انس رفعا وسندهما  
 ضعيف قال البيهقى في خبر اهل البيت وشاهد هذا الحديث ما انا ابو نصر ابن قتادة فذكر  
 بسنده عن ابي قتادة رفعه من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فذل بها لسانه  
 واطمان بها قلبه لم تظمه النار فقلت بل هو شاهد الحديث الا فى فرض الايمان الاجمل  
 فالجمل فتأمل ومع هذا اكله فقيل الدارقطنى وذكر رواية الهروى له وهو متهم بوضعه

آپ کے اہل بیت اور تبعہ کی نسبت **وانتہ المنة على الصنعة** اور بعض روایہ امام کا مجروح ہونا چندان مضرب نہیں۔ کیونکہ اور روایہ ثقات اعلام ہیں اور ابن سبکی نے ذکر کیا ہے کہ ائمہ بیت کو امام رضی سے سیمین بن عبد اللہ و علی بن ابراہیم حسینی نے بھی روایت کی ہے اور امام کاظم سے محمد بن صدوق و محمد بن تمیم نے۔ اور یہ چاروں مجہول الحال ہیں۔

اور تمام نے اپنی کتاب فوائد میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو بیان کیا ہے احمد بن محمد طبرستانی نے کہا کہ بیان کیا ہے حسن بن عتیق نے کہا کہ بیان کیا ہے محمد بن صدوق و عسکری نے کہا کہ بیان کیا ہے موسیٰ بن جعفر نے۔ انہوں نے اپنے باپ سے اور نیز محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ بیان کیا ہے احمد بن محمد طبرستانی نے کہا کہ بیان کیا ہے احمد بن عیسیٰ علوی نے کہا کہ بیان کیا ہے عباد بن صہیب نے جعفر بن محمد سے۔ اسی سند و متن کے ساتھ۔

اور نسبت دی گئی ہے طرف ابو عمر بن حمدان کے کہ انہوں نے اپنی کتاب فوائد میں روایت کیا حضرت علیؑ کا اپنے کہ میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ایمان کیا ہے۔ فرمایا کہ دل سے پہچاننا۔ اور زبان سے اقرار کرنا اور ہاتھ پر رکھنا۔ اور نسبت دی گئی ہے طرف ابن مردودہ کے کہ انہوں نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایمان اقرار لسانی۔ واعتقاد قلبی۔ وعمل جوارح و اعضاء کا نام ہے۔ اور وہ گھٹنا اور بڑھنا ہے (سہو طے نے کہا اسکی سند ضعیف ہے پس چاہئے کہ اسکو دیکھ لیا جاوے۔

خلاصہ یہ کہ ائمہ کے نزدیک یہ حدیث حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ اور شیرازی۔ اور طبری کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے مرفوعاً مثل الفاظ اول کے مروی ہے۔ اور ایسی ہی ابن جوزی کے پاس حضرت انس کی روایت مرفوعاً مروی ہے اور سند ان دونوں کی ضعیف ہے۔

بیہقی نے حدیث اہل بیت کی نسبت کہا ہے کہ اس کا شاید وہ حدیث ہے جو بیان کیا ہے ابو نصر ابن قتادہ نے۔ سو ذکر کیا ہے بیہقی نے سند خود ابو قتادہ سے مرفوعاً کہ جو شخص شہادت دے اس بات کی کہ کوئی معبود نہیں ہے۔ سو اسے اللہ کے۔ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں پھر اسکی زبان بھی اس شہادت کی تابع ہو دے اور دل مطمئن ہو جائے تو اسکو آگ نہ کھائیگی۔

میں کتابوں بلکہ وہ شاہد ہے اس حدیث کا جو فرض ایمان اہل اور مجمل میں آو گئی۔ نہ اس حدیث کا۔ پس غور کرو۔  
ان تمام بیانات پر بھی دارقطنی نے ہر وی کی روایت کو ذکر کر کے جو کہا ہے۔ کہ (ہر وی پر اس حدیث کے وضع کر لینے کا گمان ہے۔

۱۰ ان کو کھانا جدا بیان قرآن میں اور حدیث میں جا بجا موجود ہے اور دیکھنے والے کی تحقیق فقط اس لئے ہوتی ہے کہ یہ نعتیں اس کیب سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں یا نہیں ۱۲۔



لم يحدث به إلا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي موضوع كلاهما  
 مما لا يعول عليه ولا يلتفت إليه وكان قد قصر ابن السبكي هنا فقصر لما اغترب بما ذكر في الهروي  
 واقتصر السخاوي في المقاصد الحسنة على رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزي وقصة رواية الإمام  
 له بنيسابور عند الديلمي بلا سند وكل ذلك قصور في العثور واورده السيوطي في الجامع  
 الصغير برواية ابن ماجة والطبراني ورمز له في الهامش بالضعف وقال في الدرر المنتثرة  
 وذكر إيراد الزركشي له عن ابن ماجة قلت اورد ابن الجوزي في الموضوعات فلم يصيب وقد ذكر  
 السيوطي في اللآلئ المصنوعة أكثر الطرق المذكورة وقال ابن الجوزي في السنة المطالب في حديث  
 الهروي حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسنادة ثقات غير الهروي وهو خادم الإمام  
 الرضي فانهم ضعفوه مع صلاحه وقد روى ايضا عن مالك وسجاد بن زيد وروى عنه احمد  
 ابن أبي خيثمة وعبد الله بن احمد وسجاعة ولكن تابعه علي رواية هذا الحديث عن الرضي محمد  
 ابن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابوالصلت من عهدته انتهى والكلام فيه  
 مدحا وقد حاش مبسوط في غير هذا المقام وقوله سلام الله عليه وطوله معرفة بالقلب ي  
 بالالوهة للرب والنبوة لرسوله بما اوجب ولا احمد في المسند عن علي قال قال رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم الاسلام ان يسلم قلبك وان يسلم المسلمون من لسانك ويدك  
 قيل فأتى الاسلام افضل قال الايمان قيل ما الايمان قال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه

نہیں روایت کیا اور سکو بجز اوس شخص کے جس نے حدیث کو ہر دی سے چرایا ہے۔ ہر دی اس حدیث میں ابتدا ہے اور ایسا ہی ابن جوزی نے جو کہا ہے کہ (وہ موضوع ہے) یہ دونوں قول ایسے ہیں جو معتبر و قابل التفات نہیں ہیں۔ اور ابن سبکی سے بھی اس مقام پر لغزش ہوئی ہے۔ اور یہ لغزش اس وجہ سے ہوئی کہ انکو دہوکا ہو گیا اور اقوال سے جو ہر دی حق میں کہے گئے ہیں۔ اور بخادی نے مقاصد حسنہ میں اقتصار کیا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت پر۔ اور ابن جوزی کے اوس حکم پر اور اس قصہ پر کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو امام نے شہر نشا پور میں جو کتاب الفردوس دہلی میں بلا سند منقول ہے۔ اور یہ سب لغزشیں قصور اطلاع کی وجہ سے ہیں۔

اور سیوطی نے جامع صغیر میں ابن ماجہ و طبرانی سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور حاشیہ میں اس کے ضعف کا اشارہ کیا ہے۔ اور درمختصرہ میں یہ بیان کرنے کے بعد کہ (زرکشی نے اس حدیث کو ابن ماجہ سے روایت کیا ہے) کہا ہے کہ میں کتابوں کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں جو ذکر کیا ہے سو خطا ہے۔

اور سیوطی نے لآلی مصنوعہ میں اکثر طرق مذکورہ کو بیان کیا ہے۔ اور ابن جوزی نے اسنے المطالب میں حدیث مروی کی نسبت کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے لفظاً و معنی۔ اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ بجز ہر دی کے جو غلام ہیں امام رضی کے۔ کیونکہ محدثین نے انکو باوجود نیک ہونے کے ضیف الروایہ کہا ہے اور وہ امام مالک و عطاء بن زید سے بھی روایت کرتے ہیں۔ اور احمد بن ابی خثمہ اور عبد اللہ بن احمد اور ایک جماعت محدثین نے ان سے روایت کی ہے۔ لیکن انکی متابعت کی ہے اس حدیث کی روایت پر علی رضی سے۔ محمد بن اسلم نے نقل کیا اور سکو جوزی نے روایت بھی سے جو شعب الایمان میں ہے۔ کہا کہ پس بری ہو گیا ابو الصلت اپنے عہدہ سے انتہی اور یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ معرفۃ بالمطلب

اس سے مراد معرفت الوہیت خدا و نبوت رسول ہے۔ جس طرح اللہ نے فرض کیا ہے۔

اور مسند احمد میں حضرت علی سے روایت ہے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسلام یہ ہے کہ تیرا دل مطیع ہو جائے۔ اور مسلمان تیرے دست و زبان سے محفوظ رہیں۔

کسی نے پوچھا اسلام میں کونسا امر افضل ہے۔ فرمایا ایمان۔ پوچھا۔ ایمان کیا ہے۔ فرمایا یقین لانا اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور کئیوں۔ اور رسولوں پر۔ اور مرکز سے اسٹھنے پر



ورسله والبعث بعد الموت قيل قايي الايمان افضل قال الهجرة قيل ما الهجرة قال ان تحجز السوء  
 قيل قايي الهجرة افضل قال المجاهد الحديث واحمد والطبراني في الكبير بسند ثقات عن  
 عمر بن عيسى نحوه وهذا في الايمان والاسلام والهجرة وسجدة من الشريعة ولعبد الرزاق  
 وابن ابى شيبة ورسته في الايمان والدلائل الكافي في السنة والبيهقي في الشعب وابن عساكر عن  
 سحر بن عدي قال حدثنا علي بن ابى طالب ان الطهور نصف الايمان والى ظاهر هذه الاحاديث  
 والاثار عن اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد  
 والاوزاعي كمدح اهل البيت ان العمل داخل في الايمان الا انه لا يزول اصل الايمان  
 بزوال العمل كما لا يزول اصل الشجر بزال الفروع والثمر والرجل لا يخرج عن نوعه بقطع  
 الايدي والارجل فالمعنى بالايمان فيها هو الايمان الكامل الذي لن يفتقر بعد الاهيات  
 به الى ان يعتذر عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون الحجد عنه وقوله وهو ينيد وينقص  
 اى في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها الايمان الخاصة والناقص ايمان العامة اما في المعرفة  
 والتصديق فمن جهة الثمرات والحلاوة لاصل التصديق فانه ان نقص كان شكا يخرج من  
 الايمان واما في الاقرار فاذا خيف القتل اقربا لايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر فهو الايمان  
 الزائد الكامل واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان ومما يشيد ما ذكرنا مما عن  
 المولى المرتضى قال كانت السورة اذ نزلت على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او الآية

کھا گیا ایمانین کو نسا ادا فضل ہو فرمایا ہجرت پہنچا گیا ہجرت کیا ہی۔ فرمایا برائی کو چھوڑنا۔ پوچھا گیا ہجرت کو کسی بہتر سے فرمایا جہاد۔ الی آخر الحدیث۔ معلوم رہے کہ ایمان و اسلام و ہجرت کے معنوں کی یہ بھی ایک طرز تشریح ہے۔  
اور روایت کیا ہے عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ نے اور رستہ نے کتاب الدیوان میں۔ اور لا نکائی نے کتاب السنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔ اور ابن عساکر نے۔ حجر بن عدی سے کہا بیان کیا ہے علی بن ابیطالب نے کہ بیشک طحیات نصف ایمان ہے۔

ان احادیث و آثار کے ظاہر معنی خون کے لحاظ سے محدثین و امام مالک و امام شافعی و امام احمد و ازاعی بر طبق مذہب اہل بیت اس امر کے قائل ہیں کہ عمل بھی جزو ایمان ہے اور حقیقت ایمان میں داخل ہے۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ عمل کے مفقود ہونے سے اصل ایمان زائل نہیں ہوتا جیسا کہ شاخون اور ثمر کی علیگی سے اصل درخت زائل نہیں ہوتا یا پتہ پیر کے قطع ہونے سے انسان اپنی نوعیت سے خارج نہیں ہوتا۔  
پس ان احادیث میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے جسکے بجائے لائقے بعد اوس مومن کی جانب سے کسی عذر کی حاجت نہ ہو۔ یہ تو وہی ایمان ہو سکتا ہے جو اسلام کو بھی شامل ہے۔ نہ کہ ایمان قلبی محض اور ایمان میں کم و بیشی ہے۔ اسکے اوصاف ثلثہ کی کم و بیشی مقصود ہے۔ زائد الاوصاف خواص کا ایمان ہے اور ناقص الاوصاف عوام کا۔

معرفت و تصدیق میں کمی بلحاظ ثلثہ نواقص و حلاوت ممکن ہے نہ کہ اصل تصدیق میں (معاذ اللہ) کیونکہ اگر اصل تصدیق کم ہو جائے تو وہ شک ہے جو ایمان سے بالکل خارج کر دیتا ہے۔  
اور اقرار میں جب کہ اقرار لسانی سے قتل کا اندیشہ ہو اور اس خوف سے اقرار کرے تو یہ ایمان ناقص ہے۔ اگر باوجود خوف کے علامہ اقرار کرے تو وہ ایمان کامل ہے۔ عمل۔ تو وہ ظاہر سے تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں اور ہمارے بیان کی موید روایت بھی ہو سکتی ہے جسکو محمد بن اسماعیل و راق نے اپنی کتاب الامالی میں ذکر کیا ہے اور عسکری نے کتاب المواعظ میں اور ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں حضرت علی سے۔  
نہر یا آپ نے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کوئی سورہ یا آیت نازل ہوتی تھی۔



أو أكثر زادت المؤمنين إيماناً وخشوعاً وفتحهم فانتهموا الخرجه محمد بن اسمعيل لوراق في أمالية العسكر  
 في المواعظ وابن مردويه في تفسيره وسنده حسن قاله السيوطي وكذا الحديث الاله المسلسل بالاشعة  
 العشرة الكمل في فضل الايمان انما هو ناظر ظاهر في عدم دخول العمل في اصل الايمان و  
 سيروى ان شاء الله تعالى **فضل الايمان الاكمل** قال الله المتعال بعد قوله اولئك هم  
 المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم (وعن) قبيصة بن جابر  
 الاسدي قال قال رجل الى علي فقال يا امير المؤمنين ما الايمان قال الايمان على اربع دعائم  
 على الصبر واليقين والنجاة والعدل فالصبر على اربع شعب على لشوق والشفقة والزهادة  
 والرقب فمن اشتاق الى الجنة سلا عن الشهوات ومن اشتق عن النار رجع عن المحرمات ومن  
 ابصر بالذنياتها ون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع الى الخيرات واليقين على اربع شعب  
 على تبصرة الفطنة وتأول الحكمة وموعظة العبرة وسنة الاولين فمن تبصر في الفطنة تأول الحكمة  
 ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة فكانت اركان في الاولين والعدل على اربع شعب  
 على غائض الفهم وزهوة العلم وشرعية الحكم وروضة الحلم فمن فهم جميع العلم ومن علم  
 عرف شرائع الحكم ومن حكم ودر روضة الحلم ومن حليم لم يفرط امره عاش في الناس هو في راحة والجهاد على اربع شعب  
 امر معروف ونهي عن المنكر والصدق في المواطن وشتان الفاسقين فمن امر بما معروف  
 شد ظهرا المؤمن ومن نهي عن المنكر ارغم انف المنافق ومن صدق في المواطن قضى عليه

تو مومنین کے ایمان کو زیادہ کرتی تھی اور انکو براہیوں سے روکتی تھی پس وہ باز رہتے تھے۔ اسکی سند حسن ہے چنانچہ سیوطی نے کہا ہے۔  
اور اسطرح سے حدیث قدسی سلسلہ جمعہ عشرہ ائندہ فضل الایمان میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایمان میں عمل داخل نہ رہنے پر بخوبی دلالت کرتی ہے۔  
**ایمان اکمل کی فضیلت**

قال اللہ المتعالیٰ ہم درجات عند ربہم مغفرہ و رزق کریم۔ خداوند تعالیٰ نے (اعلیٰ درجہ کے ایمان والوں کی فضیلت میں) فرمایا ہے کہ انکے لئے درجے ہیں اور انکے پروردگار کے پاس ذخیرہ شش ہوا اور روزی عزت کی۔ اور روایت کیا ہوا ابن ابی الدنیاء نے کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں اور لاکائی نے کتاب السنہ میں اور ابن حسا کرنے تاریخ مشرق میں قبصہ بن جابر نے کہا کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے عرض کیا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ ایمان کے چار ستون ہیں صبر۔ یقین۔ بہادری۔ عمل۔ پھر صبر چار شاخوں پر ہے شوق۔ خوف۔ زہد۔ انتظار۔ پس جو شخص جنت کا شوق رکھے وہ خواہشات نفسانی سے بے پروا ہوتا ہے اور جو کہ دوزخ سے خوف کرے حرام چیزوں سے توبہ کرتا ہے اور جو دنیا کو بخوبی دیکھے گا وہ دنیاوی مصیبتوں کو آسان سمجھے گا۔ اور جو موت کا منتظر رہے گا نیکوئی کی طرف جلدی کرے گا اور یقین چار شاخوں پر ہے بصیرت و فطانت۔ اور حکمت پر عمل کرنا۔ اور امور عبرت سے نصیحت لینا۔ اور طریقہ سلف۔ پس جو شخص بصیرت حاصل کرے وہ حکمت کی باتوں پر عمل کرتا ہے اور جس نے امور حکمت پر عمل کیا اور سنے عبرت کو جان لیا۔ اور جس نے عبرت کو پہچان لیا وہ ہلکے سے ہو گیا۔ اور انصاف کی چار شاخیں ہیں کمال فہم۔ دفور علم طریقہ حکم۔ باج حکم۔ جس نے فہم پایا تمام علم اور منکشف ہوا۔ اور جو علم سے بہرہ مند ہوا اور سنے طریقہ حکم کو پہچان لیا اور جو شخص کہ طریقہ حکم کو پہچان لیا وہ باج حکم میں داخل ہو گیا اور جو حکم والا ہوا اس نے اپنے کام میں نقصان نہیں کیا۔ اور وہ لوگوں میں براحت تمام زندگی بسر کرے گا۔ اور جہاد کی بھی چار شاخ ہیں۔ امر معروف۔ نہی منکر۔ راستی۔ مخالفت فاسقین۔ پس جس نے امر معروف (یعنی نیکی کا حکم) کیا وہ مسلمانوں کا پشت و پناہ ہوا۔ اور جس نے نہی منکر (یعنی گناہ سے منع) کیا۔ اس نے منافقوں کے چہرہ کو خاک آلود کیا۔ اور جس نے راست گوئی اختیار کی اس نے ادا۔ئی واجبات سے سبکدوشی حاصل کی۔



ومن شتم الفاسقين وغضب الله غضب الله له فقام السائل عند هذا فقبل رأسه على انحرجه  
 ابن ابي الدنيا في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر واللا لكافي في السنة وابن عساكر في تاريخ دمشق  
 ورواه البيهقي مختصراً عن العلاء بن عبد الرحمن الى آخر الجملة الاولى (وعن) خلاصة  
 ابن عمر وقال كنا جالوساً عند علي بن ابي طالب اذا اتاه رجل من خراة فقال يا امير المؤمنين  
 هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينعت الاسلام قال نعم سمعت رسول الله صلى  
 الله عليه وآله وسلم يقول بني الاسلام على اربعة اركان على الصابر واليقين والجهاد والعدل  
 وللصبر اربع شعب لشوق والشفقة والزهادة والترقب فمن اشتاق الى الجنة سلا عن الشهوات  
 ومن اشفق عن النار رجع عن المحرمات ومن زهد في الدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب  
 الموت سارع في الخيرات واليقين اربع شعب تبصرة الفطنة وتأول الحكمة ومعرفة العبرة  
 واتباع السنة فمن ابصر الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة  
 اتبع السنة فمن اتبع السنة فكانت اركان في الاولين والجميع اربع شعب الامر بالمعروف و  
 النهي عن المنكر والصدق في المواطن وشتم الفاسقين فمن امر بالمعروف شذ عن المؤمنين  
 ومن نهى عن المنكر ارغوا في المنافقين ومن صدق في المواطن قضى الذي عليه واحرز  
 ومن شتم الفاسقين فقد غضب الله ومن غضب الله يغضب الله له وللعدل اربع شعب غور  
 الفهم وبهرة العلم وشرائع الحكم وروضة الحكم فمن قاصل الفهم فسر جمال العلم ومن ر

اور جس نے بذکارِ دن سے بغض رکھا اور صرف اللہ کے واسطے غصہ ہوا۔ اس کے لئے خداوند تعالیٰ (اور اس کے دشمنوں پر) غضبناک ہوتا ہے۔

اس کلام کے تمام ہوتے ہی وہ شخص اڑٹا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ اس روایت کو بیہقی نے بھی علاء بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے لیکن مختصراً اور سین صرف پہلا جملہ مذکور ہے۔

اسکی ہمضمون اور ایک روایت مرفوعہ ہے جسکو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت علی سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسی روایت کو حارث بن جیحون نے حضرت علی سے مرفوعاً بالاختصار روایت کیا ہے۔ اور قبیلہ بن جابر اور علاء بن عبد الرحمن نے حضرت علی کے قول سے۔



زهرة العلم عرف شرائع الحكماء ورد روضة الحكماء ومن ورد روضة الحكماء لم يفرط  
 في امره وعاش في الناس وهو في راحة اخوجه ابو نعيم في الحلية وقال كذا رواه خلاص بن عمرو  
 مرفوعا ورواه الحارث عن علي مرفوعا مختصرا ورواه قبيصة بن جابر عن علي من قوله ورواه العلامة بن  
 عبد الرحمن عن علي من قوله **فصل في ايمان الجليل** قال الله المتعال في سورة الحديد  
 (والذين امنوا بالله ورسوله اولئك هم الصديقون) وقال في سورة التوبة (وعدا الله المؤمنين و  
 المؤمنات جنت تجري من تحتها الانهار خالدين فيها ومساكن طيبة في جنت عدن ورضوان  
 من الله اكبر ذلك هو الفوز العظيم) وقال في سورة الفتح (ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنت تجري  
 من تحتها الانهار خالدين فيها ويكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزا عظيما) قال الحافظ  
 البلاذري حدثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن مسكين جعفر ابو السيد المحبوب اقام عصره بسكة  
 قال ثني علي بن محمد النقي قال ثني ابي محمد بن علي قال ثني ابي علي بن موسى الرضي قال ثني ابي موسى بن جعفر  
 الكاظم قال ثني ابي جعفر بن محمد الصادق قال ثني ابي محمد بن علي اليارق قال ثني ابي علي بن الحسين زين  
 العابدين قال ثني ابي الحسين بن علي سيد الشهداء ثني ابي علي بن ابي طالب سيد الاولياء قال ثني محمد بن  
 عبد الله سيد الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم قال ثني جبريل سيد الملائكة قال قال الله سيد السادات  
 اني انا الله لا اله الا انا من اقرى بالتوحيد دخل الجنة ومن دخل الجنة امن عذابي ورواه من جهة البلاذري  
 الحافظ العلامة مسند نيسابور ابو طاهر محمد بن احمد محمش الزبدي فالحافظ ابو صالح احمد بن

تبع فضل الايمان  
 من هذه الايات من حيث  
 ان الحكماء على التفسيرات  
 قال علي بن ماخذها  
 علامة الحكماء فانهم

قال علي القاري في شرح  
 الحسين الحسين وقته  
 الشيخ احمد الغزالي الخوجه  
 الاسلام في غاية من الظاهر  
 على طريق السادة الكرام

(الحسين السلسل با لائمة العشر الجمل)  
 الاصفاء

## ایمان محل کی فضیلت

فرمایا خداوند تعالیٰ نے سورہ حدید میں - والذین آمنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون :- اور جو لوگ کہ ایمان لائے اللہ پر اور اللہ کے رسولوں پر وہی سچے ہیں :- اور فرمایا سورہ توبہ میں :- وعدہ فرمایا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بہشتوں کا جسکے نیچے نہرین بہتی ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جنات عدن میں پاکیزہ گہر و نکا - اور رضا مندی اللہ کی طرف سے بڑی (چیز) ہے - یہی بڑی کامیابی ہے :- اور فرمایا سورہ فتح میں :- تاکہ داخل کرے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو بہشتوں میں جسکے نیچے نہرین جاری ہیں - ہمیشہ رہیں گے انہیں - اور دور کرے اس سے انکی بڑا ایمان اور ہے یہ نزدیکی اللہ کے بڑی کامیابی :-

کہا حافظ بلا ذری نے بیان کیا جسے مکہ مبارکہ میں امام وقت باپ سید محبوب رحمۃ اللہ علیہ کے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر نے کہا بیان کیا مجھے علی بن محمد تقی نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ محمد بن علی تقی نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن موسیٰ رفس نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ موسیٰ بن جعفر کاظم نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ جعفر بن محمد صادق نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن حسین زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ حسین بن علی سید الشہداء نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن ابیطالب سید الاولیاء نے -

۱۵ یعنی امام محمد بن حسن جسکے محبوب ہونے کا واقعہ مشہور یہ ہو کہ آپ بہ عمر پنج سالگی موضع دسٹر من (اسے) میں ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہو گئے تھے :-

۱۶ مخفی نہ رہے کہ اس روایت میں دس ائمہ اہل بیت سلسلہ راوی ہیں ۱۲



عبد الملك النيسابوري المؤذن ثم الحديث أبو طاهر عبد السلام بن أبي الربيع الخنفي ثم الحديث سعيد  
 الدين محمد بن مسعود الفارسي الكازروني ثم الحافظ ابن الجوزي في أسنى المطالب وغلط في سند  
 الأئمة بعض من دون الحافظ أبي صالح ممن ليس من أهل المعرفة والمُسطر هو الحُرَّق قال ابن الجوزي  
 كن أوقع هذا الحديث بهذا السياق من المسلسلات السعيدية والعهدية فيه على البلاذري (قلت)  
 هو أصل الرواة الثقات في مصر بل أوحد الحفاظ إلا يقاظ في عصره المسن المحسن قال الحافظ أبو عبد الله  
 الحاكم في تاريخ نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر المقام نيسابور يكون له في  
 كل سبعين مجلساً عند شيخه البلاذري الحسن الحسبي وأبي نصر العبداني وكان شيخنا أبو علي الحافظ  
 ومشايعنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على رؤوس الملائكة من الأسانيد ولما روي عنه  
 قط في استناد أو اسم أو حديث سمع محمد بن أيوب الجبلي وتلميذ محمد بن محمد الحافظ وعبد الله بن محمد  
 بن شاذويه وطبقتهما بخراسان والعراق وكتب بمكة عن أئمة أهل البيت أبي محمد الحسن بن علي  
 بن علي بن موسى الرضي ونخرج صحيحاً على وضع كتاب مسلم وقال الحافظ أبو سعد بن السمعاني  
 في كتاب الأنساب كان حافظاً فلهما عارفاً بالحديث ثم ذكر سماعة من جماعة من أئمة الصناعات  
 بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلام الحاكم وقال الحافظ الذهبي في طبقات الحفاظ في ترجمة  
 الأمام الحافظ البارع الطوسي البلاذري الواعظ ثم ذكر كلام الحاكم مختصراً فليس السند ولا المسند  
 مما ينتقل وأخرج أبو نعيم في حلية الأولياء فالسلفي وابن عساكر وابن الجوزي عن أبي الصلت ثنا

پہر اُنکے واسطے سے محدث ابو طاہر عبد السلام بن ابی الربیع خفی نے پہر اُنکے واسطے سے محدث  
سعید الدین محمد بن مسعود فارسی گارزونی نے پہر اُنکے واسطے سے ابن الجزری نے اسنے المطالب  
میں۔

ان راویوں میں سے ابو صالح کے نیچے والے بعض راویوں نے۔ (جو اہل معرفت حدیث نہیں ہیں) ائمہ  
کے ناموں میں کچھ غلطی بھی کی ہے۔ اور ٹھیک وہی اسناد ہے جسکو سمجھنے اور بیان کیا ہے۔  
ابن جزری بطور جرح کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسلسلات سعید یہ میں یوں ہی آئی ہے۔ اور اسکا ذمہ بلاذری  
پر ہے واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں۔ بلاذری کے حق میں کسی طرح کا وہم بجائے خود نہیں ہو سکتا۔ وہ  
اپنے شہر کے نہایت ثقہ راویوں میں سے ہیں بلکہ حفاظ الفاظ میں بگائے وقت شمار کئے جاتے ہیں چنانچہ  
حاکم نے تاریخ نیشاپور میں انکی نسبت لکھا ہے کہ حفظ حدیث اور وعظ میں بیکتاہی وقت تھے نیشاپور میں اکثر  
اقامت پذیر رہتے تھے۔ اور ہر ہفتہ میں دو مرتبہ شیخ ابوالحسن لمحی و شیخ ابو نصر عبد دی کے یہاں انکے وعظ  
کی مجلس منعقد ہوا کرتی تھی۔ حافظ ابو علی اور دوسرے ہمارے اساتذہ حاضر مجالس وعظ ہوتے تھے اور انکے ساتھ جو وہ ملا کر کرتے  
مسور ہوتے تھے کبھی کسی شیخ کو انکی بیان کی ہوئی حدیث یا نام یا سند میں طعن کرتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے  
محمد بن ایوب بکلی سے اور حافظ تمیم بن محمد سے اور عبد اللہ بن محمد بن شریہ سے اور انکی ہم طبقہ دوسرے اساتذہ و بزرگان عراق میں  
تلمذ حاصل کیا ہے۔ اور مکرّمیہ میں حضرت امام اہل بیت حسن عسکری سے ملاقاتی ہو کر حدیثیں لکھ لی ہیں۔

اور انہوں نے صحیح مسلم کی وضع پر ایک صحیح لکھی ہے۔

اسی طرح حافظ ابوسعید ابن سمعی نے کتاب الانساب میں بلاذری کی تعریف بدین الفاظ کی ہے کہ وہ حافظ حدیث نہایت فہیم و راہ  
علم حدیث ہیں و طووس نیشاپور و ری و بغداد میں ایک جماعت ائمہ حدیث سنی ہیں۔ اور حاکم کے قول کو بھی انہوں نے نقل کیا ہے۔  
اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں انکو بوصف امام حافظ کامل طوسی بلاذری اعظم ذکر کیا ہے بھر کلام حاکم کو بھی مختصر نقل کیا ہے الغرض  
سند و متن حدیث ہر دو محل شبہ یا محتاج تنقیح نہیں ہیں۔

۱۱۔ مصنف محدث سعید الدین گارزونی ۱۲۔ اسم ابیات پر افتخار کر سکتے ہیں کہ خاص اہل سنت ہی کے ایک محدث صاحب تصنیف نے امام حسن عسکری سے  
شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔ اور آپ سے حدیث کسنی ہے۔ یہ شرف اور ونگون نصیب نہ ہوا۔ ۱۲۔



علي بن موسى الرضا ثني أبي موسى بن جعفر ثني أبي جعفر بن محمد ثني أبي محمد بن علي ثني أبي علي بن  
 الحسين قال ثني أبي الحسين بن علي ثني علي بن أبي طالب ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 عن جبريل عليه السلام قال قال الله عز وجل اني انا الله الذي لا اله الا انا فاعبدوني  
 يا عبادي فمن جاءني مكرها بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل حصني ومن دخل حصني لم يضره  
 عذابي قال ابو نعيم هذا حديث ثابت مشهور بهذا الاسناد من رواية الطاهرين  
 عن اباهم الطيبين عليهم السلام وكان بعض سلفنا من المحدثين اذا روى بهذا  
 الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق قال ابو علي احمد بن علي الاصمعي  
 اي روي عن ابي الصلت وقال لي احمد بن رزين سألت الرضا عن الاخلاص فقال طاعة  
 الله عز وجل اي طوعا ورغبة الى الله لا خوفا ورهبة من خلق الله وعزى للشيرازي عن  
 علي رفعه قال الله تعالى اني انا الله لا اله الا انا من اقرى بالتوحيد دخل حصني ومن دخل  
 حصني امن من عذابي ولابن الجار عن علي رفعه قال الله تعالى لا اله الا الله كلامي وانا  
 هو فمن قالها دخل حصني ومن دخل حصني امن من عذابي وقوله تعالى من اقرى بالتوحيد  
 اي كما جاء به امته رسولي ان بلغه خبره انه رسولي **وقال** اعظم الفقهاء  
 الاربعة ابو حنيفة في الفقه الاكبر والايما هو الاقرار والتصديق وقال في الوصية  
 الايمان اقرار باللسان وتصديق بالجمنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا

(الشيخة في هذا الباب لا يجزي) وما معنى من اخلاص  
 خواص من السنة  
 مهمة على اختصاص  
 العقيدة من دون  
 تقية تشبه في قولها  
 الامة التقية  
 التقية ١٣ منه

اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں پھر سلفی وابن عساکر وابن بخاری نے ابوالصلت ہی کا بیان کیا ہے  
 علی رضا نے کہا بیان کیا ہے میرے باپ موسیٰ کاظم نے کہا بیان کیا ہے میرے باپ جعفر صادق نے کہا بیان کیا  
 ہے میرے باپ محمد باقر نے کہا بیان کیا ہے میرے باپ علی زین العابدین نے کہا بیان کیا ہے میرے باپ حسین  
 بن علی نے کہا بیان کیا ہے علی بن ابیطالب نے کہا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبریل  
 علیہ السلام نکلا کہ فرمایا اللہ عزوجل نے بیشک میں ہی خدا ہوں عبادت کے لائق میرے سوا کسی نہیں  
 ہے میرے بند و پیغمبر عبادت کرو پس تم میں سے جس شخص نے گواہی دی اخلاص کے ساتھ اس بات کی کہ کوئی  
 معبود اللہ کے سوا نہیں ہے وہ میری پناہ میں آگیا اور جو میری پناہ میں آگیا میرے عذاب سے امن پایا۔  
 کہا ابو نعیم نے کہ یہ حدیث اس اسناد سے (جو بروایت ائمہ اطہار و انکے آباء علیہم السلام سے مروی ہے)  
 ثابت و مشہور ہے۔ اور ہمارے بعض محدثین سلف جس وقت اس سند سے حدیث روایت کرتے  
 تھے تو کہتے تھے کہ اگر یہ اسناد کسی مجنون پر پڑ ہی جائے تو اچھا ہو جائے۔

اور امام رضا نے لفظ اخلاص کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ کی اطاعت یعنی اقرار توحید خالص اللہ کے لئے  
 بچو کہ خلق اللہ کے خوف سے۔

اور یہ روایت کیا ہے شیخ ازہی نے حضرت علی سے مرفوعاً یعنی آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے  
 کہ فرمایا خدا سے تمہارے لئے بیشک میں ہی خدا ہوں میرے سوا کسی معبود نہیں ہے جس نے میری  
 توحید کا اقرار کیا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔  
 اور ابن بخاری روایت ہی حضرت علی سے مرفوعاً کہ فرمایا خداوند تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ میرا کلام ہے اور میں وہی  
 (اللہ) ہوں۔ سو جس نے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔  
 اعظم فقہاء و ارجحہ حضرت امام ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ اور  
 کتاب الوصیۃ میں فرمایا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے محض اقرار ایمان نہیں ہے تا کی سب منافق  
 مومن ہوتے۔

اس فرمان الہی میں وہی توحید مقصود ہے کہ ابتداء اللہ علیہم السلام کی وساطت سے جسکی تعلیم ہوتی ہے۔



لكان المنافقون كلهم مؤمنين وكذلك المعرفة وحدها أي مجرّد التقديق لا يكون إيماناً  
لأنها لو كانت إيماناً لكان أهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين والله  
يشهدان المنافقين لكاذبون أي في دعواهم بالإيمان حيث لا تقديق لهم وقال في حق  
أهل الكتاب الذين أتيناهم بالكتاب يعرفونه كما يعرفون أبناءهم انتهى **فرض**

**الإيمان الأجل فاجمل** قال الله المتعال (أمنوا بالله ورسوله)

ولابن جرير في التفسير عن علي قال الإيمان منذ بعث الله آدم شهادة أن لا إله إلا الله و  
الإقرار بما جاء من عند الله لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج ولا يكون المقر تاركاً

ولكنه مضيع وقال الله المتعال (ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن

البر من آمن بالله واليوم الآخر والملككة والكتاب والنبين) وقال (أمن الرسول بما

أنزل إليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملككته وكتبه ورسله) إلى قوله والياث

المصير وقال تعالى (يا أيها الذين آمنوا آمنوا بالله ورسوله والكتاب الذي أنزل على رسول<sup>له</sup>

والكتاب الذي أنزل من قبل ومن يكفر بالله وملككته وكتبه ورسله واليوم الآخر

فقل ضلّ ضللاً لا بعيداً) قال أبو داود الطيالسي في مسنده أنما ناشعة عن منتهى

عن ربي بن حراش عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

الإيمان من عبد حتى يؤمن بأربع يشهد أن لا إله إلا الله وأنّي رسول الله بعثني بالحق ويؤمن

ایسی ہی صرف معرفت قلبی یعنی تصدیق محض بھی ایمان نہیں ہو سکتی وگرنہ سب اہل کتاب مومن ہوتے منافقین کی نسبت خدا تعالیٰ کا ارشاد ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافقین البتہ جھوٹے ہیں۔ یعنی اپنے ایمان کے دعویٰ میں رکھو نہ سچے دل نہیں کہتے۔ اور اہل کتاب کے حق میں ارشاد ہوتا ہے کہ جنگلوں میں کتاب دی ہو وہ جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (اسی طرح ہمارے رسول کو بھی پہچانتے ہیں۔)

## بیان ایمان اجمل

فرمایا خداوند تعالیٰ نے (آمنوا باللہ ورسولہ) کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ روایت کیا جو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں علی مرتضیٰ سے کہ فرمایا اپنے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مبعوث کیا اس وقت ایمان کے یہی معنی لئے جاتے ہیں کہ ایمان گواہی دینا ہو سب بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی لایق عبادت کے نہیں ہو اور اقرار کرنا ہو حکم شریعت و طریقت کا جو ہر قوم کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہو اور ایمان کا محض قرار کرنا والا (یعنی بغیر عمل کے) تارک ایمان نہیں ہو البتہ اسکا ایمان ناقص ہو۔ اور فرمایا خداوند تعالیٰ نے نیکی بھی نہیں ہو کہ منہ کر لو تم مشرق و مغرب (اپنے اپنے ملک کے قبلہ) کی طرف بلکہ اصل نیکی اسی شخص کی ہو جو اللہ پر اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا۔ اور نیز ارشاد ہو کہ ایمان لاؤ بغیر ساتھ اس کتاب کے جو ان کے پروردگار کی طرف سے اور پُر تارسی گئی اور مسلمان (لوگ بھی) یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ چہر بند و نیکی جانب سے حکایت ارشاد ہوتا ہو اور تیرے ہی طرف سے سب کو لوٹ کر جانا ہو۔ اور نیز فرمایا "اے وہ لوگو جو ایمان لاے ہو خوب ہی ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے رسول پر تارسی ہو اور اس کتاب پر جو (قرآن سے) پہلے اُتاری اور جو منکر ہوا اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو وہ (راہ راست سے) بڑی و درہنگ گیا۔"

ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے علی سے کہا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بندہ خدا ایمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لاوے۔ گواہی دے اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی لایق عبادت کے نہیں ہے۔ نیز یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور سنے تجو سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور ایمان لاؤ موت پر اور بعد موت کے پھر زندہ ہونے پر۔ اور ایمان لاوے تقدیر پر۔ یہ روایت ابو داؤد طیالسی کی جہت سے جامع ترمذی میں بھی آئی ہے۔



بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وعن أبي داود أخرجه الترمذي  
 في جامعه عن محمود بن غيلان عنه فقوله يؤمن بالموت يؤمن بالبعث أي يكون إيمانه بالموت مقرونا  
 بالإيمان بالبعث فإن كثيرا من الكفار لا يؤمنون بالبعث ويزيد وضوح الرواية الأتية وأنه ميت ثم مبعوث  
 من بعد الموت وفيه أيضا أنه لا بد من الموت قبل البعث وأن طالت الحياة فافهم ولا تتوهم وقال أحمد في المسند  
 ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة قال ذكره به لا يؤمن عبد حتى يؤمن بأربع حتى يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول  
 بعثني بأمر الحق ويؤمن بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وكذا أخرجه  
 عثمان بن أبي شيبة وجعفر الفريابي في القدر وابن ماجه وأبو يعلى والحاكم هكذا رواه  
 الطيالسي وغندر عن شعبة به وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور به وجعله  
 الترمذي أصح من حديث النضر بن شميل عن شعبة عن منصور عن ربي عن رجل عن  
 علي قال وهكذا روى غير واحد عن منصور عن ربي عن علي وعليه البغوي وقال أحمد  
 ثنا وكيع ثنا سفيان عن منصور عن رجل عن علي وهي دون الرجل سلسلة الأئمة وكذا  
 رواه البغوي عن يعلى بن عبيد وعبيد الله بن موسى وأبي نعيم عن سفيان زاد عبيد الله  
 خيره وشره وسفيان عن منصور أصح من غيره عنه كما ذكره ابن المبارك وكذا روى  
 جعفر الفريابي عن عبد الله وعثمان بن أبي شيبة عن أبي الأحوص سلا عن سليمان  
 عن منصور عن ربي عن رجل من بني أسد عن علي رفعه أربعين مجل أحاط طعم الإيمان

اس حدیث میں دیومن بالموت و یومن بالبعث کا جو حکم ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ ایمان بالموت کے ساتھ ایمان بالبعث بھی مقرون رہے یعنی جیسا کہ انسان کو مرنے کا یقین ہوتا ہے ویسا ہی مرنے کے بعد زندہ ہونیکا بھی یقین چاہئے کیونکہ اکثر کفار موت کے بعد زندہ ہونے سے منکر ہیں۔ اور اس مضمون کی وضاحت روایت مابعد سے ہوتی ہے کہ آئین وادعیت ثم مبعوث من بعد الموت مذکور ہے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی عمر کیسی ہی دراز کیوں نہ ہو مگر اسکو موت لابدی ہے۔ امام احمد نے اپنی سند میں محمد بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ کہا او نہون نے کہ بیان کیا ہم سے شعبہ نے اسی سند سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہ مومن نہیں ہوتا کوئی بندہ جب تک کہ چار چیز دیکھا یقین نہ کرے۔ گواہی دی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کسی لایق عبادت کے نہیں ہے اور نیز یہ کہ میں خدا کا رسول ہوں یہی ہے اور سے منجھو سچے دین کے ساتھ اور ایمان لاوے موت پر اور بعد موت کے پر زندہ ہونے پر۔ اور ایمان لاوے تقدیر پر۔

و نیز روایت کیا ہے اس حدیث کو اسطر سے عثمان بن ابی شیبہ نے۔ اور جعفر فریابی نے (کتابا بقدر میں) اور ابن ماجہ اور ابوالیعلیٰ اور حاکم نے اور ایسا ہی روایت کیا ہے اسکو جریذ زائدہ و شریک نے منصور سے بسند مذکور۔ اور ترمذی نے اس سند کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے نسبت روایت نصر بن شمل کے شعبہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں منصور سے وہ ربیع سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ ایسا ہی روایت کیا ہے کئی راویوں نے منصور سے وہ ربیع سے اور وہ حضرت علی (علیہ السلام) اور امام بغوی اس کے آئینہ کے ساتھ متفق ہیں۔ اور امام احمد کی دوسری روایت یوں ہے کہ بیان کیا ہے وکیع نے کہا بیان کیا ہے سفیان نے منصور سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت علی سے۔ اور اس سند میں سوائے شخص مذکور سب راوی ائمہ میں مسلسل۔ اسطر سے (بالواسطہ) بھی بغوی نے یعلیٰ بن عبید سے اور عبید اللہ بن موسیٰ سے اور ابو نعیم سے روایت کیا ہے اور یہ سب روایت کرتے ہیں سفیان سے اسخ عبید اللہ کی روایت میں خیرہ و شرہ کا لفظ بھی ہے۔ اور سفیان کی روایت منصور سے زیادہ صحیح مانی جاتی ہے نسبت اس روایت کے کہ سوائے سفیان کے کسی ورنے منصور سے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن المبارک نے ذکر کیا ہے۔

اور ایسا ہی روایت کیا ہے جعفر فریابی نے ابی شیبہ کے دونوں فرزندوں عبید اللہ اور عثمان سے وہ ابوالاحوص سے امام حسین سے وہ منصور سے وہ ربیع سے وہ قبیلہ بنی اسد کے ایک شخص سے وہ علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکن ہیں کہ بدون انکے اعتقاد کے کسی کو ایمان کا ذائقہ حاصل نہیں ہوتا۔



حتى يؤمن بمن أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأنى رسول الله بعثني بأحق وأنه  
 ميت ثم مبعوث من بعد الموت ويؤمن بالقدر كله وكذا روى الفرياني عن عبد الله  
 بن معاذ عن أبيه عن شعبة والحاصل أن شعبة في رواية الطيالسي وعند رواه عن منصور  
 عن ربي عن علي وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور ورواه شعبة في رواية النضر  
 ابن شمير ومعاذ بن معاذ عن منصور عن ربي عن رجل عن علي وكذا رواه سفيان وسماك  
 ابن سليم عن منصور وزيادة الثقة مقبولة فكيف بزيادة الثقات وهو من باب المزيدي  
 في متصل الأسانيد فيحصل على أن ربي سمعه أو لا من رجل عن علي ثم سمعه من علي فرواه  
 مرة كذا وتارة كذا كما وعاه أيتاء كل ذي حق حقه وإن كان لم يسمعه إلا من الرجل فالرجل  
 وإن جهل فله حديثه متابعات وشواهد هو بها متعا ضد فقوله عليه السلام بعثني بالحق  
 يتضمن الإيمان بكل ما جاء به ومنه الإيمان بالملائكة والكتب والرسل وسيئوش  
 من خبر أخوان شاء الله تعالى وهذه الأحاديث صريحة في أن الإيمان هو الايقان  
 بالشهادة لا يدخل فيه العمل وإنما العمل من الإسلام كما يرشد إليه قوله تعالى  
 قالت الأعراب أئنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا أسلمنا ولما يدخل الإيمان في قلوبكم  
 ويشهد به حديث جابريل عليه السلام وهو أعظم حجة في البلاء وحديث اسحق بن  
 مردويه بسند صحيح والبخاري وابن أبي عمير عن أنس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

توحید باری تعالیٰ تصدیقِ سالن یقین اس بات کا کہ شخص کو نماز اور اسکے بعد پھر زندہ ہونا حق ہے عقائد اس امر کا کہ جملہ امور بقدر اہل حق کے مطابق ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

فریابی نے اسکو عبید اللہ بن معاذ سے بھی روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ طیب السی وغیرہ کی روایت میں شعبہ نے روایت کیا ہے منصور سے وہ ربعی سے وہ ہلا واسطہ حضرت علی سے جیسا کہ

جریر وزائدہ و شریک نے منصور سے روایت کیا ہے۔ اور نضر بن شہیل و معاذ بن معاذ کی روایت میں شعبہ راوی ہیں منصور سے

ربعی سے وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت علی سے جیسا کہ روایت کیا ہے سفیان و سلام بن سلیم نے منصور سے۔

اور یہ مسلم ہے کہ ایک فقہ راوی اگر کوئی بات زیادہ بیان کرے تو وہ مقبول ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ چند ثقات نے او میں باطنی کو بیان

کیا ہو۔ اور اصطلاح محدثین میں اس قسم کی سند کو المزی فی متصل الاسانید کہتے ہیں۔

پس یہ اختلاف اس بات پر محمول ہو گا کہ ربعی نے اولاً ایک شخص کے واسطہ میں سنا۔ پھر اسی حدیث کو ہلا واسطہ حضرت علی سے سنا۔

اس لئے کہ یہی بالواسطہ روایت کیا اور کبھی ہلا واسطہ اور اگر بالفرض ربعی نے سوائے اس شخص کے اور کسی سے سنا اور وہ شخص لی الحال ہو

تو بھی اسکے لحاظ سے اس سند میں ضعف اس لئے نہیں آسکتا کہ اور شواہد و متابعات سے اسکی تقویت ہوئی ہے۔

حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک "بعضی بالحق" میں ادن جملہ امور کا امان شامل ہے چنانکہ آپ اللہ کو پاس

لائے ہیں۔ فرشتوں کے کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانا اسی میں داخل ہے۔ اور غفر رب انشاء اللہ تعالیٰ اس ضمن کی دوسری حدیث بھی ذکر کی جا سکتی ہے۔

الغرض یہ احادیث صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ ایمان کے معنی الوہیت و نبوت پر دل سے اعتقاد کرنا ہے۔ میں عمل کو اس میں

داخل نہیں اسلام میں البتہ عمل داخل ہے جیسا کہ آیت شریفہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ سے واضح ہوتا ہے۔ یعنی اعرابی لوگ اپنا ایمان نہیں

کہہ دیا تو اسے بنی کریم کہہ دیا ایمان تمہاری دلوں میں جاگیر نہیں ہوا البتہ اسلام کا دعویٰ کرو تو مجھ سے خود ہو گا۔ اور حدیث

جبریل علیہ السلام اس پر شاہد بھی ہیں ایمان اسلام و احسان کا سوال اور ہر ایک کی علمی و علمی تفسیر مذکور ہے جو مذہب اسلام کی بہت

بڑی جہت ہے۔ و نیز وہ حدیث جسکو امام احمد نے اور ابن دویہ (بند صحیح) اور ہزار اور ابوالعلی نے اپنی روایت سے روایت کیا ہے۔



قال الاسلام علانية والايمان في القلب ثم يشير بيده الى صدره ثلاث مرات  
 الحديث ولا يثبت بن راهويه وعبد بن حميد في تفسيرهما عن عكرمة قال سئل الحسن  
 مقبله من الشام عن الايمان فقراً (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب  
 ولكن البر من امن بالله واليوم الآخر والملكاة والكتب والنبيين واتى المال على حبه  
 ذوى القربى واليتامى) الآية وكذا روى مجاهد عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 ان ابا ذر سأل عليه السلام عن الايمان فقراً الآية اخبره عبد الرزاق في تفسيره  
 واسحق وعبد وروى عنه عليه وآله السلام من وجه اخر متصل عن اقا سم بن  
 عبد الرحمن جاء رجل الى ابي ذر فقال ما الايمان فتلا عليه هذه الآية فقال  
 ليس عن البر سألتك فقال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 فسأله عما سألتني فقراً عليه هذه الآية (الحديث) اخبره اسحق وعبد  
 وابن مردويه واخبر ابن ابي حاتم والحاكم وصححه عن ابي ذر انه سأل رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان فتلا هذه الآية ثم سأله فتلاها ثم سأله  
 فتلاها (الحديث) ومعناه ان الايمان هو الايقان بما ذكر ولكنه مقرون  
 بالعمل بما امر به البر والايمن الاكمل ومن هنا قال ابو اليسر من  
 عمل بهذه الآية فقد استكمل الايمان اخبره وكيع وابن ابي شيبة

کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کا تعلق ظاہر سے ہو اور ایمان کا دل سے پہلے تین مرتبہ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت اور روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر و تہذیب عکرمہ سے کہا کہ جب وقت امام حسن بصری شام سے تشریف لائے تو آپسے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے آپ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی لیس البتوان تو لوأوجوہکم الایہ تنکی ہی نہیں سچ کہ نہ کروتم مشرق و مغرب (اپنے اپنے ملک کے قبلہ) کی طرف بلکہ اصل نیکی اسی شخص کی ہے جو اللہ پر اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا اور اپنے مال کو باوصف مغرب ہونے کے قرابتاً روئے اور یتیموں کو دیا۔ اور ایسا ہی مجاہد نے مرسل روایت کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کی حقیقت پوچھی سو حضرت نے بھی جواب میں یہی آیت پڑھی۔

اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی تفسیر میں اور اسحق اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ اور یہی حدیث بواسطہ قاسم بن عبد الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم دی ہے کہ ایک شخص ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایمان کیا ہے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی اے نبی کہ میں آپسے نیکی کو نہیں پوچھتا ہوں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آپسے یہی سوال کیا جو تم نے مجھے کیا سو حضرت نے بھی یہی آیت پڑھی تھی۔ احمد سیث — اسکو اسحق اور عبد بن حمید ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کی حقیقت پوچھی حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ بلکہ مکرر یہ سوال پر بھی یہی ارشاد ہوا۔ اسکی سند کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ حاصل ان سب روایات کا یہ ہے کہ ایمان محض یقین کر لینا ہے امور مذکورہ کا لیکن مامورات کے عمل سے ایمان اکمل ہو جاتا ہے۔ اور اسلئے ابو یسیر نے کہا ہے کہ جتناس آیت پر عمل کیا اسکا ایمان کامل ہو گیا۔ اسکو کعبہ اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے نقل کیا ہے۔



وابن المنذر ولابن شاهين في السنة والحاكم في تاريخه والديلمي في مسند الفردوس  
 عن علي رفعه الايمان والعمل اخوان شريكان في قرن لا يقبل الله تعالى احدهما الا  
 بصاحبه ولابن شاهين عن محمد بن علي مرسلا الايمان والعمل قرينان لا يصلح كل  
 واحد منهما الا مع صاحبه ولابي نعيم في الحلية عن محمد بن علي الباقر قال الايمان  
 ثابت في القلب وهذا هو مد هب ابي حنيفة واصحابه ان الاعمال غير اخلة في اصل  
 الايمان قال في الوصية ثم العمل غير الايمان والايمان غير العمل بدليل ان كثيرا من الاوقات يرتفع  
 العمل عن المؤمن ولا يجوز ان يقال يرتفع عنه الايمان فان الحائض ترفع عنها الصلوة ولا يجوز ان يقال  
 رفع الايمان عنها وامر لها بترك الايمان وقد قال لها الشارع دعي الصوم ثم اقضيه ويجوز  
 ان يقال ليس على الفقير زكاة ولا يجوز ان يقال ليس على الفقير الايمان انتهى  
 وللشيرانى في الالقاب عن علي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال كنا وانتم  
 بنى عبد مناف فحنن وانتم اليوم بنو عبد الله ورواه الطحاوى في شرح معاني الآثار  
 عن الزال بن سبرة قال لما رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ كنحوه والظاهر انه من رواية الزال عن علي  
 والمعنى انه من شأن الايمان ان لا يدعى اليوم بنو عبد مناف بل يدعى بنو عبد الله فذلك من فضل الايمان  
 بالله الحمد لله المنان على احسان الاقتنان (الكفر بالطاغوت مع الايمان  
 برأى ملكوت) قال الله المتعال (فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك

اور روایت کیا ہے ابن شاہین نے کتاب السنۃ میں اور حاکم نے اپنی تاریخ میں اور دہلی نے مستند الفردوس میں علیؑ سے کہ فرمایا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ”ایمان و عمل مثل دو بہاؤں کے ہیں جو ایک ہی رس کے بند ہے ہو سے ہیں جب تک دونوں ساتھ  
 نہ ہوں خدا کسی ایک کو قبول نہیں فرماتا“

اور نیز ابن شاہین نے محمد بن علی سے ہر سال روایت کیا ہے کہ ایمان و عمل دونوں ملے جلتے ہیں اس طرح کہ انہیں سے ہر ایک  
 بدون دوسرے کے قابل قبول نہیں ہے۔ اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ فرمایا امام محمد باقرؑ نے کہ ایمان  
 دل سے تعلق رکھتا ہے۔

خود امام اعظم علیہ الرحمۃ نے رسالۃ الوصیۃ میں لکھا ہے کہ عمل ایمان سے مفارقت در ایمان عمل سے مفارقت ہے کیونکہ بسا اوقات مومن کے  
 عمل کا حکم اٹھ جاتا ہے مگر کسی وقت اور کسی حالت میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایمان لانا واجب نہیں رہا چنانچہ عورت سے حیض  
 کی حالت میں نماز کا حکم ساقط ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ ایمان کی فحشیت اُس سے ساقط ہو گئی ہو یا ترک ایمان کا حکم ہوا ہے۔  
 کیونکہ اُس کے لئے تو شارع کا یہ حکم ہے کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھے مگر بعد کو قضا کرے۔ اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ فقیر سزا کو ادا  
 واجب نہیں ہو مگر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اوپر ایمان فرض نہیں۔ (معاذ اللہ) انتہی۔

اور روایت کیا ہے شیرازی نے کتاب الالقاب میں علیؑ کو امیر المؤمنین کے لقب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”ہم او تم ایک  
 بنی عبد مناف تھے مگر آج ہم اور تم بنی عبد اللہ ہیں۔ یعنی عبد مناف جاہلیت کا نام ہے اور اُس شخص کی نسبت ایک بت کی طرف تھی  
 تو ہکو نہ چاہئے کہ اپنے قبیلہ اُس شخص کی طرف نسبت دین بلکہ بنی عبد مناف کے بنی عبد اللہ کہنا چاہئے۔ یعنی اب ہم خدا کی طرف منسوب ہیں  
 اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا ہے نزال بن سیرہ سے کہ انہوں نے کہ فرمایا ہکو رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج اور ظاہر ہے کہ نزال بن سیرہ نے علیؑ ہی سے سنا ہوگا۔

مقصود حدیث یہ کہ اب عبد مناف جیسے نام کی طرف نسبت کرنی خلاف شان ایمان ہے بلکہ بجائے اُس کے عبد اللہ وغیرہ  
 اس قسم کے ناموں کی طرف انتساب تمس ہے۔ اور اس حدیث سے ایمان کی جو فضیلت ثابت ہوتی ہے ظاہر ہے الحمد للہ کہ ہم لو  
 اس دلت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہیں۔

نہ ماننا شیاطین کو اور ماننا اللہ تعالیٰ کو

فرمایا خداوند تعالیٰ نے تو جو جو ہوئے معبودوں کو نہ مانے اور اللہ ہی پر ایمان لائے۔



بالعروة الوثقى الآية قال ابن ابى شيبه ثنا حاتم بن اسمعيل عن جعفر عن ابيه قال  
 كان على بن الحسين يعلم ولده يقول قولوا امنت بالله وكفرت بالطاغوت  
**الايمان المفصل** الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية  
 والاسماء الالهية قال ذو الجلال المتعال (قل هو الله احد الله الصمد لم يلد  
 ولم يولد ولم يكن له كفوا احد) وقال (لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا)  
 وقال لما اتخذ الله من ولد وما كان معه من اله الا ان هب كل اله وبها خلق  
 ولعله بعضهم على بعض وقال الله المتعال (ولله الاسماء الحسنی فادعوه  
 بها وذروا الذين يلحدون في اسمائه سيجزون ما كانوا يعملون) قال مسدد  
 صاحب المسند نا عبد الوارث بن سعيد عن محمد بن اسحق عن النعمان بن سعة  
 قال كنت بالكوفة في دار الامارة دار على بن ابي طالب رضى الله تعالى عنه دخل  
 علينا نوف بن عبد الله فقال يا امير المؤمنين بالباب اربعون رجلا من اليهود  
 فقال على رضى الله عنه على بهم فلما وقفوا بين يديه قالوا له يا على صف لنا  
 ربك هذا الذى هو فى السماء كيف هو وكيف كان ومثله كان وعلى اى شئ هو  
 فاستوى على جالساً وقال محشر اليهود اسمعوا منى ولا تبالوا ان لا تسالوا احدا  
 غيرى ان ربي عز وجل هو الاول لم يلد منها ولا منها زيج معها ولا حال وهما

پس تحقیق اوستے غیور و سچی پکار رکھی ہو۔  
 کتاب ابن ابی شیبہ نے کہ بیان کیا ہے حاتم بن اسماعیل نے وہ روایت کرتے ہیں امام جعفر صادق سے آپ روایت کرتے ہیں اپنے  
 باپ سے کہ امام زین العابدین (عجی) اولاد کو تعلیم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کہو۔ آمین باللہ و کفر بالطاغوت۔ ایمان لایا  
 میںے ساتھ اللہ کے اور تکفیر کی شیاطین کی۔

## ایمان مفصل

{ ایمان لانا ذات یگانہ و صفات بمثل و اسماء و اکی پر }

فرمایا خداوند تعالیٰ نے ٹکھو (اسے پیغمبر) کہ وہ اللہ ایک ہے نہ شے بی نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا  
 اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور فرمایا "اگر زمین آسمان میں خد کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونوں کبھی کے  
 برابر ہو گئے ہوتے۔"

اور نیز فرمایا "تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ کا کوئی اور خدا ہو نہ ہر ایک خدا اپنی مخلوقات کو (الگ لئے) لئے  
 بہرے اور (آپس میں لڑتے اور آخر کار) ایک دوسرے پر غالب آجاتا۔" اور فرمایا "اور اللہ کے (سب ہی) نام اچھے ہیں اور سچے  
 لیکر اسکو جن نام سے چاہوں پکارا اور جو لوگ کداسکے ناموں میں کفر کرتے ہیں انکو (ادب کی) محال پر چوڑو کوئی دن تاہو کہ وہ اپنے لئے کا بدلہ پا لیں گے۔  
 مسند جہا حب مسند نے کہا کہ بیان کیا ہے جہد الوارث بن سعید نے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن اسحق سے کہ کہا  
 نعمان بن سعید نے کہ میں کو فد کی دارالامارۃ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہ کی دولت سرا میں موجود تھا جبکہ نوف بن عبد  
 حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین چالیس بیہودی دروانہ پر منتظر اجازت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں حسین  
 میرے پاس بالاد جب وہ حاضر ہوئے تو اوہوں نے عرض کی کہ یا علی مجھے اپنے اس رب کی تعریف کیجئے  
 جو آسمان میں ہے کہ وہ کیسا ہے اور کس طرح ہوا اور کب ہوا اور وہ کس چیز پر قائم ہے۔ سو حضرت علی مسد ہے  
 ہو بیٹھے اور فرمایا اسے گروہ یہود مان اسکو مجھے بخوبی سن لو اور سو اسے میرے کسی اور سے پہر سوال کرنے کی  
 پروا نہ رکھو۔ بیشک میرا خدا ہی اول ہے نہیں ظاہر ہوا کسی چیز سے اور نہ میں نے والا ہے کسی چیز کے ساتھ  
 اور نہ سمانے والا ہے کسی دہم میں۔



ولا شيء يتقضى ولا محجوب فيحوى ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث بل  
 جل ان يكيف المكيف للاشياء كيف كان بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الزمان ولا  
 لتقلب شأن بعد شأن فكيف يوصف بالاشباح وكيف ينعت بالالسن القصاة  
 من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يكن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب  
 من جل الوريد وابعد في الشبه من كل بعيد لا يخفى عليه من عبادة شخص الحظلة  
 ولا كرو لقطعة ولا ازدياد ربوة ولا انبساط خطوة في غسق ليل داهج ولا ابراج  
 لا يتغشى عليه القمر المنير ولا انبساط الشمس ذات النور يغنيها في الكرور ولا  
 اقبال ليل مقبل ولا اداء بار نهار مدبر الا وهو محيط بما يريد من تكوينه فهو العالم  
 بكل مكان وكل حين واوان وكل نهاية ومدة فالامد الى الخلق مضروب والحل الى  
 غيره منسوب لو يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوائل كانت قبله بدية  
 بل يخلق ما خلق فاقام خلقه وصور ما صور فاحسن صورته توحد في علوه فليس  
 لشيء منه امتناع ولا له بطاعة شيء من خلقه انتفاع اجابته للداعين سريعة  
 والملائكة في السموات والارضين له مطيعة علمه بالاموات البائدين كعلمه  
 بالاحياء المتقلين وعلمه بما في السموات العلوية كعلمه بما في الارضين  
 السفلية وعلمه بكل شيء لا تحير الاصوات ولا تشغله اللغات جميع الاصوات

اور نہ وہ جسم ہے کہ جسکی حد و انتہا ہو اور نہ روکا ہوا ہے کہ گہیر لیا جاوے اور نہ ایسا ہے کہ عدم کے بعد موجود ہو یا ہی جو حادث کہلاوے وہ چگونگی سے بہتر ہے بلکہ خود جملہ اشیاء کو چگونگی عطا فرمانے والا ہے اسلئے وہ منزہ ہر اس بات سے کہے کہا جاوے کہ وہ کیونکر ہو وہ بدل نہیں گیا اور بدل نہیں جائیگا وقتوں اور کاموں کے بدلنے سے۔ انسان سے اُس ذات کی صفت کیونکر ہو سکتی ہے اور زبان سے (گو وہ کیسی ہی فصیح ہو) اُسکی تعریف کیسے ممکن ہے وہ چیز و نہیں ملا نہیں ہے کہ مختلط کہلاوے۔ اور نہ جدا ہے کہ اُسے جدا کہلاوے بلکہ وہ بلا کیف ہے۔ اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہے اور شبہ مثال میں بعیدی بعید تر ہے۔ اور اسکے علم سے بند و ن کی نظر اور لفظ و نگاہ تلفظ۔ اور اندھیری رات کی تاریکی میں بلندی کی چڑھائی اور ہموار زمین پر چپکنا۔ اور مرد و شبہا سے تاریک پوشیدہ نہیں ہو نہ چاند اور آفتاب کی روشنی اور سپر اثر کر سکتی ہے اور نہ رات اور دن اُسپر احاطہ کر سکتا بلکہ وہ تمام کائنات پر محیط ہے۔ پس وہ ہر مکان اور ہر وقت اور ہر آن اور ہر غایت کا جاننے والا ہے تعین مدت خلق کیوے اسے ہے اور خدا سوا اللہ کے لئے۔ اوسنے کائنات کو اصول اولیہ اور بادی سابقہ سے نہیں پیدا کیا۔ بلکہ ہر چیز کو جس طرح چاہا بنا یا اور ٹیک بنایا اور ہر چیز کو اپنی صورت عنایت کی اپنی رفعت میں لگانا ہے۔

اوسکی اطاعت سے کسی کو گزیر نہیں اور کسی مخلوق کی طاعت سے اوسکو نفع نہیں۔ اوسکی بارگاہ میں مستند و نکی و عاجلہ مقبول ہوتی ہے۔ زمین و آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سب اوسکے فرمانبردار ہیں۔ اور ان اموات کو جو نیست و نابود ہو گئے ہیں ایسا ہی جانتا ہے جیسا کہ زندہ و نکو جو چلتے پھرتے ہیں امہ آسمانی چیزوں کا علم اُسکو ایسا ہے جیسا کہ زمینی چیزوں کا اوسکے علم سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ ایک ہی آن میں مختلف آداز میں اُسکو تحیر نہیں کرتی اور نہ مختلف زبانیں ایک ہی وقت میں اوسکو غافل کرتی ہیں۔



المختلفة بالاجوارح له مؤتلفة مدبر بصير عال بالامور حي قيوم سبحانه كل من  
 تكليم بالاجوارح ولا ادوات ولا شفة ولا لهوات سبحانه وتعالى عن كيفية الصفات من نعم  
 ان الهنا محد ود فقد جهل الخالق المعبود من ذكر ان الاماكن به تحيط لزمت له الحية  
 والتعليق بل هو المحيط بكل مكان فان كنت صادقا ايها المتكلف لوصف الرحمن  
 بخلاف التنزيل والبرهان فصف لنا جبريل وميكائيل واسرافيل هيات اتجر عن وصفه  
 مثلك وتصف الخالق المعبود وانما تدرك صفة رب الهية والادوات فكيف من  
 لم تأخذ سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض وما بينهما وهو رب العرش  
 العظيم (وعن) مسدد اخرج ابو نعيم في الحلية قال انا ابو بكر احمد بن محمد بن  
 الحارث قال ثنا الفضل بن عياض بن يحيى نا مسدد به وعنه الاثر للحكيم الترمذي في نوادر الاصول  
 فليراجع قال ابو نعيم غريب من حديث النعمان كذا رواه ابن اسحق عنه مرسل و  
 النعمان قال صاحب الميزان ما روى عنه سوى عبد الرحمن بن اسحق احد  
 الضعفاء وهو ابن اخته (قلت) قال ابن حبان في الثقات يروى عن علي بن ابي طالب  
 وزيد بن ارقم روى عنه ابنه وعبد الرحمن بن اسحق وروى له الترمذي في قيل  
 الذهبي في المعنى مجهول غير مقبول ولذا قال في الترمذي في قيل لوائح الصحة ظاهرة على صفها هذا المتن ليس يقيد روى  
 الايمان بمثله من دون على كمال الحقيقة على من صفا ولين معاني بعض الفاظ الاشرف فقلوه

وہ بدون جوارح کے طرح طرح کی آوازون کا سُنے والا ہے۔ وہ مدبر۔ بصیر۔ علیم۔ زندہ۔ اور سب کا تھامنے والا ہے (سبحان اللہ) اُسے موتی سے بلا جوارح و آلات کے اور بدون ہونٹ اور کونے کے کلام کیا۔ وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اسکی صفوں کی کیفیت بیان کیجاوے جسے گمان کیا کہ ہمارا خدا محدود ہے۔ بخدا اسنے اپنے خالق معبود کو نہیں پہچانا جسے کہا کہ مکان اور سکو گہیرے ہوئے ہے وہ حیرت اور شہرہ میں پڑ گیا بلکہ وہی مکان کو گہیرے ہوئے ہے پس جو شخص کہ برخلاف قرآن و دلیل کے خدا کی توصیف کر نہیں کوشش کرے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو ہے جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کی شان اور کیفیت بیان کرے (جو ناممکن ہے) افسوس جب انسان مخلوق کی حالت بیان کرنے سے عاجز ہے تو کیا وہ خالق معبود کی توصیف پر قادر ہو سکتا ہے جو اسکی ذی کیفیت ہے ہین اونکی حالت البتہ معلوم ہو سکتی ہے لیکن ایسی ذات جسکو اونگھ عارض ہوتی ہے اور نیند کیسے مدد کر ہو سکتی ہو۔ اور جو کچھ زمین آسمان میں ہو سب اسی کی ملک ہو اور وہی عرش عظیم کا مالک ہو۔

اور انکی مائیت

اور روایت کیا ہوا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابو بکر احمد بن محمد بن حارث سے اونہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہے فضل بن جناب جمحی نے اونہوں نے کہا کہ بیان کیا ہے اس حدیث کو مسند دینے اسی سند سے۔

اور نیز یہ روایت حکیم ترمذی کی نوادر الاصول کی طرف منسوب ہو رہا ہے دیکھ لیجائے۔

ابو نعیم نے کہا کہ یہ حدیث بروایت نعمان غریب ہو۔ ابن اسحق نے اونسے اسطرح مسللاً روایت کیا ہے۔ اور نعمان کی نسبت صاحب کبیران نے کہا ہے کہ اونسے سوائے عبد الرحمن بن اسحق کے (جو منجملہ ضعیفوں کے اور انکے ہم شیر زادہ ہیں) اور کسینے روایت نہیں کی۔ میں کہتا ہوں۔ ابن جہان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ نعمان روایت کرتے ہیں علی ابن ابیطالب اور زید بن ارقم سے اور نعمان انکے فرزند اور عبد الرحمن بن اسحق روایت کرتے ہیں۔ اور ترمذی نے اسکی روایت کو بیان کیا ہے پس انکو کتاب المغنی میں ذہبی کا مہول کہنا غیر مقبول ہے چنانچہ ذہبی نے ہی انکو کتاب التقریب میں مقبول الروایۃ کہا ہے۔

العرض صحت کے انوار اس متن پر بخوبی درخشان ہیں اور حضرت علی کے نیچے والے راویوں میں سے کوئی ایسے بیان پر قادر نہیں ہے۔ یہ بات سلیم الطبع پر مخفی نہیں ہے۔



زادله من الله رضوانه وطوله (هو الاول لم يبد ممّا) اى هو الاول بلا ابتداء  
 فلم يظهر من شئ يعبر عنه <sup>بها</sup> (ولا مساو <sup>بها</sup> معها) اى ولا مختلط مع شئ يعبر عنه  
 بها وفيه رد صريح على اهل الاتحاد القائلين بالحلول والاتحاد الذين يتشبهون  
 بكلام اهل التحقيق لمن هبهم الباطل وهم يبرهنون منه قال شيخ المعرفة <sup>عليه السلام</sup>   
 ابن العربي في الباب ٥٥٨ الثامن والخمسين وخمسمائة من الفتوحات المكية  
 بعد بسط فكم ان الناظر في المايا المختلفة المتقابلة يرى صورته فيها بحسب ما قطع  
 بان تلك الصورة المختلفة التعينات باختلاف المراتى ليس شئ منها عين الناظر الخارج عن  
 المرأة القائم بنفسه المتعين بتعين خاص لا اختلاف فيه وانه ما انتقل بذاته الى المايا  
 ولا حل فيها فكذلك الحق تعالى يتجلى في ماريات الحقائق المختلفة الاستعدادات بحسبها  
 مع انه تعالى ما انتقل اليها ولا حل فيها وقال قدس سره في هذا الباب بعد بسط  
 مانصه وهذا يدل لك صريحا على ان العالم ما هو عين الحق اذ لو كان عين الحق تعالى  
 لما صح كونه بديعاله وقال في الباب ٢٠٢ الاثنى والتسعين ومائتين بعد بسط  
 فنور الشمس اذ يتجلى في البدر يعطى من الحكم ما لا يعطيه بغير البدر لا شك في ذلك  
 كذلك الاقتدار الاله اذ يتجلى في العبد فظهرت الافعال عن الخلق فهو وان كان  
 بالاقتدار الاله لكن يختلف الحكم بواسطة هذا الجلي الذي كان مثل المرأة لتجليه

وفي خطبه في الظاهر  
 لا يقال مساو الباطن  
 لا يقال فيكون في اخرى  
 ومن قال فيكون فممنه

وفي خطبة في كنى  
 لا يقال في كنى

واضح ہو کہ خطبہ مذکورہ کے اکثر مضامین ایسے دقیق ہیں جن کا سمجھنا ہر شخص کا حصہ نہیں ہے اور فرق مختصرہ کے خیالات کے لحاظ سے بعض مباحث کی توضیح کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے بعض بعض الفاظ کی شرح کر دیجائیے اس ارشاد سے کہ ”وہی اول ہے نہ کسی چیز سے ظاہر ہوا“ یہ مقصود ہے کہ ذات باری مبادی و مبدأ سے پاک ہے۔

اور اس قول سے ”اور نہ وہ کسی چیز سے ظاہر ہوا“ اہل الحاد و کار و ہوتا ہے جو حلول و اتحاد کے قائل ہیں اور اپنے زعم باطل میں کبار محققین کے اقوال کو وہ اپنا ماتخذ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اس سے متبر ہیں۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ کے باب ۵۵ میں ایک مفصل بیان کے بعد لکھا ہے کہ جس طرح کہ کوئی شخص مختلف الشکل آئینوں میں جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں نظر کرے تو وہ اپنی صورت کو بعینہ اُن آئینوں کی شکل میں دیکھے گا۔ باوجود اس یقین کے کہ یہ مختلف تعینات جو آئینوں کے اختلاف سے وکھلائی دیتے ہیں انہیں کا کوئی تعین ہرگز عین ناظر نہیں ہے جو آئینوں سے خارج اور قائم بنفسہ ہو اور تعین بر تعین خاص۔ اور نہ وہ اُن آئینوں کی طرح منتقل ہوا ہے نہ انہیں حلول کیا ہے۔ اس اصطلاح جناب باری عز شانہ مختلف الاستعداد حقایق کے آئینوں میں اُن کے حسب استعداد مختلف تجلیات جلوہ فرمایا نہ وہ انہیں منتقل ہوا ہے نہ حلول کیا ہے۔ اور نیز اسی باب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ”یہ بیان خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عالم عین حق نہیں ہے کیونکہ اگر عین حق ہوتا تو خدا سے تعالیٰ پر اوس کا مبدع ہونا صادق نہ آتا“ اور باب ۲۹۲ میں ایک بیان مبسوط کے بعد لکھتے ہیں کہ آفتاب کے انعکاس سے جو حکم کہ چاند میں پیدا ہوتا ہے وہ ہرگز دوسرے میں طور نہیں کر سکتا اسی طرح جب اقتدار الہی بند و بین جلوہ فگن ہوتا ہے تو مخلوقات سے افعال کا طور ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ طور اقتدار الہی سے ہی ہے۔ لیکن اختلاف مظاہر سے حکم (تجلی) میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے اور یہ نسل آئینہ کے ہے تجلیات کے لئے۔



كما يعلم عقلا ان القمر في نفسه ليس فيه من نور الشمس شيء وان الشمس ما انتقلت اليه  
 بذاتها وانما كان لها مجل كذا لك العبد ليس فيه شيء من خالقه ولا حل فيه وانما هو  
 مجل له خاصة ومظهر وقال في الباب الرابع عشر وثلاثمائة لوصح ان يترقى الانسان  
 عن الانسانية والملك عن الملكية ويتحد بخالقه تعالى لهم انقلاب الحقائق وخرج الاله  
 عن كونه الها لا سبيل الى قلب الحقائق ابدا وقد اكثر الشيخ وغيره من اهل المعرفة  
 السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال ظل الانسان وعكسه في المرأة فقولهم موافق  
 لقول علماء السلف ان الله على عرشه بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه  
 قال الشيخ محمد يوسف الصوفي السورقي في كشف الغين عن كلام اهل العيان واعلم ان  
 جماعة غلطوا وفهموا من كلام الصوفية ان الحق سبحانه هو الكل الموجود في ضمن افراد  
 وليس له وجود وراء ذلك وطائفة فهموا انه كان موجودا مستقلا ثم تجل وظهر بغير  
 الاكوان فلم يبق له بعد ظهوره بها وجود مستقل وراء هذه الموجودات الكونية  
 وهذه الطائفة يعلن قائلوا الاولي باثباتهم له وجودا مستقلا قبل الظهور والبروز  
 شاركوا الاولي في نفى الوجود المستقل عنه من غير فرق وكل من هذين المذهبين  
 بطلانه اظهر من ان يخفى كذا قال العلامة جلال الدين الدواني قدس سره في  
 شرح ربا عياته كما نقله المحقق عبد الملك المشتهر بالشيخ امان في رسالته اثبات الحق

اور نیز با سلاطین میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر انسان کو انسانیت سے اور فرشتہ کو ملکیت سے ترقی کر کے خالق سے متحد ہو جانا ممکن ہوتا تو انقلاب حقائِق لازم آتا اور (معاذ اللہ) خدا الوہیت سے خارج ہو جاتا لیکن انقلاب حقائِق دائمًا محال ہے۔

الغرض شیخ العارفین ابن عربیؒ اور نیز دوسرے اہل عرفان متقدمین و متاخرین نے اپنی تصانیف میں یہ اور عکس آئینہ کی مثال کو اکثر لکھا ہے کیونکہ انسان اپنے ظل و عکس سے مبائن ہے۔ پس وہ علما و سلف کے ساتھ متفق ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا سے تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور مخلوق سے علحدہ ہے۔

علامہ جلال الدین و والی رحمہ اللہ نے شرح رباعیات میں ذکر کیا ہے کہ جتنا چاہے کہ بعض لوگوں نے مستلزم وجود کے متعلق کلام صوفیہ کے سمجھنے میں غلطی کی ہے یعنی یہ سمجھا ہے کہ اللہ جل شانہ ایک کلی ہے جو اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہے۔ اور اس کو سوائے ان افراد کے وجود نہیں ہے۔ اور بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ وہ موجود مستقل بہر صورت ممکنات میں ظہور کیا اور ان موجودات کے ظاہر ہونے کے بعد اس کے لئے وجود مستقل باقی نہیں رہا اگرچہ گردہ ثانی نے بر خلاف ظن اولی اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ قبل ظہور و بروز ممکنات کے خداوند عالم کے لئے وجود مستقل تھا۔ با این وہ نفی وجود مستقل میں بلا لحاظ فرق جماعت اولے کے شریک ہو گئے ہیں۔ اور ان ہر دو مذہب کا بطلان بخوبی ظاہر ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی اجارا لاجیار میں لکھتے ہیں کہ علامہ کے اس کلام کو محقق عبد الملک شیخ امان رحمہ نے رسالہ اثبات الاحدیۃ میں نقل کیا ہے۔

اور اس کو شیخ محمد یوسف صوفی سورتی نے کتاب کشف الغنیم عن کلام اہل العین میں ذکر کیا ہے۔



ذكره الشيخ عبد الحق الدهلوي في اخبار الاخيار وقال الشيخ محمد فارس البخاري  
في تحقیقاته ما نصه من قال انه ليس له تعین فی ذاته الا فی الكون فقد افسد العقائد  
واجحد وقال الشيخ محمد يوسف في موضع اخر نعو طائفة ضالة يتزئون بزى الصوفية  
وهم الملاحقة عن طريق الحق وسبيل الصديق تقول مائمه الاما ترى تعنى ان هذه الملائكة  
الحسنية هي هوليس غيرها شئ فهم والدهرية سواء قال تعالى عنهم وما يهلكنا الا الدهر بل هم اشد كفرا  
من الدهرية لان كلام الدهرية يمكن تاويله على قول من يقول ان الدهر من الاسماء  
الحسنة واما قول الملاحقة مائمه الاما ترى فانكار لوجود الحق سبحانه وتعالى لا يضر  
يقولون العالم كله هو الله وليس غيره شئ معه موجود في الخارج كالحكمة الطبيعية وجزئياته  
ليس غيرها موجود ولا شك ان قيلة العينية بهذا المعنى كفر صريح بل اشد كفرا فليس  
كافرا ولا مشرك ينكر وجود الحق عز وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا قال شيخ المعرفة  
في الفتوحات قد زلت اقدام طائفة عن حجر التحقيق وقالوا ما ثرا الاما ترى فجعلوا العالم  
هو الله والله نفس العالم الى ان قال والمحققون مرادهم اثبات الحق ونفى الغير كما قال البيهقي  
رضي الله عنه والكل شئ ما خلا الله بطل وهو مقصود الملاحقة مشتهرة نفوس من الحيوانية فهذه  
حيواتهم وما لهم في الآخرة من خلاق <sup>لنفسها</sup> هذا او قد فشي هذا المذنب في زماننا فوق  
الكثيرون في الاسكاد والزندقة واشاعوا اقوالهم في النظر والنثر وطعنوا في تصانيفهم على

له  
رواه الترمذي في مشائخ  
النبي عليه وآله السلام عن  
ابي بصير رضي الله عنه انه عليه  
السلام قال ان اصدق كلمة  
قالها الشايع وزاد رواية  
اشهر كلمة تكلمت بها  
العرب كلمة لا يبيد الا كائنات  
ما خلا الله باطلا وقامه  
وكل ما سواه لا يحيا له زمان  
سوى جنات الفردوس في الآخرة  
يعني ان الحق لا يتغير في الزمان

اور شیخ نقشبند یہ محمد پارہ سارہ سے رسالہ التحقیقات میں لکھا ہے کہ جس نے یہ اعتقاد کیا کہ جناب باری تعالیٰ کے لئے کوئی تعین بالذات سوا سے مخلوقات کے نہیں ہو تو اس نے اپنے عقیدہ کو خراب کیا اور منکر ہوا۔

اور شیخ محمد یوسف صوفی نے کشف الغیب کے ایک در مقام پر یہ لکھا ہے کہ ایک جماعت ملحدین فی ناجور راہ راست اور طریق حق سے گریختہ ہیں یہ کہتے ہیں کہ محسوسات کے سوا حقیقت باری تعالیٰ اور کوئی شے نہیں ہو یعنی یہی (معاذ اللہ) عین خدا ہیں اور خدا ان محسوسات کا عین ہے۔ یہ لوگ تو فرقہ دہریہ سے برابر ہو گئے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ۔ (زمانہ ہی ہیکو ہلاک کرتا ہے) بلکہ اس سے بڑھ کر ہوئے ہیں کیونکہ دہریہ کو اسما حسنی میں سے شمار کرنا التون کے مذہب کے موافق تو دہریہ کے قول کی دلیل پر ممکن ہو بخلاف ان ملحدین کے۔ کیونکہ اسکا تو زعم فاسد یہ ہے کہ وہاں (عرضہ وجود میں) سوا سے ان ظاہری چیزوں کے جو نسبتاً نظر آتی ہیں اور کچھ نہیں ہیں۔ گویا یہ لوگ باری تعالیٰ کے وجود فی نفسہ کے منکر ہیں۔ اور مخلوقات عالم کو عین خالق بتاتے ہیں یعنی یہ کہ سوا سے مخلوق کے اور کوئی شے خارجاً موجود نہیں ہو جس طرح کہ کلی طبیعی اور افراد کا اتحاد باطنی ہوتا ہے کہ وہ بدون ادون جزئیات کے اور کسی صورت سے ظہور نہیں پاسکتی۔

الغرض عینیت کا عقیدہ تو صریح کفر بلکہ اثنہ کفر ہے کیونکہ کوئی کافر و مشرک بھی باری تعالیٰ کے وجود علیحدہ کا منکر نہیں ہو۔ بل جلالہ و عز شائد۔

شیخ العارفين محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فتوحات میں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کو مقام تحقیق سے لغزش ہوئی ہو جس سے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ نفس عالم ہے اور عالم عین اللہ ہے۔ اور محسوسات کے سوا پر وہ جلال میں اور کوئی شے نہیں ہے۔ اور محققین کا مقصود یہ ہے کہ خاص جناب باری کے لئے ہی وجود ثابت کیا جائے اور جملہ ماسوا سے وجود کی نفی ہو۔ چنانچہ لبید رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں فرمایا ہے۔ لا اکمل شئ ما خلا اللہ باطل ہو سوا سے اللہ جل شانہ کے ہر چیز فانی ہے، اور ان ملحدوں کو اپنی من مانی بات بنانا منظور ہے۔ دنیا کو اس طرح گزارتے ہیں مگر آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ استغفر اللہ۔

اور نہایت قابل افسوس بات یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے اکثر جہلا بھی اس بیدینی میں مبتلا ہو کر ایسے ناجائز مضمون کے اشعار و رسائل شائع کرنے لگے ہیں۔

۱۵ اس شعر کو یہ شرف حاصل ہے کہ خاص جناب سرواٹا عالم نے زبان میں ترجمان سے ادا فرمایا اور اس کے حق میں دس پانچ شعر کا لفظ ارشاد ہوا ۱۶



مثال الظل وعكس المرأة وقالوا ان اهل هذا المثال ما فهموا حقيقة هذه المسئلة فهم  
 طاعتون على جميع اهل المعرفة الاجلة وفي الحقيقة فهم انفسهم مطعونون من جميع ائمة الملة  
 بل خارجون من الملة والمشتكى الى الله تعالى وقوله زادله من الله رضوانه وطوله ولا حال لها  
 اى ولا هو ما يستطيع الا وهام والافهام ان تذكره اصلاً ولا شبه يتقصى الشبه الشخص ويتقصه  
 يطلب قصاه ويدخل فيه قوله ولا يحجب فيجوى وقوله ولا كان بعد ان لو يكن فيقال حادث  
 جواب سواهم كيف كان وترقى منه بقوله بل جل ان يكيف الاشياء كيف كان اى جل كيف  
 للاشياء ان يكيف بكيف كان وقوله بل ازل ولا يزول لاختلاف الزمان جواب سواهم متى كان  
 ولا لتقلب شأن بعد شأن اى المشار اليه بقوله تعالى كل يوم هو في شأن وقوله فكيف يوصف بالشبه  
 توضيح لقوله جل ان يكيف اشياء وقوله ولا شبه اشياء وكيف ينعت باللسن الفصاح اى المناطقة بالصفا  
 من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يكن عنها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب من جل الوريد و  
 ابعث في الشبه اى المشابهة من كل بعيد وفي جواب المرتضى عن سؤال في طلب لى اى قريب من الاشياء  
 غير ملاهس بعيد منها غير مبائن وفي خطبة المرتضى لم يحلل في الاشياء فيقال هو فيها كائن ولحمياً  
 عنها فيقال هو منها بائن وفي خطبة اخرى لم يقرب من الاشياء بالتصاق ولم يبعد عنها بافتراق  
 لا يخفى عليه من عباده شخص لحظة اى ما البصر بالحركة جفن ولا كرو لفظه اى تكرار اللفظة  
 ورجوعها ولا ازدياد رتبة صعود انسان او حيوان الى رتبة من الارض اى موضع مرتفع

في خطبة القدر  
 الا وهام بالافهام  
 والافهام بالافهام

في خطبة القدر  
 في خطبة القدر  
 في خطبة القدر

اور سایہ اور عکس آئینہ کی مثالوں پر اور اس کے بیان کرنے والے بزرگان سلف طعن اور زبان درازی شروع کر دئے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھے جو ایسی تشبیل دئے ہیں (چہ خوش چہو ٹامٹہ بڑی بات)۔  
اس سے تو جمیع اہل عرفان پر طعن لازم آتا ہے۔ لیکن حقیقت حال پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمامی اہل ملت کی جانب سے یہ ملحدین ہی بالعکس قابل طعن ہیں بلکہ خارج الملت ہیں۔

اسے بار خدا یا ہم تر ہے ہی آگے اسکا شکوہ پیش کرتے ہیں کہ تو ہی انکی اصلاح پر قادر ہے۔  
اور حضرت علیؑ نے اس حدیث میں فرمایا ہوا حال وہاں نہیں سامنے والا ہر وہ کسی وہم میں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہم و عقل کو اسکی حقیقت کے سمجھنے کی مجال نہیں ہے۔ اور فرمایا ”وہ ایسا نہیں ہے کہ عدم کے بعد موجود ہوا ہو جو حادث کہلاوے۔“  
یہ یہودیوں کے اس سوال کا جواب ہے کہ (وہ کیونکر ہوا) پھر آپ نے ترقی کر کے فرمایا ہے کہ وہ جملہ اشیاء کو چگونگی عطا فرماتا ہے اور خود قبول کیفیت سے متبرک ہے یعنی وہ متبرک ہے ہر قسم کی چگونگی سے۔

اور فرمایا ”وہ نہیں بدل گیا اور نہیں بدل جائیگا زمانیکے بدلنے سے“ یہ جواب ہے اس سوال کا کہ (وہ کب سے ہوا) پھر فرمایا ”اور نہ شیون کے بدلنے سے بھسکا اشارہ اس آیت شریفہ میں کیا گیا ہے۔ کل یوم ہونی شان۔ یعنی وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے۔“

اور کیفیت یوصف الخ جل ان یکیف اور ولا شیخ کی توضیح ہے اور فرمایا ”وہ چیز و نہیں ملا ہوا نہیں ہے کہ مختلط کہلاوے اور نہ جدا ہے کہ اوں سے جدا کہلاوے بلکہ وہ بلا کیف ہے اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہے اور شبہ و مثال میں ہر بعد سے بعید تر ہے۔“  
اسی طرح ذعلب یمانی کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ اشیاء سے قریب ہے مگر ملا نہیں ہے اور بعید ہے لیکن میں نہیں ہے۔  
ایک اور خطبہ میں مرقوم ہے کہ وہ اشیاء میں حلول نہیں کیا ہے کہ جس سے یہ کہا جائے کہ وہ اشیاء میں داخل ہے اور نہ اوں سے دور ہے کہ کہا جائے کہ وہ اشیاء سے جدا ہے۔

اور دوسرے خطبہ میں ہے کہ وہ اشیاء سے قریب نہیں ہے کہ جس پر معنی التصاق صادق آوے۔ اور نہ اشیاء سے بعید ہے جس پر فراق کا اطلاق ہو۔



ولا انبساط خطوة اى فى ارض مستوية فى غسق اى ظلمة ليل داجر اى مظلم ولا ادلاجر فى  
 القاموس لدرج محركة والدجحة بالضم والفجر السير من اول الليل وقد ادججوا فان ساروا من  
 اخرة فادججوا بالتشديد لم يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوائل كانت قبله بديية وفي نقطة  
 له لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا من اوائل ابدية وفيه ابطال لقيلة بعض لفلاسفة الضلال  
 وكذا فى سائر هذه الارشادات ابطال لا قول فرق من البطلان عليه بما فى السموات العلوية كعلمه  
 بما فى الارضين السفلية وعلمه بكل شئ اى سوى ذامن الاسرار والانوار والمعارف الذاتية  
 والمواقف الصفاتية والتجليات الالهية وغير ذلك مما لا يعرف لان يعرف مسلك من المسالك  
 المشار اليه جملة بقوله تعالى وهو بكل شئ عليم كل موسى تكليما بلا جوار ولا ادوات ولا شفة  
 ولا كهوات سبحانه وتعالى عن تكيف الصفات فيه ابطال لقالة الجهمية فى تكليبه الله موسى انه  
 امره ففعل فكلما وقيلة المعتزلة انه خلق الكلام فى جسم فاسمعه موسى عليه السلام  
 وكلهم نقاة الصفات عن حضرة الذات من زعمان الهنا محد ود فقد جهل الخالق المعبود  
 هذا لسواب سوال اليهود وعلى اى شئ هو فانه يفهم منه انه محد ود وفى خطبة للمولى المرتضى  
 ايضا ومن قال علام فقد اخلا منه اى غير ذلك المكان مع ان الحد الى غيره منسوب كما مضى  
 عن المرتضى ايضا وفى جواب الهمام الرضى عن سوال زنديق كيف هو واين هو قال ويلك ان  
 الذى ذهبت اليه غلط هو ايتن الاين وكيف وكيف فلا يعرف بالكيافونة ولا بالايافونة

اور فرمایا کہ اس نے کائنات کو اصول اولیہ اور مبادی سابقہ سے نہیں پیدا کیا اور آپ کے ایک خطبہ میں ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے مخلوق کو اس طرح نہیں پیدا کیا کہ ہمیشہ سے کچا و سکی اصل ہو اور اس سے پیدا کیا ہو۔ اور نہ یوں پیدا کیا کہ کچا اول چیزیں ہوں جو ہمیشہ رہیں گی اور اس سے پیدا کیا ہو۔

منہی نہ رہے کہ اس سے فلاسفہ کے قول کا رد بخوبی ثابت ہوتا ہے بلکہ ان تمام ارشادات سے کئی فرق باطلہ کی تردید ہوتی ہے۔ اور فرمایا "آسمانی چیز و نگاہ علم و سکوا ایسا ہی ہے جیسا کہ زمینی چیز و نگاہ۔ اس کے علم سے کوئی چیز خارج نہیں ہو یعنی اس کے سوا بھی وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کے پیدا اور اس کی ذات اور اس کی صفات اور اس کی تخلیقات وغیرہ سب کچھ وہی جانتا ہے جس کے جاننے کی طرف مخلوق کو کوئی سبیل نہیں ہے۔ چنانچہ اس معنی شکست اجمالاً ارشاد ہوا ہے کہ وہ ہر مکمل شئی علیم یعنی وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اور فرمایا کہ اس نے موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام سے بلا جوارح و آلات اور بدون ہونٹ اور کوسے کے کلام کیا وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اس کی صفتوں کی کیفیت بیان کی جاوے۔" اس میں جہید اور معتزلہ کے عقائد کی تردید ہے یعنی جہید کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ اپنے حکم آئی ہوئے سے کلام کیا اور معتزلہ کا یہ قول ہے کہ کسی جسم میں (مثل آگ اور دخت کے) خداوند تعالیٰ نے کلام کی قوت عطا فرمائی تھی جس کو وہ نون نے سنا تھا۔ یہ سب صفات باری کے منکر ہیں۔

اور فرمایا "جسے گمان کیا کہ ہمارا خدا محدود ہے اس نے اپنے خالق معبود کو نہ جانا" یہ جواب ہوا اس سوال کا کہ وہ کس چیز پر قائم ہے جس سے محدودیت مفہوم ہوتی ہے۔

اور ایک خطبہ میں یوں فرمایا ہے کہ جس نے کہا کہ وہ کس چیز پر ہے پس وہ سنا و مقامات کو اس کے جلوہ سے خالی جانا یعنی جلوہ پاک کے لئے ایک ہی مقام کو منحصر ہوا۔ حالانکہ خدا سوا اللہ کے واسطے متعین ہو جیسا کہ اصل حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول مذکور ہوا ہے۔

اور کسی زندیق کے جواب میں جس نے یہ دریافت کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کیسا ہے اور کہاں ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ "افسوس ہے تجھ پر کہ تیرا خیال بالکل غلط ہے جناب باری نے ہی کیف (چگونگی) اور امین (مکان) کو پیدا کیا ہے پس اس کو ان امور سے متصف تصور کرنا درست نہیں ہے بجا نہ ما اعظم شائے۔"



ومن علم كونه تعالى غير محل ود يعلم الجواب عما يسئل في النصوص على النزول هل ينزل على عرش  
الكبرياء من الاستواء حين النزول فإن الخلو يلزم منه أنه تعالى محل ود وهو سبحانه تعالى  
على كل ودية قاله بنو زياد في كتابه الخلو في السنة بربطه في الآية وإنه هو فيما رواه ابن طه وأحمد في رسالته  
مسدد المشهورة عند أهل الحديث والسنة من أصحاب أحمد وجمهور أهل الحديث فيما حكى  
ابن تيمية في رسالته في النزول قال وهو لما ثور عن سلف الأمة وأئمتها أنه لا ينزل فوق العرش  
ولا ينزل على العرش منه معدنوه ونزوله إلى السماء الدنيا ولا يكون العرش فوق وكذلك يوم  
القيامة كما جاء به الكتاب والسنة وليس نزوله كنزول أجسام بني آدم من السطح إلى الأرض  
بحيث يبقى السقف فوقهم بل الله منزله عن ذلك وإنما تدرك صفة رب الهيئة والادوات فكيف  
من لم تأخذ بسنة ولا تؤمر له ما في السموات وما في الأرض وما بينهما وهرب العرش العظيم  
أي أن الإدراك فنحصر في صفة رب الهيئة والادوات من المخلوقين والمخلوقات ولما  
انحصر فيها فكيف تدرك صفة رب العرش العظيم ورب الأرض والسموات وفي خطبة  
للمولى المرتضى وإنما يدرك بالصفات ذوات الهيئات والادوات هذا (وقال) حافظ الصوفي  
أبو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة المشهورة وقال جعفر الصادق من زعم  
أن الله في شيء أو من شيء أو على شيء فقد أشرك إذ لو كان على شيء لكان محمولا أي وليس محمولا بل  
هو حامل بقدرته وحافظ برحمته كل حامل ومحمول ولو كان في شيء لكان محصورا أي وليس

الاعتناء على العرفان  
هذه الأسئلة للشك  
المسئلة المشككة  
المعضلة المشككة  
ليعلم في هذه الآية  
تعالى وهو تعالى  
هذا الكلام في قوله  
ولا تأخذ بسنة ولا تؤمر له  
ما في السموات وما في الأرض  
وما بينهما وهرب العرش العظيم  
أي أن الإدراك فنحصر في  
صفة رب الهيئة والادوات  
من المخلوقين والمخلوقات  
ولما انحصر فيها فكيف  
تدرك صفة رب العرش العظيم  
ورب الأرض والسموات  
وفي خطبة للمولى المرتضى  
أنما يدرك بالصفات  
ذوات الهيئات والادوات  
هذا (وقال) حافظ الصوفي  
أبو القاسم عبد الكريم  
القشيري في الرسالة  
المشهورة وقال جعفر  
الصادق من زعم أن الله  
في شيء أو من شيء أو  
على شيء فقد أشرك  
إذ لو كان على شيء  
لكان محمولا أي وليس  
محمولا بل هو حامل  
بقدرته وحافظ برحمته  
كل حامل ومحمول  
ولو كان في شيء  
لكان محصورا أي وليس

اور جسکو اس امر کا یقین ہو کہ باری تعالیٰ کیلئے کوئی حد نہیں ہے وہ اس عراض کو بھی دفع کر سکتا ہے کہ حدیث شریف میں نزول ہمارا یعنی ائمہ جلت شانہ کا آسمان دنیا پر نزول فرمانا مذکور ہے تو کیا بوقت نزول کے عرش اعظم استوار سے خالی ہو جاتا ہے۔

اس لئے کہ خلوع عرش کا فرض کرنا محرو دیت کو مستلزم ہے اور جناب باری عرشائے حدود سے منزہ ہے۔ اس کے قائل ہیں حماد بن زید سیاح کہ خلل نے کتاب السنۃ میں اور ابن بطہ نے کتاب الابانہ میں لکھا ہے۔ اور ابن راہویہ کا بھی یہی قول ہے چنانچہ ابن بطہ نے ذکر کیا ہے اور امام احمد نے بھی اپنی اویس سالہ میں جو سعد و کو لکھا ہے جانتا ہوں اور وہ ائمہ حنبلیہ کے پاس مشہور ہے یہی لکھا ہے اور نیز جمہور اہل حدیث کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔ جسکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول میں ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ تمام بزرگان دین و ائمہ ملت سے یہی ہے کہ باری تعالیٰ ہمیشہ عرش پر جلوہ فرما ہے اور عرش گہی او کی تجلی سے خالی نہیں ہوتا۔ اور باوجود نزول ہمارے عرش او کے اوپر نہیں ہو جاتا۔ اور اس طرح قیامت کے دن بھی عرش معلیٰ ہی جلوہ گاہ رہے گا چنانچہ نص قرآنی دال ہے۔ و تجل عرش ربک فوقہم یومئذ ثبوتہ او سکا نزول اجسام نبی آدم کے نزول مانند نہیں ہے جو کسی سطح سے زمین کی جانب ہوتا ہے اور اوجس حالت میں سطح او کے اوپر ہو جاتا بلکہ خدا تعالیٰ ان نسبتوں سے متبرک ہے۔

اور فرمایا ”جو اشیا کہ ذی کیف و ہیئت ہیں انکی حالت البتہ معلوم ہو سکتی ہے لیکن ایسی ذات جسکو نہاد نگہ عارض ہوتی ہے اور نہ نیتہ مدد کر ہو سکتی ہے اور جو کچھ زمین و آسمان میں اور ان کے درمیان ہے سب اس کی ملک ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے“ یعنی اور اک تو منحصر ہے اور چیز و نہیں جو (مخلوقات) ذی ہیئت و ادوات ہیں پس ایسی حالت میں باری تعالیٰ کی صفت کیونکر مدد کر ہو سکتی ہے۔ اور ایک خطبہ میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو چیزیں ذی ہیئات و ادوات ہیں انہیں کی صفات کا اور اک ممکن ہے۔ حافظ صوفیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری رحمہ اللہ نے رسالہ تفسیر یہ میں لکھا ہے کہ کما امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ جس نے گمان کیا کہ اللہ کسی چیز کے اندر ہے یا کسی چیز سے ہے یا کسی چیز کے اوپر ہے تو وہ مشرک ہوا کیونکہ وہ اگر کسی چیز کے اوپر ہوتا تو وہ محمول ہوتا یعنی وہ اوٹھا ہوا نہیں ہے بلکہ خود وہ ہر حال و محمول کو اپنی قدرت سے اوٹھائی والا اور اپنی رحمت سے نگاہ نہ کھنے والا ہے۔ اور اگر وہ کسی چیز کے اندر ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا۔“

۱۱ اور امدن ائمہ سے پروردگار کے تخت کو ائمہ (فرشتے) اپنے اوپر اوٹھائے ہوئے ۱۲

۱۲ عارفین مخفی نہیں ہے کہ ایسے شکل و حالات اور ان کے جوابات اس امت میں کسی فرشتہ سے صادر نہیں ہو سکتے بلکہ علی کرم اللہ وجہہ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ نہ کہ کلام الامام امام الکلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں جسکو علم کا حقہ لینا مقصود ہو اسکو چاہئے کہ اس کے دروازہ سے داخل ہو ۱۲



محصورا ولا مقصورا بل هو حاصر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحوه قوله تعالى  
 الرحمن على العرش استوى وقوله تعالى امنتم من في السماء تجل على عظيم وتعل جلي  
 فخايم من تجلياته وتعلباته من غير ان تكون له حاجة الى العرش ولا شئ من الفخر  
 وسيد بن ولو كان من شئ لكان محدثا اي وهو ممتنع مطلقا وروى سفيان الثوري  
 عن ابراهيم بن ادهم العجلي عن موسى بن يزيد الديلمي عن اويس لقرني عن علي بن  
 الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تسعة وتسعين  
 اسما مائة غير واحد ما من عبد يدعوا بهذه الاسماء الا وجبت له الجنة انه  
 وتر يحب الوتر هو الله الذي لا اله الا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام  
 المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور الغفار القهار الوهاب  
 الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض لرافع المعز المذل السميع البصير  
 الحكيم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلي الكبير الحفيظ  
 المقيت الحسيب الحليم الكرير القريب المجيب الواسع الحكيم الودود الرحيم  
 الشهيد الحق الوكيل لقوى المتان الولي الحميد المحصي المبدئ المعيد المحيي المميت  
 الحي القيوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقدر المقدم المؤخر الاول  
 الآخر الظاهر الباطن الوالي المتعالي البر التواب المنتقم العفو الرؤوف الملك

یعنی وہ گھیرا ہوا نہیں ہے اور نہ روکا ہوا ہے بلکہ وہ گھیرنے والا اور روکنے والا ہے ہر گسیری ہوئی اور روک کی ہوئی چیز کو۔ اور الرحمن علی الرحمن  
اور امنتہم من فی السماء۔ اسطرح کی آیات سے ایک بڑی تعلیمی ظاہر ہوا ہے اور اسکی تجلیات میں یہی نہیں کہ اسکو عرش یا کفشی شمس کی حاجت ہے  
چنانچہ مختصر یہ بحث استوائیہ (اسکا مفصل بیان کیا جائیگا) اور اگر وہ کسی چیز سے ہوتا تو حادث ہوتا یعنی وہ تو محال ہے۔

اور روایت کیا ہر سفیان ثوری نے ابراہیم بن ابراہیم علی سے وہ موسیٰ بن نیرید و علی سے وہ اوسین سنی سے وہ علی سے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ کے ننانوے نام ہیں جو بندہ اللہ کو ادا نہ کرے پکارے گا اس کو بہشت ضرور ملیگی۔ اللہ طاق ہو اور طاق کو پسند کرتا ہو۔ ہو اللہ اللہ لا الہ الا ہو۔ الرحمن الرحیم الملک القدوس

[illegible]

۱۵ وہ بڑا مہربان عرش پر سید ہا ہو بیٹیا۔

۱۵ کیا تم بخیر ہو گئے اوس ذات سے جو آسمان میں ہے ۱۲



ذوالجلال والاکرام المقسط الجامع<sup>٩٤</sup> الغني<sup>٩٥</sup> المعني<sup>٩٦</sup> المانع<sup>٩٧</sup> الضار<sup>٩٨</sup> النافع<sup>٩٩</sup> النور<sup>١٠٠</sup> الهادي<sup>١٠١</sup>  
 البديع<sup>١٠٢</sup> الباقي<sup>١٠٣</sup> الوارث<sup>١٠٤</sup> الرشيد<sup>١٠٥</sup> الصبور<sup>١٠٦</sup> أخرجه حافظ الصوفية<sup>١٠٧</sup> محمد بن الحسين أبو عبد الرحمن  
 السلمی في طبقات الصوفية مسلسلة بالصوفية<sup>١٠٨</sup> تابعه أبو هريرة<sup>١٠٩</sup> عند الترمذي<sup>١١٠</sup> وابن المنذر<sup>١١١</sup>  
 وابن حبان والطبرانی وأبي عبد الله ابن مندة<sup>١١٢</sup> في التوحيد<sup>١١٣</sup> والحاکم في المستدرک<sup>١١٤</sup> وابن مردويه<sup>١١٥</sup>  
 في التفسير<sup>١١٦</sup> والبيهقي<sup>١١٧</sup> في الاسماء والصفات<sup>١١٨</sup> وغيرهم ورواه عنه موسى بن عقبة<sup>١١٩</sup> وأدم بن أبي أيار<sup>١٢٠</sup>  
 وهشام بن عمار<sup>١٢١</sup> وابن فاجحة<sup>١٢٢</sup> وعثمان بن سعيد الدارمي<sup>١٢٣</sup> في النقص<sup>١٢٤</sup> على بشر المزيبي<sup>١٢٥</sup> وابن أبي عاصم<sup>١٢٦</sup> وحضر  
 القرياني<sup>١٢٧</sup> في الذکر<sup>١٢٨</sup> وابن أبي الدنيا<sup>١٢٩</sup> والطبرانی<sup>١٣٠</sup> كلاهما في الدعاء<sup>١٣١</sup> وأبو الشيخ في التفسير<sup>١٣٢</sup> والثواب<sup>١٣٣</sup>  
 والحاکم في المستدرک<sup>١٣٤</sup> وابن مردويه<sup>١٣٥</sup> وأبو نعيم في الاسماء الحسنى<sup>١٣٦</sup> والبيهقي<sup>١٣٧</sup> وغيرهم من رجوع  
 أخرى باختلاف وتفاوت في سرد الاسماء وقد بسط الكلام عليه الشيخ إبراهيم الكردي<sup>١٣٨</sup>  
 في مسلسلة<sup>١٣٩</sup> ولا ينعيم في الحلية بسند ليس فيه متهم عن علي رفعه<sup>١٤٠</sup> أن الله تعالى تسعة وتسعين اسما مائة  
 غير واحدة<sup>١٤١</sup> أنه وتر يحب الوتر وما من عبد يدعو بها<sup>١٤٢</sup> إلا وجبت له الجنة<sup>١٤٣</sup> تابعه أبو هريرة<sup>١٤٤</sup> عند  
 الثوري<sup>١٤٥</sup> وأحمد<sup>١٤٦</sup> والعدني<sup>١٤٧</sup> والبخاري<sup>١٤٨</sup> ومسلم<sup>١٤٩</sup> وابن فاجحة<sup>١٥٠</sup> والترمذي<sup>١٥١</sup> والنسائي<sup>١٥٢</sup> وعثمان<sup>١٥٣</sup> الدارمي<sup>١٥٤</sup>  
 والحاکم في المستدرک<sup>١٥٥</sup> وابن أبي أسامة<sup>١٥٦</sup> وابن خزيمة<sup>١٥٧</sup> وأبي عوانة<sup>١٥٨</sup> وابن جرير<sup>١٥٩</sup> وابن أبي حاتم<sup>١٦٠</sup> وابن حبان<sup>١٦١</sup> والطبرانی<sup>١٦٢</sup>  
 وابن مندة<sup>١٦٣</sup> والدارقطني<sup>١٦٤</sup> في غرائب مالك<sup>١٦٥</sup> وابن مردويه<sup>١٦٦</sup> وأبي نعيم<sup>١٦٧</sup> والبيهقي<sup>١٦٨</sup> وابن عباس<sup>١٦٩</sup> وابن عمر<sup>١٧٠</sup>  
 عند ابن مردويه<sup>١٧١</sup> وأبي نعيم<sup>١٧٢</sup> وفيها من أحصاها دخل الجنة زاد أبو نعيم عن الابنين<sup>١٧٣</sup> وفي القرن<sup>١٧٤</sup>

ذوالجلال والاکرام المقسط الجامع النفی المکنی المانع النصار النافع النور المادی  
جلال اور عزت والا انصاف کرنا والا سب کو جمع کرنا والا بے پروا غنی کرنا والا رد کرنا والا نقصان پہنچانا والا لفعہ وغیرہ والا روشن اور روشن کرنا والا  
البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور

اسی چیزیں ہیں کہ ان کو ہمیشہ بخیر والا رضو والا بعد قائلین کو ہدای کی راہ بتاتا والا بدویار  
اسکو خالق صوفیہ محمد بن حسین ابو عبد الرحمن سہلی نے طبقات صوفیہ میں سلسلہ وار صوفیہ سے روایت کیا ہے۔  
اور یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے چنانچہ ترمذی و ابن المنذر و ابن جہان و طبرانی نے اپنی کتابوں میں اور ابن مندہ  
کتاب التوحید میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے اسماء و صفات میں اور دوسرے  
محدثین نے اپنی اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔

اور نیز اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے عقیبہ و آدم بن ابی ایاس و ہشام بن عمار و ابن ماجہ نے اپنے کتب میں اور  
عثمان داری نے کتاب النقص علی بشر البری میں اور ابن ابی عاصم نے اور جعفر فریابی نے کتاب الذکر میں اور ابن ابی الدینا  
طبرانی مؤذن نے کتاب الدعاء میں اور ابوالشیخ نے کتاب التفسیر و کتاب الثواب میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردودہ نے  
اور ابونعیم نے اسماء حسنہ میں۔ اور بیہقی وغیرہ نے دیگر سندوں سے روایت کیا ہے اور ابن رواتوں میں اسماء کچھ اختلاف  
ذکر کئے گئے ہیں۔ اور شیخ ابراہیم گردی نے کتاب سلسلات میں سب سے بہت بسوط بحث کی ہے۔

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بہت متسیر روایت کیا ہے علی کرم اللہ وجہہ کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ  
کے ننانوے نام ہیں۔ اللہ طاق یعنی اکیلا ہو اور طاق کو پسند کرتا ہے جو بندہ کہ اوں اسماء سے خدا کو پکارتا ہو اسکو اللہ بہت محبوب ہے  
اسکو ابو ہریرہؓ نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ ثوری و احمد و عدنی و بخاری و مسلم و ابن ماجہ و ترمذی و نسائی و عثمان داری و  
حارث بن ابی اسامہ و ابن خزیمہ و ابوعوانہ و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن جہان و طبرانی و ابن مندہ نے اپنی کتابوں میں  
اور دارقطنی نے غرائب مالک میں اور ابن مردودہ و ابونعیم و بیہقی نے اپنے کتب میں ذکر کیا ہے۔

اور نیز روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباسؓ ابن عمر رضی اللہ عنہم نے چنانچہ ابن مردودہ و ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔  
اس روایت میں یہ لفظ ہیں من احصا ہا دخل الجنة۔ یعنی جو اوں اسماء کو یاد کرے گا بہشت میں داخل ہوگا۔ ابونعیم کی  
روایت میں یہ لفظ بھی ہیں وہی فی القرآن۔ یعنی وہ اسماء قرآن میں ہیں۔



**ق**يل وهي زيادة مستغربة قلت في رواية لابن جريج عن أبي هريرة  
 رفعه أن لله تسعة وتسعين اسما كلها في القرآن من أحصاها دخل الجنة كذا في جمع  
 البحار مع للسيوطي وليس فيها سرد الاسماء وفي رواية لخبر أبي هريرة عند عثمان الدارسي  
 كلها في القرآن وسردها وآبى نعيم عن محمد بن جعفر قال سألت أبي جعفر بن محمد الصادق  
 عن الاسماء التسعة والتسعين التي من أحصاها دخل الجنة فقال هي في القرآن ففي لفظة  
 خمسة اسماء يا الله يا رب يا رحمن يا رحيم يا مالك وفي البقرة ثلاثة وثلاثون يا محيط يا قدير  
 يا علیم يا حكيم يا علي يا عظیم يا تواب يا بصير يا ولي يا واسع يا كافي يا رؤف يا بدیع  
 يا شاکر يا واحد يا سمیع يا قابض يا باسط يا حي يا قيوم يا غني يا حميد يا غفور يا حلیم  
 يا الله يا قريب يا محيب يا عزيز يا نصير يا قوي يا شديد يا سريع يا خير وفي آل عمران  
 يا وهاب يا قائم يا صادق يا باعث يا منعم يا متفضل وفي النساء يا قريب يا حسيب يا شهيد  
 يا مقیت يا وكيل يا علي يا كبير يا عفو وفي الانعام يا فاطر يا قاهر يا مجيب يا قادر يا لطيف  
 يا برهان وفي الاعراف يا محيي يا مميت وفي الانفال يا نعم المولى يا نعم النصير وفي هو  
 يا حفيظ يا مجيد يا ودود يا فعال لما يريد وفي الرعد يا كبير يا متعال وفي ابراهيم يا  
 منان يا وارث وفي البحر يا خلاق وفي مريم يا فرد وفي طه يا غفار وفي قدا فلح يا كريم  
 وفي النور يا حق يا مبين يا نور وفي الفرقان يا هادي وفي سبا يا فتاح وفي الزمر

بعضوں نے کہا ہو کہ یہ زیادت غریب ہو۔ لیکن اسکا قرآن میں ہونا دوسری روایتوں میں مذکور نہیں ہے۔  
 میں کہتا ہوں ابن جریر نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ جل شانہ کے  
 ستانوے نام ہیں وہ سب قرآن میں ہیں جو ان اسماء کو یاد کر لیا جنت میں داخل ہوگا۔ یہ روایت جمع الجوامع میں مذکور  
 مگر اس میں اسماء کا ذکر نہیں ہے۔

اور ایسا ہی ابو ہریرہ کی دوسری روایت میں بھی لکھا فی القرآن دار وہ ہے ابوبکر عثمان دارمی نے ذکر کیا ہے اور اس میں  
 اسماء بھی مذکور ہیں۔

اور ابو نعیم نے روایت کیا ہو کہ کہا سید محمد بن امام جعفر صادق نے کہ میں نے اپنے والد جعفر صادق سے پوچھا کہ وہ نود و نہ نام  
 کو سنئے ہیں کہ انکو یاد کر لینے والے شخص کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ قرآن میں ہیں  
 سورۃ فاتحہ میں پانچ ہیں یا اللہ یا رب یا رحمن یا رحیم یا مالک۔ اور سورۃ بقرہ میں تینتیس یا محیط  
 یا تدیر یا علیم یا حکیم یا علی یا عظیم یا ثواب یا بصیر یا ذلی یا داسع یا کافی۔  
 یا رؤف یا بلیغ یا شاکر یا واحد یا سمیع یا قابض یا باسط یا حی یا قیوم یا غنی یا غنی یا غفور یا حلیم یا آکھ یا قریب  
 یا مجیب یا عزیز یا نصیر یا قوی یا شہید یا سریع یا خیر۔ اور سورۃ آل عمران میں یا وہاب یا قاتم یا صادق  
 یا باعث یا نعم یا تفضل۔ اور سورۃ نساء میں یا رقیب یا حبیب یا شہید یا مقیت یا وکیل یا علی یا کبیر  
 یا عفو اور سورۃ انعام میں یا قاطر یا قاهر یا مجیب یا قادر یا لطیف یا برہان۔ اور سورۃ اعراف میں یا مجیب  
 یا مہیت اور سورۃ انفال میں یا نعم المولے یا نعم النصیر اور سورۃ ہود میں یا حفیظ یا مجید یا ودود یا فعال یا مایط  
 اور سورۃ رد میں یا کبیر یا متعال یا منان یا دارث یا خلاق یا فرد اور سورۃ طہ میں یا غفار اور قد افلح  
 میں یا کریم اور سورۃ نور میں یا حق یا مدین یا نور اور سورۃ فرقان میں یا ہادی اور سورۃ سبا میں یا فتاح



يا عالم وفي خاف يا غاف يا قابل التوب يا ذا الطول يا رفيع وفي الذاريات يا رزاق  
 يا ذا القوة يا متين وفي الطور يا بر وفي اقتربت يا مقتدر يا مليك وفي الرحمن يا ذا الجلال  
 والاکرام يا رب المشرقين يا رب المغربين يا باقي يا معين وفي الحديد يا اول يا آخر  
 يا ظاهر يا باطن وفي النحر يا مملك يا قدوس يا سلام يا مؤمن يا هيمن يا عزيز يا  
 جبار يا متكبر يا خالق يا باري يا مصور وفي البروج يا مبدي يا معيد وفي الفجر  
 يا وترو وفي الاخلاص يا احد يا صمد ومحمد بن جعفر قال صاحب الميزان عن ابيه  
 تكلم فيه حدث عنه ابراهيم بن المنذر ومحمد بن يحيى العدي وكان بطلا شجاعا  
 يصوم يوما ويفطر يوما قلت وهذا اجله متعاضدا للشواهد واراذا الصادق عليه  
 الله تعالى عنه ذكر الاسماء التسعة والتسعين من القرآن فذكرها منه بترتيبه  
 فزاد ما فيه سواها من اسماء الرحمن وان كان مكررا وقد وقع فيه نقصان من بعض  
 الرواة بالنسيان وزيادة اسم البرهان ليس في القرآن في حق الرحمن وبحسب ليس في  
 الانعام ووارث ليس في ابراهيم وليس في سورة الرحمن المعين ولا المهيمن على  
 اختلاف الشيخين وذكر ابو بكر النقاش في كتاب تفسير الاسماء والصفات عن  
 جعفر الصادق رضي الله عنه انه قال ان لله ثلاثمائة وستين اسما ولعثمان بن سعيد  
 الدارمي في التوحيد وابن ماجة وابن جرير معا في التفسير عن نافع القاري عن قاطمة

اور سورہ زمر میں یا عالم اور سورہ غافر میں یا خافر یا قابل التوب یا ذا الطول یا رفیع اور سورہ ذاریات  
میں یا رزاق یا ذا القوۃ یقین اور سورہ طور میں یا ہڑاد اقترت بین یا مقتدر المیکل اور سورہ رحمن میں  
یا ذا الجلال والاکرام یا رب المشرقیین یا رب المغربین یا ہادی یا صمد اور سورہ حدید میں یا اذل  
یا آخر یا ظاہر یا باطن اور سورہ حشر میں یا ملک یا قدوس یا سلام یا مؤمن یا ہمیم یا عزیز  
یا جبار یا متکبر یا خالق یا باری یا مصور اور سورہ نوح میں یا جمدی یا صمد اور سورہ فجر میں  
یا دتر اور سورہ اخلاص میں یا احد یا صمد۔

صاحب میزان نے لکھا ہے کہ محمد بن جعفر کی نسبت محدثین نے کلام کیا ہے۔ یہ روایت کرنے ہیں اس لیے باپ سے  
اور اس سے ابراہیم بن المنذر اور محمد بن یحییٰ عدنی نے روایت کی ہے اور وہ بہت دلیل و شجاع تھے۔ ایک دن روزہ  
رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے۔

یہ کتابوں اس روایت کی تائید اور روایات سے ہوتی ہے۔ اور امام صادق نے نو ذی نام کو جو قرآن میں  
مذکور ہیں بیان کرنے کا قصد کیا ہے اور ترتیب قرآنی کے موافق اسما ذکر کئے ہیں بلکہ ان کے سوا جو اور  
اسماء قرآن میں وارد ہیں ان کو بھی زیادہ کیا ہے اگرچہ مکرر ہو جائیں۔ ہاں بعض راویوں کے لسانی سے  
کچھ کمی بھی ہو گئی ہے اور لفظ بڑا ہاں بطور اسم آئی قرآن میں نہیں آیا ہے اور اسم عجیب سورہ انفاس میں نہیں  
اور اسم وارث سورہ ابراہیم میں نہیں ہے۔ اور سورہ رحمن میں نہ معین ہے اور نہ مہمیں ہے جو دوسرے  
نسخے میں بجائے معین کے مذکور ہے۔

ابو بکر نقاش نے کتاب تفسیر الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق نے کہ اللہ جل شانہ کے  
تین سو ساٹھ اسماء ہیں۔

اور عثمان بن سعید دارمی نے کتاب التوحید میں اور ابن ماجہ و ابن جریر نے اپنی تفسیر و نہیں روایت کیا ہے  
نافع قاری سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ صفوی سے



بنت علي بن أبي طالب أنها سمعت علياً يقول وفي لفظ قالت كان علي يقول يا  
 كهيعص اغفر لي ولا بن أبي الدنيا قال البيهقي عن محمد بن علي أن النبي صلى الله  
 عليه وآله وسلم علم علياً دعوة يدعوا بها عندما أهله فكان علي يعلمها ولده يا  
 كائن قبل كل شيء ويا مومن كل شيء ويا كائن بعد كل شيء افعلي بي كذا وكذا ورواه  
 ابن أبي الدنيا في كتابه لفرج بعد الشدة به مثله إلا أنه قال عند كل ما أهله ولم يذكر  
 الواو قبل يا مومن قال البيهقي هذا منقطع قال الشيخ إبراهيم الكردي في الأمر  
 وقول الباقر فكان علي يعلمها ولده يدل على اعتناؤه به الموجب لتصال سلسلة  
 التعليم والتعلم إليه فهو متصل في الواقع غالباً وإن كان منقطعاً بصورة

### علم الله تعالى ما يكون قبل أن يكون

كلياً كان أو جزئياً حيث قدره تقدير أو دبره تدبيراً والقرآن معلوله من البيان  
 كقوله تعالى أنا كل شيء خلقناه بقدر وقوله والله بكل شيء عليم وقوله وكل شيء  
 عنده بمقدار وقوله ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين وقوله قد أحاط  
 بكل شيء علماً وأقوال كثيرة جداً وقد أخبر تعالى في القرآن بأشياء كثيرة جداً قبل  
 وقوعها على أرقام أناف الشيطانية اتباع شيطان الطاق والحكمة ومن تبعهم  
 من المتشعبة أخرجه أبو عمر ابن عبد البر في كتاب العلم عن الزال بن سبرة قال

کہ علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ "یا کاشعق غفرلی" کہا کرتے تھے۔

اور روایت کیا ہو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے امام محمد باقر سے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی تھی تاکہ مشکل کے وقت پڑھا کریں۔ پھر حضرت علی یہ دعا اپنی اولاد کو سکھاتے تھے "یا کاشعق کل شیء دیا کون کل شیء دیا کاشعق کل شیء افضل لی کذا وکذا"۔

اور نیز ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بلشدہ میں اس حدیث کو اسی سند سے روایت کیا ہو۔ مگر اسکے الفاظ میں کچھ فرق ہوا اصل دعائیں یا کون کے قبل داؤد کو نہیں ہے۔ اس روایت کو بیہقی نے منقطع کہا ہے۔ شیخ ابراہیم گردوسی نے کتاب الاثم میں کہا ہو کہ امام باقر کا یہ کلام کہ "حضرت علی یہ دعا اپنی اولاد کو سکھاتے تھے" دلالت کرتا ہو اس بات پر کہ آپ کو اسکا بہت اہتمام رہا ہو جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اسکی تعلیم و تعلیم کا سلسلہ امام باقر تک برابر پہنچا ہو تو یہ حدیث در واقع غالباً متصل ہوگی گو کہ صورتہ منقطع ہے۔

(بیان اسکا کہ علم خداوند تعالیٰ کا آئندہ ہونیوالی چیز کے ساتھ حق ہو خواہ وہ جزوی یا کلی کیونکہ اوستے ہی اسکی تقدیر کی ہو اور اوستے ہی اسکی تدبیر کی ہے۔)

قرآن مجید اسکے بیان سے برابر ہوا ہو۔ جیسا کہ انا کل شیء خلقناہ بقدرہ۔ واللہ کل شیء علیم۔ کل شیء عندہ بمقدار۔ ولا رطب الا بئر لانی کتاب بین۔ قداما کل شیء علما۔ سبط کے او متعدد فرمان ہیں۔ اور نیز اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں بہت سے واقعات کی خبر وقوع سے پہلے دی ہو جس سے فریہ شیطانیہ تابعین شیطان طاق اور حکماء اور اسکے متبعین بعض متشیعہ کی ناک خاک آلود ہو جاتی ہو۔

روایت کیا ہو ابو عمر ابن عبدالبر نے کتاب العلم میں نزال بن سبر سے۔

۵۱ اسے موجود پہلے ہر چیز کے اور اوستی دینے والے ہر چیز کے اور اوستی وجود بعد ہر چیز کے میری فلان حاجت روا کر۔

۵۲ ہفتے تمام چیزوں کو ایک اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہو ۱۲ ۵۳ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہو ۱۲۔

۵۴ اور اسکے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے ۱۲ ۵۵ اور دنیا کی ہر خشک چیز میں سب سے پہلے تو کتابا صبح (روح محفوظ) میں دیکھی گئی ہو

۵۶ اللہ کا علم ہر چیز پر جاوی ہے ۱۲۔



قيل لعلي يا ابا المؤمنين ان ههنا قوما يقولون ان الله لا يعلم ما يكون حتى يكون فقال شككتهم  
 امها تهم من اين قالوا هذا قيل يتأولون القرآن في قوله تعالى (ولنبأونك حتى نعلم الجاهدين  
 منكرو الصابرين ونبأواخباركم) فقال علي من لم يعلم هلك ثم صعد المنبر فحمد الله واشتفى عليه وقال  
 ايها الناس تعلموا العلم واعملوا به وعلّموه ومن اشكل عليه شيء من كتاب الله فليساألني بلغني ان  
 قوما يقولون ان الله لا يعلم ما يكون حتى يكون لقوله تعالى ولنبأونك حتى نعلم الجاهدين منكرو  
 انما قوله حتى نعلم يقول حتى نرى من كتبت عليه الجهاد والصابر ان جاهد وصابر على ما نابه واتاه ما  
 قضيت عليه قال السيوطي او من قال عقبه قول هذا السيد رضي الله تعالى عنه وكرم وجهه حتى  
 نعلم يقول حتى نرى هو معنى قول المفسرين في قوله تعالى نعلم اي علم ظهور (قلت) وانما اخذوا  
 ذلك عنه قال وجميع ما في القرآن من اخبار الاخرة والجنة والنار بل والدنيا ما لم يأت حين  
 النزول اخبار عما سيكون قبل ان يكون (قلت) وانما يكون ما يكون بخلقه تعالى لا غير كما  
 قال والله خلقكم وما تعملون وقال الله خالق كل شيء فلا محل لصير وقد بين بعض كبار العارفين  
 وهو الشيخ محي الدين المرادي بهذا الارشاد فقال في اسرار الشريعة بعد بسط الايري نزول الحق  
 للتعليم والتعريف لنا وهو العلي بكل شيء مما كان ويكون ومع هذا انبأ عن حقيقة لا ترد  
 تعليم الانبياء هو الامر عليه وان الحكم والاحوال فانزل نفسه منزلة المستفيد وجعل  
 المفيد له من خاطبه فقال ولنبأونك حتى نعلم الجاهدين منكرو الصابرين مع انه هو العالم

کہ پوچھا گیا حضرت علیؑ سے یا امیر المؤمنین بیان ایک گروہ کتابہ کہ خداوند تعالیٰ کسی چیز کو قبل موجود ہونے اور سکے نہیں جانتا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رو دین دنیا و دنیا کی مائیں اور نہون نے کس بنا پر یہ کہا ہو عرض کیا گیا کہ وہ دلیل لیتے ہیں اس آیت سے (ولبنوکم حتیٰ تعلم الجاہلین منکم) والصابرین بنوا انصارکم) تو اپنے فرمایا کہ جس نے نہ جانا وہ ہلاک ہوا پر آپ منبر پر چڑھے اور خداوند عالم کی حمد و ثنا کی پر کیا کہ اس کو گو علم سیکھو اور اس پر عمل کرو اور دوسروں کو سکھاؤ اور جس کو قرآن میں کوئی مشکل پیش آو مجھے دریافت کرے مجھ تک یہ بات پہنچی ہو کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کسی چیز کو قبل اور سکے ہو نیکی نہیں جانتا۔ بدلیل آیت (ولبنوکم حتیٰ تعلم الجاہلین منکم) اور درحقیقت یہاں تہیٰ تعلیم تہیٰ خبر کے معنوں میں ہے یعنی اور اللہ ہم تم کو آزمائے گی یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اور سکو جس پر چہنہ ہما و صبر فرض کیا تاکہ اس نے جہاد کیا اور صبر کیا اس تکلیف پر جو ہمارے حکم سے اس کو لاحق ہوئی۔

کہا۔ امام سیوطیؒ نے یا اور کسی نے کہ جناب لایتما بٹ نے جو فرمایا ہے کہیٰ تعلیم یعنی حتیٰ زریٰ مفسرین کے قول کا حاصل یہی ہے جو کہتے ہیں کہ تعلیم سے علم ظہور مراد ہے۔

میں کتابوں کے مفسرین نے اس تفسیر کو آپ ہی سے لیا ہے۔

کہا اور نہون کے قرآن مجید میں آخرت اور بہشت و دوزخ کے حالات بلکہ دن اور دنیا کی کیفیتیں جو وقت نزول تک واقع نہیں ہوئے تھے وہ سب خبر وہی ہو قبل وقوع۔

میں کتابوں کے جو کچھ کہ ہوتا ہو خداوند عالم ہی کے پیدا کرنے سے ہوتا ہو نہ کسی اور کے چنانچہ فرمایا ہو واللہ خلقکم واما تملون اور فرمایا اللہ خالق کل شئی۔ تو اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اور شیخ العارفین محی الدین ابن العربیؒ نے فتوحات مکیہ کے باب اسرار الشریعہ میں ایک مبسوط بحث کے بعد اس آیت کے مضمون کی توضیح میں فرمایا ہے کیا نہیں دیکھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ با آنکہ ہر شے کا عالم ہو گزشتہ ہوا آئندہ۔ محض اس امر کی تعلیم کے لئے کہ حکم کا مدار حالات پر چاہیے فائز پاک کو بمنزلہ مستفید اور مخاطب بند و نگو بمنزلہ مفید قرار دیکر فرماتا ہے کہ ولبنوکم حتیٰ تعلم الجاہلین منکم والصابرین۔ حالانکہ درحقیقت وہ مطلع ہو

۱۵ اور (مسلمانوں) تم کو ہم ضرور آزا کر دیں گے تاکہ تم میں جو جہاد کرنوا اسے اور (تخلیفوں) برداشت کرنوا اسے میں اور کو ہم راجی طبع ہو گا کہ معلوم کر لیں اور تاکہ تمہارے اصلی حالات کو جانچ لیں۔ ۱۶ اور اللہ ہی نے پیدا کیا ہے تم کو اور تمہارے کاموں کو ۱۲۔

۱۷ اللہ ہی پیدا کر نیوالا ہے ہر چیز کا ۱۲



بما يكون منهم ولكن الحال تمنع من اقامة الحجّة له سبحانه علينا وقال فله الحجّة البالغة  
 فلم يبق الا ابتلاء احد حجة على الله فحسب ذلك الابتلاء احتمال قولهم لو حكم بعلمه فيهم  
 ان يقولوا بولوتنا وسجدتنا واقفين عند حدودك وهذا يسمى علم الخبر وهو الاسم الخبر  
 في قوله تعالى عليهما خيرا هذا واخرجه الخطيب في الكفاية بسند معتدل عن ابراهيم الحارثي  
 سمعت علي بن الجعد يقول سمعت ابا يوسف يقول اجيز شهادة اهل الاهواء اهل الصدق  
 منهم الا الخطابية والقدرية الذين يقولون ان الله لا يعلم الشيء حتى يكون وقد كفر الغزالي  
 في المنقذ من الضلال ابا نصر الفارابي وابن سينا بنفى علم الحق تعالى بالجزئيات والشيء ابراهيم  
 الكندي التوصل الى ان علما الله تعالى بالاشياء ان لا على التفصيل والمسلك القويم في مطابقة  
 تتعلق بالخبرة بالحدوث بتعلق العلم القديم (الصفات المتشابهات) قال الله المتعال  
 هو الذي انزل عليك الكتاب منه آيات محكمات هن امم الكتاب واخر متشابهات فاما الذين  
 في قلوبهم غش في تتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأويله وما يعلم تأويله  
 الا الله والراستخون في العلم يقولون امنا به كل من عند ربنا الآية اخرج ابن جرير وابن  
 المنذر وابن الاثير في الوقف بسند جيد من طريق مجاهد عن ابن عباس في قوله تعالى  
 وما يعلم تأويله الا الله والراستخون في العلم قال انا ممن يعلم تأويله وقد استفاض  
 عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دعاله اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل في لفظ

اون امور سے جو بندہ دن سے صادر ہوتے ہیں لیکن خداوند تعالیٰ کی محبت بندہ دن پر قائم ہونے سے صورت حال مانع ہوتی تھی اور فرماتا ہے کہ قلنہ الحجۃ الباقۃ یعنی اللہ ہی کے لئے جو محبت تمامہ۔ پس آزمائش ظاہری نے بندہ کی محبت کو اللہ پر باقی نہ رکھا۔ اور اس آزمائش سے وہ احتمال منقطع ہو گیا کہ اگر خداوند تعالیٰ صرف اپنے علم کی بنا پر احکام جاری فرماتا تو بندے کہتے کہ اگر تو ہمیں آزماتا تو ہم کو حد و پیر پھر نوا لے پاتا (یعنی ہم ہر گز حد سے تجاوز کرتے) اور اس کو علم الخیر کہتے ہیں اور یہی معنی ہیں اسم خیر کے جو علیاً خیراً میں واقع ہو۔

اور خطیب نے الکفایہ میں بہ سند معتبر روایت کیا ہے فرمایا امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہ مذاہب باطلہ والوہین سے سچ کہنے والوں کی گواہی کو مقبول رکھنا ہون مگر فرقہ خطابیہ اور قدریہ جنکا یہ زعم ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی چیز کو نہیں جانتا۔ جب تک کہ وہ چیز ظہور میں آوے۔

اور امام غزالی رحمہ اللہ نے کتاب المعقذ من الضلال میں ابو نصر فارابی اور ابن سینا کو کافر کہا ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے خداوند تعالیٰ عالم جزئیات ہونے سے انکار کیا ہے۔

اور شیخ ابراہیم کردی رحمہ اللہ نے اس بیان میں کہ خداوند تعالیٰ کو جملہ امور جزئیات کا تفصیلی علم ہو دو کتابیں تصنیف کی ہیں جنکے نام یہ ہیں التوصل الی ان علم اللہ تعالیٰ بالاشیاء ازلا علی التفصیل یا در المسالك القویم فی مطابقتہ تعلق الخیر بالحق و تعلق العلم الفیہ

### صفات تشابہات

فرمایا خداوند تعالیٰ نے (ایم پیغیر) وہی (ذات پاک) جو جسے تمپر دیہ) کتاب و تباری جسمیں ہو بعض آئینہ کی (یعنی صاف و صریح) ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں بعض دوسری مہم (کہ انکے معنوں میں کئی پہلو شکل سکتی ہیں) تو جنکو گونکے دونہیں کچی ہو وہ قرآن کی نہیں مہم تھیں یہ پچھڑی رہتے ہیں تاکہ نہ پیدا کریں اور تاکہ انکو اصلی مطلب کی ٹوہ نگا دین حالانکہ نہیں جانتا انکے اصلی مطلب کو مگر اللہ اور وہ لوگ جو علم میں بڑی پایگا کہتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اس پر ایمان ہو (یہ) سب دیکھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور روایت کیا ہے ابن جریر وابن المنذر نے اپنی تفسیر میں اور ابن الانباری نے کتاب الوقف میں بہ سند جدید مجاہد سے کہ ابن عباس نے آیت (وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون العلم) کی تفسیر میں کہا کہ میں اون لوگوں میں سے ہوں جو تشابہات کی تاویل جانتے ہیں۔ اور ابن عباس ہی سے یہ شہرت مروی ہے کہ آپ کی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ بڑی سمجھ والا کر اسکو دین میں اور سگلا اسکو تاویل سے



اللَّهُمَّ عَلِمَهُ الْحَكْمَةُ وَتَأْوِيلُ الْكِتَابِ وَلَعَبْدُ بْنُ جَمِيدٍ فِي التَّفْسِيرِ وَابْنُ الْأَثَرِ فِي كِتَابِ  
 الْأَضْدَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ الرِّبِّيعِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ) قَالَ لَا يَعْلَمُونَ  
 تَأْوِيلَهُ وَيَقُولُونَ أَمْتًا بِهِ وَقَالَ نَجْمُ الدِّينِ عَمْرُو النَّسَفِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الرَّاسِخِينَ  
 فِي الْعِلْمِ يَعْلَمُونَ الْمِثْلَ بِهِ قَالُوا وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لِلرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ حِفْظٌ فِي عِلْمِ الْمِثْلَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا  
 أَمْتًا بِهِ كُلُّ مَنْ عِنْدَ رَبِّنَا لَمْ يَكُنْ لَهُ حِفْظٌ عَلَى الْجَهَالِ لَا نَهْدُ جَمِيعًا يَقُولُونَ ذَلِكَ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى  
 لَرُؤُوسُ بَيْنَ خَلْقِهِ فِي الْعِلْمِ بِالْمِثْلَ بِهِ وَقَالَ النُّوَيْ أَيْ أَنَّهُ الْأَصَحُّ لِأَنَّهُ يَبْعَدُ أَنْ يَخَاطَبَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
 عِبَادَهُ بِمَا لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ إِلَى مَعْرِفَتِهِ وَقَالَ ابْنُ الْحَاجِبِ أَنَّهُ الظَّاهِرُ وَاخْتَارَهُ الْقَسْبِيُّ  
 وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ فِي مَخْتَصَرِ الْبُورْهَانِ لَا يَجِلُّ تَفْسِيرُ الْمِثْلَ بِهِ إِلَّا بِسُنَّةٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمُخْبَرٍ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ أَوْ إجماع العلماء قَالُوا أَنْ عَلِمْتَ تَأْوِيلَ الْمِثْلَ بِهِ  
 مِمَّا إِلَيْهِ سَبِيلٌ لِمَا قَالَ ذَلِكَ هَذَا وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَمَا عَزَى لَهُ الْخَطَّابِيُّ وَابْنُ الْأَثَرِ عَلَى الْقُرْآنِ  
 فِي عِلْمِ عَلِيٍّ كَالْقِرَارَةِ فِي الْمَشْجَرِ أَيْ الْغَدِيرِ الصَّغِيرِ فِي وَسْطِ الْبَحْرِ وَلَا بِي نَعْلِمُ فِي حَلِيَّةِ الْأَوْلِيَاءِ  
 عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ مَا مِنْهَا حَرْفٌ إِلَّا وَلَهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَ  
 أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عِنْدَهُ مِنْهُ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَقَدْ صَحَّ حَدِيثُ عَلِيٍّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ  
 مَعَهُ عَنِّي وَحَدَّثْتُ أَنَا مَدِينَةَ الْعِلْمِ وَوَعْدْتُ بِأَيِّهَا إِذَا عَلِمْتُ هَذَا فَأَعْلِمُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْكَلَوَانِي  
 فِي النَّسَائِيِّ فَحَمْدُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ فِي كِتَابِ الْعَرْشِ وَالْقَاضِي أَبُو إِسْحَاقٍ الْفَسَالِيُّ الْأَصْبَهَانِيُّ

ایک روایت میں یون ہو کہ یا اللہ سکھا اسکو حکمت اور تاویل قرآنی۔

اور روایت کیا ہو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور ابن الانباری نے کتاب اللہ ضد ادین مجاہد سے اور ابن جریر نے ربیع سے کہ اون دونوں نے (والراسخون فی العلم) کہے بیان میں کہا کہ راسخین فی العلم اسکی تاویل جانتے ہیں اُنشابہ کہتے ہیں۔ اور شیخ نجم الدین عمر نسفی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہو کہ اکثر علماء اہل بیت پر متفق ہیں کہ راسخین فی العلم تشابہ کی تاویل جانتے ہیں اور اونکی دلیل یہ ہو کہ اگر انکو بھی تشابہات کے جاننے سے کچھ بہرہ نہ ہو سواسے اسکے کہ آنا بکل من عند ربنا کھیں تو اونہیں جہال پر کوئی تفصیلات نہ ہوگی کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تشابہ کے جاننے میں تمام مخلوق کو یکساں نہیں رکھا ہو۔

امام نوہی نے کہا ہو کہ یہ بہت درست ہو کیونکہ یہ بعید ہو کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسا خطاب کرے جسکے سمجھنے کی کسی فرد بشر کو قدرت نہ ہو اور کہا ابن حاجب نے کہ یہی ظاہر ہو اور قتیبی نے اسکو انبیا کر کیا ہے۔ اور امام شافعی بھی اسکی قائل ہیں چنانچہ مختصر البوطی میں کہا ہے کہ تشابہات کی تفسیر بجز حدیث بنوی یا اثر صحابی یا اجماع علماء کے جائز نہیں۔ اگر اونکے نزدیک تاویل تشابہات کی کوئی سبیل نہ ہوتی تو وہ ایسا نہ کہتے۔ اور یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا علم جو مجھے حاصل ہو وہ مقابلہ علیؓ کے علم کے ایسی نسبت رکھتا ہو جیسے ایک چوٹا حوض بڑی دریا کے مقابلہ میں اسکو خطاباں اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہے۔

اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا ہو کہ کہا ابن مسعودؓ نے ”قرآن مجید سات حرفوں پر نازل ہوا ہے اور ہر ایک حرف کا ایک ظاہر ہو اور ایک باطن۔ اور علی بن ابیطالبؓ کے پاس اسکا ظاہر و باطن دونوں ہیں۔ اور یہ حدیث بہ سند صحیح مروی ہو کہ علیؓ مع القرآن والقرآن مع علی۔ یعنی علیؓ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؓ کو ساتھ۔ و نیز یہ حدیث کہ انا مدینۃ العلم و علیؓ بابہا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اسکا دروازہ۔

جب یہ معلوم ہو گیا تو جانتا چاہئے کہ روایت کیا ہے حسن بن علی حلوانی نے کتاب السنن میں اور اونکی جہت سے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے کتاب العرش میں اور قاضی ابوالاحمد غسانل صفہانی نے کتاب المعرفہ میں۔



في المعرفة تأليفه في الصفات وأبي الشيخ وابن مردويه عن عمار بن عبد الملك قال خطبنا على  
 قال حدثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ربه عز وجل قال وعزتي وجلالي  
 وارتفأ عي فوق عرشي ما من أهل قرية ولا أهل بيت ولا رجل بيادية كانوا على ما كرهت  
 من معصيتي فتحولوا عنها إلى ما أحببت من طاعةي الا تحولت لهم عما يكرهون من عزالي  
 إلى ما يحبون من رحمتي وما من أهل بيت ولا قرية ولا رجل بيادية كانوا على ما أحببت  
 من طاعةي ثم تحولوا عنها إلى ما كرهت من معصيتي الا تحولت لهم عما يحبون من رحمتي  
 إلى ما يكرهون من غضبي وعن محمد بن زنبور أبي صالح المكي أنا الحارث بن عمار أنا جعفر بن محمد  
 عن أبيه عن جده عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إن فاتحة  
 الكتاب وأية الكرسي وأيتين من آل عمران (شهد الله أنه لا إله الا هو والملك) إلى قوله  
 (إن الدين عند الله الإسلام) وقوله (قل اللهم مالك الملك) إلى قوله (بغير حساب) مشتملاً  
 معاني بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب **الحديث** أخرجه جماعة من المحدثين وبسطنا  
 الكلام عليه في أحياء الميت بفقهاء أهل البيت وله شاهد عند الدليلى في مسند الفردوس  
 عن أبي أيوب الأنصاري وفيه تعلقن بالعرش وقلن اتنزلنا على قوم يعملون بمعاصيك  
 فقال وعزتي وجلالي وارتفأ مكاني **الحديث** للطبراني في الأوسط وأبي الشيخ  
 فالدليلى والبيهقي في شعب الإيمان واليهودي في ذم الكلام وعبيد الله بن محمد بن

اور ابوالشیخ و ابن مردودہ نے اپنی تفسیر و تہذیب عمیر بن عبد الملک سے کہا کہ خطبہ پڑھا ہمارے بیان علیؑ نے کہا کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم میری عزت و جلال اور عرش پر میری جلوہ فرمائی کی کہ نہیں ہیں کسی قریہ کے رہنے والے یا کسی گھر والے یا کسی جنگل کا رہنے والا شخص کہ ہوں وہ لوگ ایسی حالتیں جو مجھ کو ناپسند ہیں یعنی میری نافرمانی پہ پہلٹ جاویں اس سے ایسی حالت کی طرف جو مجھے پسند ہے یعنی فرمانبرداری مگر میں بھی پہر جاؤنگا انکے لئے اس حالت سے جو انہیں ناپسند ہے یعنی میرے عذاب سے ایسی حالت کی طرف جو انہیں محبوب ہے یعنی میری رحمت۔ اور نہیں ہیں کسی قریہ کے رہنے والے یا کسی گھر کے لوگ اور کسی جنگل کا رہنے والا شخص کہ ہوں وہ لوگ اس حالت پر جو مجھے پسند ہے یعنی میری طاعت پہلٹ جاویں ایسی حالت کی طرف جو مجھے ناپسند ہے یعنی میری نافرمانی مگر میں بھی پہر جاؤنگا انکے لئے اس حالت سے جو انکو مرغوب تھی یعنی میری رحمت۔ ایسی حالت کی کی طرف جو انہیں ناگوار نہ ہوگی یعنی میرا غضب۔

اور محمد بن زہر ابو صالح کی سے روایت ہے کہ کلبیان کیلئے عمارت بن عمر نے کہا کہ خبر دی ہو کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سورہ فتح اور آتہ الکبریٰ اور آل عمر اکبری یہ دونوں آیتیں شہدائے ثلاثہ لا الہ الاہو و الملکۃ تا آخر ان الدین عند اللہ الاسلام اور قل انکم مالک الملک۔ بغیر حساب تک مقبول الشفاعۃ ہیں عرش سے معلق ہیں انکے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ الی آخر احادیث۔

اس حدیث کلمہ شین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور مہنہ اپنی کتاب ایماہ المیست بفقہ اہل البیت میں اسکی بڑی بحث لکھی ہے۔

اور ویلی نے مسند الفہرودس میں اس حدیث کو ابوالیث انصاری سے روایت کیا ہے اور اوہمیں یوں ہے کہ ان آیتوں نے عرض کی کہ کیا تو اُتارتا ہے ہم کو ایسی قوم پر جو تیری نافرمانیاں کرینگے تو ارشاد ہوا کہ قسم میری عزت و جلال و بلندگائی کی۔ الحمد للہ۔

اور روایت کیا کلابانی نے معجم اوسط میں اور ابوالشیخ نے اور انکی جہت سے ویلی نے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ہروی نے کتاب ذمہ الکلام میں اور عبید اللہ بن محمد بن جعفر عیثی نے اپنی کتاب الحدیث میں۔



حفص العيشي في حديثه وعبد القادر الرهاوي في اربعينه عن الحارث عن علي قال كل  
 دعاء محبوب عن السماء حتى يصل على محمد وعلى آل محمد قال ابن الجوزي في آخر النشر واسناد  
 جيد وفي تلخيص مسند الفردوس لابن حجر حديث الدعاء محبوب عن الله عز وجل حتى  
 يصل على محمد وأهل بيته أبو الشيخ عن علي بن رافع وسند ضعيف وهو عند الترمذي  
 ولعله الحكيم فلا يرجم قال ميرك ورواه الحسن بن عرفة عن علي بن مرفوع وسند ضعيف  
 الصحيح وقفه لكن قال المحققون من علماء الحديث ان مثل هذا لا يقال من قبل الراي  
 فهو مرفوع حكما انتهى وعن الحارث عن علي بن رافع ما من دعاء الا بين وبين السماء حجاب حتى يصل  
 على محمد وعلى آل محمد فاذا فعل ذلك انخرق ذلك الحجاب ودخل الدعاء (الحديث)  
 رواه البيهقي وابو القاسم التيمي والديلمي وابن ابى شريح فابو السمين ابن عساكر  
 وابن بشكوال وغيرهم ورواه الطبراني والبيهقي عن الحارث وعاصم بن ضمرة كلاهما  
 عن علي بن موقوف واشار اليه ابو اليمن ولا بن ابى شيبه عن حذيفة بن أسيد قال  
 رأيت علي بن ابى طالب اذا زالت الشمس صلى ربعا طولا فسأله فقال رأيت رسول  
 الله صلى الله عليه وآله وسلم يصل عليها فسأله فقال ان ابواب السماء تفتح اذا زالت  
 الشمس فلا تنزع حتى يصل الظهر فاحب ان يرفع الى الله عمل ولله ارقطني في حديث  
 ابن منزوك والخطيب في الجامع لأدب القاري والسميع وابى غنا ثم التزم في نس

اور عبدالقادر راہی نے اپنی الرعبین میں - حارث سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہر دعا روک دیتی ہو آسمان پر جا سحر یہاں تک کہ درود بھیجا جا آنحضرت پر اور آپ کی آل پر۔ ابن الجزیری نے کتاب النشر کے آخر میں اس کے اسناد کو جید کہا ہے۔  
 اور ابن حجر کی تلخیص مسند الفرووس میں مرقوم ہے کہ (الدعا محبوب عن النضر بن عبد الرحمن بن علی بن محمد و اہل بیتہ) کی حدیث کو ابو الشیخ نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے۔ یعنی مرفوعاً۔ اسکی سند ضعیف ہے اور اسکو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے شاید یہ حکیم ترمذی ہوں۔ اسکو دیکھ لیا جاوے۔

میر نے کہا ہے کہ اسکو حسن بن عرفہ نے روایت کیا ہے حضرت علیؑ سے مرفوعاً۔ اور سند اسکی ضعیف ہے اور صحیح یہ کہ علیؑ کا قول ہے لیکر محققین علماء حدیث کہتے ہیں کہ ایسی بات اپنی راہ سے کوئی نہیں کہہ سکتا تو لا بد اپنے آنحضرت ہی سے سنا ہو گا۔ انتہی۔  
 اور روایت کیا ہے حارث نے علیؑ سے مرفوعاً کہ ہر دعا اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے جب تک کہ آنحضرت اور آپ کی آل پر درود نہ پڑ جائے۔ حیرت رود پڑ جائے تو وہ حجاب دور ہو جاتا ہے اور دعا آسمان میں داخل ہوتی ہے۔ محدث۔ روایت کیا ہے اسکو بیہقی۔ و ابوالقاسم تمیمی۔ و دیلمی نے۔ اور ابن ابی شریح نے پیرانکی جہت سے ابوالیمین ابن عساکر نے اور ابن بشکوال وغیرہم نے و نیز روایت کیا ہے اسکو طبرانی و بیہقی نے حارث و عاصم بن ضمرہ سے وہ ہر دعا حضرت علیؑ سے مرفوعاً۔ اور ابوالیمین نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے حذیفہ بن اسید سے کہا اُنہوں نے کہ دیکھا ہے علیؑ کو کہ جب کتاب پڑھتا ہے اچانک کتین طویل پڑتے۔ سوچنے اسکی اصل پوچھی کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نماز پڑھتے دیکھا اور اسکی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ آسمان تو دروازہ زوال آفتاب کے ساتھ کھل جاتے ہیں رکھنے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ ظہر پڑ ہی جاوے تو مجھے خوش آتا ہے کہ ایسے وقت میں میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف بلند کیا جاوے۔

اور روایت کیا ہے دارقطنی نے اپنے رسالہ حدیث ابن منذر میں۔ اور خطیب نے کتاب الجامع لأدب القاری والسامع میں۔ اور ابو غنیم ترمسی نے کتاب النساخاقل میں۔

۱۵ دعا روک دیتی ہے خدا کے پاس مقبول ہونے سے یہاں تک کہ درود بھیجا جائے حضرت آ اور آپ کے اہل بیت پر ۱۲

۱۶ یعنی دراصل آنحضرت کا فرمان ہے ۱۲

۱۷ یعنی علی رضی اللہ عنہ کا ہی قول ہے ۱۲



وابن عساكر عن علي قال يا حملة القرآن اعملوا به الى ان قال وسيكون اقام  
 يحملون العلم لا يجاوز تراقيهم تخالف سيرتهم علائقهم الى قوله اولئك لا يصعد  
 اعمالهم في محاسن تلك الى الله ولا يحق وابن ابي عاصم وابن جرير والطحاوي في  
 الامالي بسند صحيح عن علي في خبر ختم وقد تركت فيكم فان اخذتم به لن تضلوا بعد  
 كتاب الله سببه بيده وسببه بايديكم (الحديث) ورواه ابن سعد واحمد والطبراني  
 في معجمه الكبير عن ابي سعيد الخدري وابن ابي شيبة واحمد عن زيد بن ثابت كتاب  
 الله عز وجل جل فمد فابين السماء والارض وفي لفظ للطبراني في الكبير عن زيد  
 كتاب الله عز وجل سبب طرفه بيد الله وطرفه بايديكم ولا يناسق فيعقوب بن ابراهيم  
 الدورقي فالداري واحمد وابي يعلى في مسانيدهم وابن جرير في تهذيب الآثار والخطيب  
 في تاريخه عن عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه عن علي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 انه قال لو لا ان اسئلك على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلاة ولا خرت العشاء الاخرة  
 الى ثلث الليل فانه اقامضي ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء الدنيا فلو نزل  
 هناك حتى يطالع الفجر فيقول قائل الاسائل يعطى الاراء يجاب الاسئلة يستشف فيشف  
 الاذن يستغفر فيغفر له وليس عند ابي يعلى جملة الاسائل يعطى تابعه ابو هريرة  
 عن ابن اسحق فيعقوب الدورقي فالداري وعبد الرزاق واحمد وابن نصر وابي يعلى

اور ابن عساکر نے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احوال قرآن قرآن پر عمل کرو گے یا نہ کرو گے ظاہر ہو گے ایسی لوگ جو علم رکھتے ہو گے لیکن وہ علم ان کے چہرہ گردن سے آگے بڑھا ہوا نہ ہوگا۔ اور بخاطرین بر خلاف ظاہر ہوگا۔ آخر میں فرمایا کہ ان کے اعمال جو ان کی مجلسوں میں صادر ہوتے ہوں اللہ کی طرف بلند ہونگے۔

اور روایت کیا ہو اسحق و ابن ابی عاصم اور پھر میر نے اپنی کتب میں اور محلی کتاب الامالی میں۔ بسند صحیح علی سے کہ خیر خرم کی حدیث میں آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ البتہ اخراحدیث۔

اسی حدیث کو ابن سعد و احمد نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔ اور ابن ابی شیبہ و احمد نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے۔ روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ عزوجل کی کتاب ایک رسی ہے جو آسمان زمین و آبی ہوئی ہے اور طبرانی کی دوسری روایت معجم کبیر میں زید بن ثابت سے یوں ہے کہ اللہ عزوجل کی کتاب ایک رسی ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

اور روایت کیا ہے ابن اسحق نے پیراؤنکی جہت سے یعقوب بن ابراہیم دورقی نے پیردارمی نے اور احمد و ابولیلی نے اپنی مسندوں میں۔ اور ابن جریر نے تہذیب الاما میں۔ اور خطیب نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن ابی رافع سے وہ اپنے باپ سے وہ علی سے کہ فرمایا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنا مجھ کو اور نہ تو میں اور نہیں ہر نماز کے وقت مسواک اور ثلث شب تک نماز عشا کی تاخیر کے لئے حکم کرتا۔ کیونکہ جب رات کا ایک ثلث گزر جاتا ہے تو باری تعالیٰ آسمان و دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور طلوع فجر تک جلوہ گر رہتا ہے پھر سناوی بچا رہتا ہے کہ کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ (اوسکا مطلب) اوسکو دیا جاوے کیا ہو کوئی دعا کرنے والا کہ (اوسکی دعا) قبول کیا جاوے کیا ہو کوئی بیمار جو شفا چاہتا ہو کہ (اوسکو شفا) دیا جاوے کیا ہو کوئی گنہگار جو بخشش چاہتا ہو کہ (اوسکی مغفرت) کیا جاوے اور ابولیلی کی روایت میں جملہ الاسائل بعلی مذکور نہیں ہے۔

اسی حدیث کو ابو ہریرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ ابن اسحق نے اؤنکی جہت سے یعقوب دورقی و دارمی نے اور عبد الرزاق و احمد و ابن نصر و ابولیلی۔



وابن جرير وسلم عنه ذكر النزول فقط والصابوني في الانتصار عن عبد الله بن ارفع  
 عن علي رفعاً ينزل ربنا تبارك وتعالى في كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل  
 الآخر فيقول من يدعوني فاستجب له ومن يسألني فاعطيه ومن يستغفرني فاعف عنه  
 تابعه ابو هريرة ايضاً عند مالك في رواية صحيحة فمسلم ورواية القعنبي فابي داود عن  
 بقية ائمة الحديث الستة والدارمي وابي يعلى والصابوني بطرق كثيرة عنه وجابر بن  
 مطعم وعباد بن الصامت وجابر وعبد الله وابو الدرداء والحبر وعائشة وامرئيلة  
 اخرجها الصابوني زاد النسائي وابن ماجة عن ابي هريرة حتى يطلع الفجر وفي النزول  
 كل ليلة احاديث ذكرها يطول قال القاضي عياض في حديث ابي هريرة الصحيح رواية  
 حين يبقى ثلث الليل الآخر كذا قال شيوخ الحديث وهو الذي تظاهرت عليه الاخبار  
 بلفظه ومعناه قال النووي ويحتمل ان يكون النبي صلى الله عليه وآله وسلم اعلم  
 باحد الامرين في وقت فاخبر به ثم اعلم بالآخر في وقت آخر فاعلم به وسمع ابو هريرة  
 الخبرين فنقلهما جميعاً ولعبد الرزاق في مصنفه والحسن بن علي الخلال الكلواني وابن  
 ماجة القزويني والبيهقي في شعب الایمان والهمزي في تهذيب الكمال عن ابي بكر ابن  
 ابي سبرة عن ابراهيم بن محمد هو ابن علي بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن معاوية  
 ابن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه عن عمه علي بن ابي طالب قال قال رسول الله

دا بن جریر نے ذکر کیا ہے۔ اور مسلم نے بھی لیکن صرف ذکر نزول باری عز و علا۔  
 اور روایت کیا ہے صابونی نے کتاب الانتصار میں عبید اللہ بن ابی رافع سے وہ علیؑ سے فرماتا کہ تمہارا پروردگار تبارک  
 و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ ایک ثلث شب باقی رہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا  
 کرے کہ میں اسکی دعا کو قبول کروں اور کون ہے جو مجھے (اپنی حاجت) چاہے کہ میں اسکو دوں اور کون ہے  
 جو مجھے مغفرت طلب کرے کہ میں اسکو بخش دوں۔

اسی حدیث کو ابو ہریرہؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ امام مالک نے ذکر کیا ہے یحییٰ کی روایت میں جبکو مسلم نے لکھا ہے اور  
 قسیمی کی روایت میں جبکو ابوداؤد نے لکھا ہے اور بقیہ السنن میں دارمی والی صابونی نے ذکر کیا ہے بطریق کثیر ابو ہریرہؓ  
 و نیز روایت کیا ہے اسکو جریر بن مطعم۔ اور عبادہ بن الصامت اور جابر اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور ابن  
 عباس اور عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم نے چنانچہ صابونی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ  
 سے (حتیٰ یطلع الفجر) زیادہ کیا ہے یعنی یہاں تک کہ فجر طلوع ہو۔

الفجر صبح شرب کے نزول کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں جنکا ذکر طویل ہو گا۔  
 قاضی عیاض نے ابو ہریرہؓ کی حدیث میں کہا ہے کہ آخر ثلث میں نزول فرمائیگی روایت صحیحہ شیوخ حدیث اسی کے  
 قائل ہیں اور حدیثوں کے لفظ و معنی بھی اسیکے مؤید ہیں۔

امام نووی نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک وقت ایک امر کی اطلاع دگئی سو آپ نے اسکی خبر دی پر دوسرے وقت  
 دوسرے امر کی اطلاع دگئی سو آپ نے اسکی بھی خبر دیدی اور ابو ہریرہؓ نے دونوں خبریں سنیں اور دونوں کو نقل کر دیا  
 اور روایت کیا ہے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں۔ اور حسن بن علیؑ خلال علوانی و ابن ماجہ نے اپنی کتابوں میں  
 بیہقی نے شعب الایمان میں۔ اور قزوی نے تہذیب الکمال میں ابوبکر بن ابی سبرہ سے وہ ابراہیم بن محمد بن علی  
 بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے وہ معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے وہ اپنے باپ سے  
 وہ اپنے چچا علی بن ابی طالب سے کہا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔



صل الله عليه وآله وسلم اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها و صوموا  
 نهارها فان الله عز وجل ينزل فيها الغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الا تستغفروا  
 فاغفرله الا تائب فاتوب عليه الا مبتلي فاعافيه الا مستزرق فارزقه الا سائل  
 فاعطيه الا كذا الا كذا حتى يطعم الفجور و يضعف باي بكر ابن عبد الله ابن محمد بن ابي سبرة  
 اكدني ورثي بالوضع والظاهر انه لمثل هذا الحديث ولا يخفى ان له شواهد كثيرة عن ابي  
 وعائشة ومعاذ وابي ثعلبة وابن عمرو وابي موسى وعثمان بن ابي العاصي وراشد بن سعد  
 وابي هريرة وقد جرح جمع من الثقات باحاديث الصفات وابو بكر قاضي مكة ومفتي المدينة  
 ثور قاضي العراق قبل ابي يوسف فقيه كثير الحديث من ابناء الصحابة الاجلاء وسأل المنصور  
 مالكاً من بقي بالمدينة من المشيخة فقال ابن ابي ذئب وابن ابي سلمة وابن ابي سبرة  
 وكان عبد الملك بن جريج يروى عنه وقال مصعب الزبيري كان من علماء قرين قال  
 ابن سعد كان كثيراً للعلم والسماح والرواية وقال الأجرى عن ابي داود فيه مفتي المدينة  
 ولا ابي القاسم الاصبهاني في كتاب الترغيب والترهيب عن علي رفته ينزل الله تعالى  
 ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل مسلم الا لمشرك او مشاحن او قاطع رحم او امرأة  
 تبغي بفرجها فلا يرجع سنده وفي حديث الامام جعفر الصادق عن ابيه الامام محمد الباقر  
 عن الصحابي الجليل جابر عند خلائق في حجة الوداع وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده

السماء

المشيخة والشيخ  
 جمع شيخ

في النهاية  
 في قوله

يغفر الله لكل عبداً

خلا مشركاً او مشاحن

المشاحن المعادي

وقال لا وادعى اراد

بالمشاحن هذا صاحب

البديعة المفاخر بجماعة

الامه وفي القاصم و

المشاحن المذموم و

في البديعة المفاخر

کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آوی تو اس شب میں نمازین پڑھو اور دن میں روزہ رکھو اسلئے کہ اس شب کو غروب آفتاب کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ آسمانِ نیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ہو کوئی منفعت طلب کہ نیوالا کر اسکو بخشوں کیا ہو کوئی توبہ کر نیوالا کہ اسکی توبہ قبول کروں کیا ہو کوئی بیمار کہ اسکو عافیت دوں کیا ہو کوئی رزق چاہنے والا کہ اسکو رزق دوں کیا ہو کوئی حاجت خواہ کہ اسکی حاجت بر لاؤں کیا ہو کوئی ایسا کچھ کوئی ایسا طلوع خورشید (جی لٹ ہتی) اور یہ روایت ابو بکر ابن عبد اللہ کے باعث بھی جاتی جو اپنے موضوعِ حدیثین بنانے کا گمان کیا گیا ہے۔

اور ظاہر یہ ہے کہ یہ گمان ایسی ہی حدیث کی وجہ سے ہو گا۔ اور محض یہ ہے کہ اس حدیث کے شواہد بہت ہیں۔ چنانچہ ابو بکر بن عائشہ معاذ ابو ثعلبہ ابن عمرو ابو موسیٰ عثمان بن ابی العاصی راشد بن سعد ابو ہریرہ بھی اسکی راوی ہیں اور یہ کچھ انہیں پر موقوف نہیں ہے بلکہ ثقات کی ایک جماعت کی جماعت احادیث صفات کو روایت کرنے کی وجہ سے غیر معتبر ٹھہرا دیئے گئے ہیں۔

فی الوقت بغرض مزید اطمینان اسکی تعدیل بیان کی جاتی ہے، ابو بکر اولاً قاضی مکہ اور مفتی مدینہ تھو پھر قاضی عراق ہوئے قبل ابو یوسف رحم کے یہ فقہ اور کثیر الحدیث ہیں صحابہ جلیل القدر کی اولاد سے ہیں۔ نقل ہے کہ منصور نے امام مالک سے پوچھا کہ اب مدینہ کے مشائخ میں سے کون کون باقی ہیں تو انہوں نے کہا کہ ابن ابی ذئب اور ابن ابی سلمہ اور ابن ابی سبرہ یعنی ابو بکر۔ ان سے عبد الملک بن جہج روایت لیتے تھو اور یہ مصعب بن عمیر سے کہ وہ قریش کے علماء سے تھو۔ اور کہا ابن سعد نے کہ وہ کثیر العلم اور کثیر السماع والروایہ تھے۔ اور کہا آجری نے کہ کہا بوداؤ کہ ابو بکر مفتی مدینہ تھے۔

اور روایت کیا ہے ابو القاسم اصفہانی نے کتاب الترغیب والترہیب میں علی سے مرفوعاً کہ (اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے شعبان کی پندرہویں شب میں پس منہزت فرماتا ہے ہر مسلمان کو سوائے مشرک اور قاطع رحم اور بدکار عورت کے) اسکی سند دیکھ لیجاوے۔

اور روایت کیا ہے بہت سے محدثین نے امام جعفر صادق سے وہ اپنے باب امام محمد باقر سے وہ روایت کرتے ہیں ابی جلیل القدر جابر رضی اللہ عنہ سے قصہ حجۃ الوداع میں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں چھوڑا ہوں تم میں ایسی چیز کہ جب تک تم اسکو تمنا سے رہو گے گہی گمراہ نہو گے۔



أن اعتصمتم به كتاب الله وأنتم تسألون عني فما أنتم قائلون قالوا نشهد أن قد بلغت  
 وأدبنا ونصحتنا فقال بإصبعه السبابة يرفعها إلى السماء وينكتها إلى الناس اللهم  
 أشهد ثلاث مرات وهو من أشهر حديث صحيح أكتب الحفظ لا يفاظ على روايته  
 في كتب صحيح خلا البخاري لكونه لم يقع له على شرط كتابه الصحيح ولا في شعبة  
 فابن ماجة بسند صحيح على شرط الأئمة الستة عن أبي هريرة رفعه أميت تحضرة  
 الملا نكة فاذا كان الرجل صامحا قالوا اخرجي أيتها النفس لطيفة كانت في الجسد  
 الطيب اخرجي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا يزال يقال لها  
 ذلك حتى تخرج ثم يدرج بها إلى السماء فتفتت لها فيقال من هذا فيقولون فلان  
 فيقال مرحبا بالنفس لطيفة كانت في الجسد الطيب ادخلي حميدة وابشري بروح  
 وريحان ورب غير غضبان فلا يزال يقال لها ذلك حتى يتمي بها إلى السماء  
 التي فيها الله تبارك وتعالى (الحديث) وللدولابي في الكنى بسند كل رواية فيه ثقتا  
 عن الحسن قال اني لفي حلقة على اذ جاءت الصبيحة من دار عثمان فرأيت رافعا يديه  
 إلى السماء وهو يقول اللهم اني ابرأ اليك من دمر عثمان ولابن أبي شيبة في مصنفه  
 بشرط الأئمة الستة عن ابن عمر في قصة وفاته صلى الله عليه وآله وسلم في غيبة  
 أبي بكر ثم وجهته ومروءة بعمر وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

وہ قرآن مجید ہو اور تم سے میری نسبت سوال ہو گا تم کیا کہو گے صحابہ نے عرض کیا کہ ہم گواہی دینگے کہ بیشک نبی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائے اور حقوق ادا کئے اور خیر خواہی کی پس نبی آسمان کی طرف انگشت شہادت بلند فرما کر اور لوگوں کی جانب بتلا کر فرمایا کہ خداوند ا تو گواہ رہ۔ اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔

اور یہ بہت مشہور و صحیح حدیث ہے کہ جبکہ پڑھیں بیدار مغز حفاظ حدیث کے اسکے روایت کرنے پر سب صحاح کی کتابیں سوائے بخاری شریف کے کیونکہ یہ حدیث اس کے شرط صحت کے موافق نہیں ہے۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اور ابن ماجہ نے پسند صحیح بر شرط ائمہ ستہ ابوہریرہ سے مرفوعاً کہ قریب موت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اگر مرد صالح ہو تو کہتے ہیں کیا ہر آدمی نفس پاک جو پاک جسد میں رہا باہر آ اور تجھے بشارت ہو راحت و خوشبوئی اور خدا سے رحیم کی رضامندی سے اسی طرح کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ انتقال ہو جائی ہر اوس نفس کو آسمان پر لئے جاتے ہیں اور اس کے دروازے کھلواتے ہیں وہاں کے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ کون ہے پس جواب دیا جاتا ہے کہ فلان ہے تو وہ کہتے ہیں کہ مر جا اسے نفس پاک جو پاک جسد میں رہا اندر آ اور تجھے بشارت ہو راحت و خوشبوئی اور خدا سے کریم کی رضامندی سے (بہر آسمان میں) اس طرح کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اس نفس کو اوس آسمان میں پہنچایا جاتا ہے جس میں جناب باری عز و علا جل وہ فرما ہو۔ الحدیث۔

اور روایت کیا ہے دولابی نے کتاب الکنز میں لہند معتمد جس کے کل راوی معتبر ہیں حسن بصری سے کہا اپنے کہ میں علیؑ کے حلقہ میں تھا کہ ناگاہ عثمانؓ کے مکان سے ایک چیخ بلند ہوئی پس میں نے دیکھا علیؑ کرم اللہ وجہہ کو کہ اس وقت آسمان کی طرف تہ بلند کر کے فرما رہے تھے کہ خداوند امین بری ہوتا ہوں تیری طرف عثمانؓ کے خون سے۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابنی مصنف میں موافق مثر الطائفہ ستہ ابن عمرؓ سے۔ قصہ وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خاص کر اس بیان میں کہ اس وقت ابو بکرؓ حاضر نہ تھے پہر آئے اور عمرؓ پر گزرے دوران حال کہ عمرؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات نہیں مائی۔



ثم أتى المنبر فصعد لا فخر الله وأثنى عليه ثم قال أيها الناس إن كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم الهكم الذي تعبدون فإن محمدًا قد مات وإن كان الهكم الله الذي في السماء فإن الهكم لم يميت (الحمد لله) ولعثمان الذي في الرد على بشر البتر يسي وابن أبي حاتم والبيهقي في الأسماء والصفات عن عمر أنه مر بجون فاستوقفته فوقف محمد شافقًا فقال له رجل يا أمير المؤمنين حبست الناس على هذه الجوزة فقال ويلك أتدري من هذه هذه امرأة سمع الله شكونها من فوق سبع سموات هذه خولة التي أنزل الله فيها قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله وللأحبار في جزئه في مقتل عمر عن عبد الرحمن بن عوف أنه لما أخذ البيعة لعثمان وبايعه الناس رفع رأسه إلى سقف المسجد وقال اللهم أشهد وأعيد الله بن أحمد وابن المنذر والطبراني واللائحائي والبيهقي وابن عبد البر وابن عمر والطيني وأبي أحمد الخصال وغيرهم عن ابن مسعود قال ما بين السماء والقصوى والكرسى خمسمائة عام وما بين الكرسي والماء كذلك والعرش فوق الماء والله فوق العرش وأخرجه البخاري في الرد على الجهمية بلفظ قال ابن مسعود في قوله تعالى ثم استوى على العرش قال العرش على الماء والله فوق العرش والآثاران صحيحان وهما مرفوعان حكما والأخبار والآثار في الباب عن أهل بيت النبوة

پہر ابو بکر منبر پر جا بیٹھے اور حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پہر کہا اور لوگو اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے معبود تھے جسکی تم عبادت کرتے تھے تو اپنے وفات پائی اور اگر تمہارا معبود اللہ ہے جو آسمان پر ہے تو تمہارا معبود فوت نہیں ہوا۔ آحدیث اور روایت کیا ہے عثمان داری نے کتاب الرد علیٰ بشر المزیسی میں اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی نے کتاب الایمان والصفات میں عثر سے کہ آپ ایک بوڑھی عورت کی طرف جائے سوا سنے آپکو ٹھرا لیا پس آپ اوس سے باتیں کرنے لگے اُسوقت ایک شخص نے کہا کہ امیر المؤمنین آپنے اس بوڑھی عورت کی وجہ سے ان لوگوں کو روکا ہے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہے یہ وہ عورت ہے کہ اللہ نے ساتون سماں کے اوپر سے اوسکی فریاد سنی ہے یہ خولہ بن جحلی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہو قد سمع اللہ قول النبی تجادلک فی زوجہا و تشکی الے اللہ۔

اور روایت کیا ہے ذہبی نے جز شہادت عمر بن عبد الرحمن بن عوف سے کہ جب عثمان کی بیعت مقرر ہوئی اور لوگوں نے بیعت کی تو آپ نے سقف مسجد کی جانب سر اٹھا کر کہا کہ اکی تو گواہ رہ۔

اور روایت کیا ہے عبد اللہ بن احمد و ابن المنذر و طبرانی و الدلائل و بیہقی و ابن عبد البر و ابو عمر و طلک و ابو احمد غسال نے ابن سعد سے کہا کہ درمیان ساتون آسمان اور کرسی کے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور درمیان کرسی اور پانی کے بھی اتنا ہی فاصلہ ہے اور عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے۔

اور اسکو امام بخاری نے کتاب الرد علیٰ الجھمیہ میں بدین لفظ روایت کیا ہے کہ ابن مسعود نے تم استوی علی العرش کی تفسیر میں کہا کہ عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے۔

الغرض یہ دونوں روایتیں صحیح اور بمنزلہ حدیث مرفوع کے ہیں۔ اور اس باب میں اہل بیت و صحابہ سے

۱۔ اسے پیغمبر اللہ نے اوس عورت (خلیج کی بیٹی خولہ) کی بات سن لی جو اپنی شوہر (صامت کے بیٹے اوس) کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی ۱۲



والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة فملوثة من اثبات الحق  
القائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين وادعية حوالات ابن ابي شيبة فالداري عن  
عباس بن يحيى قال بلغني ان داود النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول في دعائه  
سبحانك اللهم انت ربي تعاليت فوق عرشك ولا ابن ابي شيبة عن ابي عبد الله  
الحمد لي قال ما رفع داود رأسه الى السماء حتى مات وله عن سليمان بن عامر الشعبي  
قال ارايت سليمان وما اوتي في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله  
تخشع الله وله عن ابي الصديق الناجي ان سليمان بن داود خرج بالناس يستسقي  
فمر على نملة مستلقية على قفاها رافعة قوائمها الى السماء وهي تقول اللهم ارفعني  
خلق من خلقك ليس بنا غنى عن رزقك فاما ان تسقينا واما ان تهلكنا فقتال  
سليمان للناس ارجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم وروى ابن حبان في الثقات  
في طبقة تباع اتباع التابعين في ترجمة عبد الرحيم بن موسى الايلي عن ابي الصديق  
الناجي نحوه وروى الدارقطني في سننه عن ابي هريرة سمعت رسول الله صلى  
الله عليه وآله وسلم يقول خرج نبي من الانبياء بالناس يستسقي فاذا هوب نملة  
رافعة قوائمها الى السماء فقال ارجعوا فقد استجيب لكم من اجل شان هذه النملة  
(قلت) وقد رايت انا الحقير وكان قدامي صاحب الناس قحط ولم يطرأوا وهلك

بے شمار احادیث مروی ہیں۔ اور کتب سابقہ (اکبہ) جنت علو کے اثبات سے پُر ہیں۔ و نیز انبیاء و اہل بیت علیہم السلام اور دعائیں اسکی مؤید ہیں۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ و دارمی نے عباس عی سے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنی وعابین فرمایا کرتے تھے کہ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ تَعَالٰی تَفُوقُ عَرْشَکَ۔ یعنی اے اللہ تو پاک ہو اور تو ہی میرا مالک ہو تو بلند ہے اپنے عرش پر۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابو عبد اللہ جدلی سے کہا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے وقت وفات تک کہی اپنا سر آسمان کی جانب نہیں اٹھایا۔

اور نیز وہ سلمان بن عامر شعبانی سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام ہا آنکہ ایسی بڑی سلطنت پر تھے مگر خضوع و خشوع کے لحاظ سے تا وقت وفات کہی اپنے آسمان کی جانب سر اٹھا کر نگاہ نہ کی۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابو صدیق ناجی سے کہا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام لوگوں کے ساتھ استسقاء کیلئے روانہ ہوئے راستہ میں ایک چوٹی کو دیکھا کہ چٹ لیٹی ہے اور اپنے پنجوں کو آسمان کی طرف بلند کی ہوئی کھتی ہے کہ اے اللہ میں بھی (تیری مخلوق میں سے) ایک مخلوق ہوں۔ ہکو تیرے رزق سے بے پردائی نہیں (یعنی ہم تیرے رزق کے محتاج ہیں) پس یا تو (بارش نازل کر اور) ہکو سیراب فرما۔ دیا ہلک کر دے سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ (اے لوگو) لو ٹو تمہارا نازل ہو بنو الاسے کسی اور کی دعا سے۔

اور روایت کیا ہے ابن جہان نے کتاب اثقات میں تبع تابعین کے طبقہ میں عبد الرحیم بن موسیٰ اہلی کے حوالہ میں ابو الصدیق ناجی سے مثال سکے۔

اور روایت کیا ہے دارقطنی نے اپنی سنن میں ابو ہریرہؓ سے کہا کہ سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا تھے کہ انبیاء و اہل بیت علیہم السلام استسقاء کیلئے لوگوں کے ساتھ نکلے تو راستہ میں ایک چوٹی کو دیکھا جو اپنے پنجے آسمان کی جانب بلند کی ہوئی (پڑی) ہو پس فرمایا کہ اب لو ٹو اس چوٹی کی رعایت سے تمہاری قبولیت ہو گئی۔

نیز کہتا ہوں کہ مجھ حقیقہ نے (پچھم خود) دیکھا ہے جبکہ قحط واقع ہوا اور بارش نہیں ہوئی تھی اور چار پائے سقط ہوتے تھے



الدواب اذا جاموشة عوجت رأسها ونظرت الى السماء وصاحت والقت  
 بدموع الى الارض فاذا السماء قد غابت وكثر السحاب وتواتر المطر والحمد لله رب  
 الكبرياء على الآلاء والنعماء وعن علي بن ربيعة قال رايت عليا اتي بدابة فلما وضع  
 رجله في الركاب قال بسم الله فلما استوى عليها قال الحمد لله سبحان الذي سخر لنا  
 هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا المنقلبون ثم حمد الله ثلثا وكبر ثلثا وقال  
 سبحان الله ثلثا ثم قال سبحانك لا اله الا انت اني ظلمت نفسي فاغفر لي ذنوبي انه  
 لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت مِمَّ ضحكك يا امير المؤمنين قال كنت  
 رد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ففعل مثل ما فعلت ثم ضحك فقلت مِمَّ  
 ضحكك يا رسول الله قال يحجب الرب من عبده اذا قال رب اغفر لي ويقول علم عبدك  
 انه لا يغفر الذنوب غيري وفي لفظ ان الله ليضحك الى العبد اذا قال لا اله الا انت  
 سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت قال عبدی عرف  
 ان له ربا يغفرو يعاقب اخرج الطيالسي وعبد الرزاق وسعيد بن منصور وابن  
 ابی شيبة واسحق وابن عتيق وعبد بن حميد وابوداؤد والترمذي وقال حسن صحيح  
 والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة وابن شاذان في السنة  
 وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي والضياء في المختارة ورواه ابو بكر ابی داود

ناگمان ایک بہنیں نے اپنا سر ٹیڑھا کیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر چلائی اور کچھ آنسو گرا لئے کہ یکا یک ابر  
نمایان ہوا اور (تھوڑی ہی دیر میں) بے اندازہ بارش ہوئی۔ شکر ہے خدا سے کریم کا اوسکے احسانات  
اور نعمات پر۔

آورد روایت کیا ہے علی بن ربیعہ نے کہا کہ دیکھا میں نے علی کرم اللہ وجہہ کو آپ کی سواری حاضر کی گئی  
جس وقت آپ نے رکاب میں قدم رکھا بسم اللہ کہا اور جب اوسپر اچھی طرح سوار ہوئے یہ پڑھا الحمد للہ  
سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَ مَا کُنَّا لَمُقَرِّبِیْنَ اِلَیْهِ رَبِّنا لَمَنْ قُلِیْبُوْنَ۔ پھر الحمد للہ تین مرتبہ اور اللہ اکبر  
تین مرتبہ اور سُبْحَانَ الَّذِیْ تین مرتبہ اور سُبْحَانَکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا انتَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ  
اِلَّا انتَ۔ پھر ہنسنے تو سینے وجہ پوچھی۔ فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار رہا  
آپ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر ہنسنے تو سینے آپسے اوسکی وجہ پوچھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
تجرب فرماتا ہے (خوش ہوتا ہے) اپنے بند سے جبکہ وہ کتا ہے کہ رب اغفر لی۔ اور فرماتا ہے  
کہ میرے بندہ نے جان لیا کہ میرے سوا اور کوئی گناہ نہیں بخشتا۔

آورد دوسری روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ (خوشی سے) ہنستلا ہے جبکہ بندہ کتا ہے کہ لا اِکْبَالَا  
انتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا انتَ۔ اور فرماتا ہے کہ میرے بندہ  
پہچان لیا کہ اوسکا ایک مالک ہے جو بخشتا ہے اور سزا دیتا ہے۔ اسکو روایت کیا ہے طیبی  
وعبد الزراق۔ وسید بن منصور وابن ابی شیبہ واحمد وابن منیع وعبد بن حمید والبوداء ووترندی و  
نسائی والبیہقی وابن جریر وابن منذر وابن خزیمہ نے اوابن شاہین نے کتاب السنہ میں اور ابن مردویہ  
وحاکم بیہقی نے اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں۔ اور ابوبکر ابن ابی داؤد نے۔

۱۵ پاک ہو رہے جسے مسخر کیا ہمارے لئے اس (سواری) کو اور ہم اسکو تابعدار نہیں بنائے سکتے تھے اور بیشک ہم اپنے  
رب کی طرف لوٹ جائیں گے ہین ۱۲

۱۶ نہیں ہو کوئی مہر دگر تو پاک ہو۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس میرے گناہ بخش دے کہ سوا سے تیرے اور کوئی گناہ نہیں بخشتا ۱۲



وعظمتك افضل العطية واهناها تطام ربنا فلتشكر وتعصر ربنا فتعفو وتحيب  
المضطرد وتكشف الضر وتشفى السقيم وتغفر الذنب وتقبل التوبة ولا يحزن بالآفة  
احد ولا يبلغ مدحك قول قائل وتخشيش بن اصرم في الاستقامة عن عاصم بن ضمة  
ان عليا كان يدعور بنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك خير الجاه ولا يري دأوم والنسك  
وابن جرير وابن ابى الدنيا والبيهقي في الاسماء والصفات وابن السني في عمل اليوم  
والليلة عن ابى اسحق عن الحارث وابى ميسرة عن علي قال كان النبي صلى الله عليه  
واله وسلم يقول عند مضجعه اللهم اني اعوذ بوجهك الكريم وبكلماتك التامة  
من شر ما انت اخذ بناصيبه (الحديث) والاحاديث الصحيحة في الباب كثيرة شهيرة  
عن اهل بيت النبوة والاصحاب (والحق لصواب) وفصل الخطاب في  
الباب المعلوم باحاديث المعصوم من الكتاب ان الله تعالى من جهة ذاته الان  
كما كان لا يشتملة زمان ولا يحتمله مكان فانه هو منشئ الزمان ومبدئ المكان  
وانه تعالى كان ولم يكن شيء غيره كما في حديث البخاري في بدء الخلق فخلق نور حبيب  
محل صلى الله عليه واله وسلم ثم خلق الماء ثم خلق عرشه على الماء ثم خلق القلم  
فكتب بامر مقيادير الخلق ثم بعد خمسين الف سنة خلق السموات والارض  
في ستة ايام ثم استوى على العرش استواء يليق بجلاله (قال) الشيخ ابراهيم

في فصل صيغ العلو والاستواء فالنزل والعروج  
في حديث الاية من حقايقه الاستكثار والاستكفاف والتخفيف

وَعَطِيتُكَ أَفْضَلَ الْعَطِيَّةِ وَأَمَّا أَنْ تَطْلُعَ دُبَّانُ فَتَشْكُرْ وَتَقْصِرَ رُبَّانُ فَتَغْفِرَ وَتَحْيِبَ الْمَضْطَرُ وَتَكْشِفَ الْفَرْشُ فَتُسْقِىَ السَّقِيمَ وَتَغْفِرَ الذَّنْبَ وَتَقْبَلَ التَّوْبَةَ  
وَلَا يَجْزِي بِأَلَا تُكَ أَحَدٌ وَلَا يُلِغُ مَدِيكَ قَوْلُ قَائِلٍ ۝

اور روایت کیا ہے خنیش بن اصرم نے کتاب الاستقامۃ میں عاصم بن ضمرہ سے کہا اونہوں نے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”بنا وحبک اکرم الوجہ وجاہک خیر الجاہ“۔

اور روایت کیا ہے ابو داؤد و نسائی و ابن جریر و ابن ابی الدینانے اور بیہقی نے کتاب الاسما و الصفات میں ابن السنی نے  
کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ابوالحسن سے وہ عارث و البویسرہ سے وہ دونوں علی کرم اللہ وجہہ سے کہا اپنے کہ حضرت رسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرماتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ وَبِکَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ  
اَخْذُ بِنَاصِیْتِہِ اَحَدٌ سِوَاہِ“ اور اس باب میں اہل بیت نبوت و صحابہ سے احادیث صحیحہ بکثرت مروی ہیں۔

اور حق صواب قول مفصل جو اس بارہ میں بذریعہ احادیث بنویہ کے قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے  
کہ خدا تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ نہ کوئی زمانہ اوسکو گھیر سکتا ہے اور نہ کوئی مکان  
پہنچ سکتا ہے کیونکہ یہ مسلم ہے کہ زمان مکان کا پیدا کرنا والا ہی ہے اور نیز یہ کہ باری تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ تھی  
جیسا کہ صحیح بخاری کے باب بدر الخلق میں مذکور ہے ”پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا  
پھر پانی کو پیدا کیا پھر پانی پر اپنا عرش پیدا کیا پھر قلم کو پیدا کیا پھر قلم نے اس کے حکم سے خلائق کی تقدیریں لکھیں یہ پھر چاس ہزار برس  
کے بعد زمین اور آسمانوں کو چہ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر بیٹھا ایسا بیٹھا جو اس کے جلال کے لائق ہے۔“

۱۵ اور تیر اعطیہ سب عطیات سے افضل اور زیادہ خوشگوار ہے۔ اسے ہمارے پروردگار تیری اطاعت کیجانی ہے پس تو قدر والی کرنا ہے  
اور اے پروردگار تیری نافرمانی کیجانی ہے پس تو بخش دیتا ہے اور تو ناچا کی دعا قبول کرتا ہے اور عیبیت دور کرتا ہے اور بیمار کو شفا دیتا ہے اور  
گناہ معاف فرماتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے تیری نعمتوں کا شکر کوئی نہیں کر سکتا اور کسی کا کلام تیری تعریف کو ادا نہیں کر سکتا ۱۶

۱۷ اے ہمارے پروردگار تیرا منہ سب مومنوں سے بزرگ اور تیرا منہ تمام مراتب سے اعلیٰ ہے ۱۸  
۱۹ اے ہمارے پروردگار میں پناہ لیتا ہوں تیرے وجہ کریم کا اور تیرے کلمات تامہ کا بدی سے ہر چیز کے

جسکی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے ۱۲



الكروى المدنى فى رسالته الامم تلخيصا لكلام الشيخ الاشعرى فى كتبه ان الله تعالى  
 من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناة الذاتى ولكن له الاطلاق فى التجلى فى  
 اى مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثل شئ فصير الاستواء على العرش على ظاهره  
 بمقتضى التجلى فى مظهر يقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش  
 اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه واذا صير الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه  
 صير النزول كل ليلة الى السماء الدنيا فى الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما توارى النمل  
 بذلك وكذا سائر المتشابهات وبالله التوفيق نور الارض والسموات انتهم وله  
 فى كتبه فى هذا كلام كثير فى غاية من التحقيق فمن رآه ان يطلم عليها فعليه ان يرجع  
 اليها فهو عز وجل بعد ان خلق الخلق كما قال بحسب اسمه الظاهر ثم استوى على  
 العرش يد بر الامر فكل يوم هو فى شأن يخلق ويرزق ويعطى ويسمى ويضرم ويرفع  
 ويعز ويدل ويهدى ويضل ويعمل ويشفى ويتلى وينهى ويحيى ويقت ويحيى  
 ويميت ويفعل ما يشاء ويحكم ما يريد ويدبر كل امر ولا يى الشين وان بطله عن  
 يونس بن يزيد عن الزهرى عن ابن المسيب عن كعب الاحبار قال قال الله تعالى فى التوراة  
 انا الله فوق عبادى وعرشى فوق خلقى وانا على عرشى ادبر امر عبادى ولا يخفى على  
 شئ فى السماء ولا فى الارض قال الذهبى اسناد صحيح ومن هذا الشأن النزول و  
 اى كل يوم هو فى شأن ١٢

شیخ ابراہیم کروی مدنی نے اپنی رسالہ الاثم من امام اشعری کی کتابوں سے اپنے کلام کا خلاصہ یوں لکھا ہے کہ اللہ  
کو خاص اس کے ذات کے لحاظ سے نہ کوئی مکان ہے اور نہ کوئی جہت ہے کیونکہ اسکی ذات بے نیاز ہے لیکن وہ مختار ہے کہ جس  
مظہر میں چاہے ظہور فرماوے باوجود باقی رہنے تشریف کے جو آیت تشریف لیس گشتہ شے سے ثابت ہوتی ہے۔  
الغرض استوار علی العرش صحیح ہے ظاہر ہری مضمون کے موافق بلحاظ جلوہ فرمائی کے اس مظہر میں جو اسکا مقتضی ہے  
اور یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جہت فوق تصور ہو بدین لحاظ کہ عرش کو جملہ اجرام سے فوقیت حاصل ہے اور یہ تشریف کے  
منافی نہیں ہے۔

و مخفی نہ رہے کہ جب استواء علی العرش کے معنی باوجود باقی رہنے تہیہ کے درست ہو گئے تو اخیر ثلث شب میں طلوع فجر تک آسمان دنیا کی طرف نازل رہتا ہی صحیح اور ٹھیک ہو گیا چنانچہ اسکی روایتیں بکثرت آئی ہیں باسید طح تمام تشابہات (جو قرآن مجید و حدیث شریف میں وارد ہیں وہ سب صحیح اور اس کے معنی درست ہیں) اور راہ راست کی ہدایت اللہ کی ہی ہے۔ حال ہوتی ہے یا ورنہ شیخ ابراہیم کہ دینی کے علم کلام کی کتابوں میں بخوبی اس بحث کی تحقیق کی گئی ہے جو کوفہ تحقیق مطلوب ہو وہ کتب ہائے موصوفہ کی طرف رجوع کرے۔

تیس بعد پیدا کرنے مخلوق کے خداوند عالم اس شان میں ہر جسکو اپنے اسم انطاہر کے موافق بیان فرمایا ہے کہ ثم استوی علی العرش  
یہ برالامر پس ہر روز وہ چلا گا نہ شان میں پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ دیتا ہے اور رکھتا ہے پست کرتا ہے۔ بلند کرتا ہے۔ عزت  
دیتا ذلت دیتا ہے۔ ہدایت کرتا ہے۔ گمراہ کرتا ہے۔ بجا کرتا ہے۔ شفا دیتا ہے۔ مبتلا کرتا ہے۔ نجات دیتا ہے۔ بہو کا رکھتا ہے۔ قوت  
دیتا ہے۔ زندہ کرتا ہے۔ مارتا ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے۔ اور ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے۔  
اور روایت کیا ہے ابوالشیخ وابن بطہ نے یونس بن یزید سے وہ زہری سے وہ ابن مسیب سے وہ عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ خداوند  
نے توحید میں فرمایا ہے کہ ”ہیں اللہ ہوں میرے بند و نکلا و پر اور میرا عرش میرے مخلوق کے اوپر اور میں اپنے عرش پر ہوں۔  
بند و نکلے کام کی تدبیر کرتا ہوں۔ کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے آسمان میں نہ زمین میں نہ وہی نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے۔



العروج ومنه يرفع الأيدي في الدعاء إلى السماء وقد ورد في تفسير قوله تعالى (عسى أن  
 يعثبك ربك مقاما محمودا) أنه تعالى يجلسه صلى الله عليه وآله وسلم معه على العرش  
 وسبيين مبسوطا في الشفاعة ومنه تجلّي الله تعالى بحبيبه عليه السلا ليلة الإسراء  
 والضحك وبسط اليدين بالعطاء كما يشاء ووضع القدم في النار وتجلّي التحول لأهل  
 الموقف في صور تختلف وتنكر وتعرف والرؤية في بحنة كما في صحاح الأخبار وهو  
 تعالى من شأن الحاطة بما خلق كما قال بحسب اسمه الباطن ونحن أقرب إليه من حسب  
 الوريد وقال في سورة الواقعة فلولا إذا بلغت الحلقوم وان لم حينئذ تنظرون ونحن  
 أقرب إليه منكم ولكن لا تبصرون وإنما تولوا فثم وجه الله وذلك لغناه وإطلاقه  
 ووسعه ومنه تجليته تعالى بحبيبه المصطفى في قوله عليه السلام ونعت في صلواتي  
 حتى استثقلت فإذا أنا بربي تبارك وتعالى في أحسن صورة قال فرأيت به وضع كفه  
 بين كتفي فوجدت بردا ناملا بين ثديي فتجلّي لي كاشئ وعرقته (الحديث) أخرجه الترمذي  
 وصححه ومحمد بن نصر في كتاب الصلوة والطبراني والحاكم وابن مردويه عن معاذ وعبد  
 الرزاق وإسحاق وأبو حميد والترمذي وحسنه وابن نصر عن ابن عباس والطبراني  
 في السنة وابن مردويه عن جابر بن سمرة وأبي رافع وأبي هريرة والطبراني في السنة  
 والشيخان في الألقاب وابن مردويه عن أنس وابن نصر والطبراني وابن مردويه

اور نزول و عروج باری تعالیٰ کا اسی شان کے لحاظ سے ہے۔ اور وہاں کے وقت ہاتھوں کو آسمان کی طرف اسیوجہ سے بلند کیا جاتا ہے اور آیت شریفہ <sup>ع</sup> عسّان یجئک یک مقام محمود کی تفسیر کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ باری تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹلا دیگا۔ اس حدیث کو بالتفصیل باب شفاعت میں بیان کیا جاوے گا۔

اور نیز شب معراج میں تجلی فرمایا باری تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی شان کے لحاظ سے ہے۔ اور خندہ فرمایا اور دست عطا دین۔ اور (قیامت میں) اپنا قدم ووزخ میں رکھنا۔ اور میدان قیامت کے ہرے ہوئے لوگوں پر مختلف (آشنا و نا آشنا) صورتوں میں تجلی فرماتا اور حجت میں مریدار ہونا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔

اور باری تعالیٰ مخلوقات پر محیط رہنے کے لحاظ سے باری تعالیٰ ہی جسکو وہ بحسب اسم الباطن بیان فرماتا ہے کہ <sup>ع</sup> نحن اقرب الیہ من حیث الود <sup>ع</sup> اور قلوا اذا بلغت الحلقوم وانتم حیثہ تنظرون ونحن اقرب الیہ شکم ولكن لا تبصرون اور <sup>ع</sup> فاینما تولون فثم وجہ اللہ۔

**الغرض** یہ سب رشادات اوسکی بے نیازی اور بے قیدی اور وسعت کے لحاظ سے ہیں اور اسی شان سے جو تجلی باری تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا ہے بیان فرمایا ہو اور اذ گمہ گیا بھی نماز میں حتیٰ کہ بوجہل ہو گیا میں میں یکایک میں خلیا تعالیٰ کے سامنے ہونے کی نہایت پاکیزہ تہنیں ہو چکی ہیں کہ باری تعالیٰ نے اپنی بہتلی کو میری شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ مجھے اُٹھانے کی ٹھنڈک سینہ میں محسوس ہوئی (جسکے اثر سے) مجھ پر انکشاف ہو گیا اور سینے ہر چیز کو پہچان لیا۔ الحدیث ایسکو روایت کیا ہے ترمذی نے (اور صحیح کہا ہے) اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور طبرانی و حاکم و ابن مردودہ نے معاذ سے۔ اور عبد الرزاق و احمد و ابن حمید نے اور ترمذی نے (اور حسن کہا ہے) اور ابن نصر نے ابن عباس سے اور طبرانی نے کتاب السنۃ میں اور ابن مردودہ نے جابر بن سمور و ابو رافع و ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے کتاب السنۃ میں اور شیرازی نے کتاب الاقاب میں اور ابن مردودہ نے انس سے۔ اور ابن نصر و طبرانی و ابن مردودہ نے

۱۱ شاید کہ تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) تمکو مقام محمود میں پہنچا دے۔ ۱۲۔

۱۲ اور ہم اوسکی شہ رگ سے بھی زیادہ دوس سے قریب ہیں۔ ۱۲۔

۱۳ ہر کیوں نہیں جسوقت جان پہنچے خلق کو اور تم اسوقت دیکھتے ہو اور ہم اوسکے پاس ہیں تم سے (بھی) زیادہ پر تم نہیں دیکھتے۔ ۱۲۔

۱۴ سو جس طرف تم منہ کر دو ہاں متوجہ ہے اللہ۔ ۱۲۔



عن أبي إمامة الباهلي وآبن نصر والطبراني عن عبد الرحمن بن عابس الحضرمي وثوبان  
ومنه تجليه عزو علا لبعض أئمة أهل بيته وكبراء أئمة في قلوبهم وأوفى مناهمهم  
وقد ورد بسند صحيح رجاله كلهم ثقات أثبات عند أحمد وعبد بن حميد والترمذي  
وابن المنذر ورواي الشيخ في العظمة وآبن مردويه والبيهقي عن الحسن عن أبي هريرة  
رفعه والذي نفس محمد بيده لو أنكم دليتم أحدكم بحبل إلى الأرض لسفله لهبط على  
الله ثم قرأ (هو الأول والأخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم) وقد صح سماع  
الحسن من أبي هريرة بالكوفة ولا يمتنع بن راهويه والبخاري في مسندهما ورواي الشيخ  
في العظمة وآبن مردويه والبيهقي عن أبي ذر رفعاً ما بين السماء والأرض مسيراً ثم  
عام إلى قوله ولو حفرتم لصلوا حباكم ثم وليتموه لوجد الله ثمرة وآبن مردويه عن العجل  
بن عبد المطلب رفعاً نحوه وآلى الشائين بحسب الأسماء الإشارة بقراءة الآية فتب  
وتفقه وقد ارشده الله تعالى إلى معرفة الشائين معاً بقوله في سورة الحديد (ثم  
استوى على العرش يعلم ما يلج في الأرض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج  
فيها وهو معكم أينما كنتم والله بما تعملون بصير) وقوله في سورة الأنعام (وهو الله  
في السموات وفي الأرض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون) قال الشيخ الأكبر في  
الباب السابع والستين وثلاثمائة من الفتوحات المكية قال الله تعالى ليس كمثله شيء

ابو امامہ باہلی سے۔ اور ابن نصر طبرانی نے عبد الرحمن بن عابس حضرمی و ثوبان سے۔

اور نیز اسی شان سے ہر تجلی باری تعالیٰ کی بعض ائمہ اہل بیت و کبراہی امت کے دلوں پر (حالت بیداری میں) و با خواب میں اور روایت کیا ہے محمد بن احمد و محمد بن حمید و ترمذی و ابن المنذر نے اور ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ میں اور ابن مردودہ و بیہقی نے حسن بصری سے وہ ابو ہریرہ سے مرفوعاً (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) قسم ہوا میں ذات کی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہو اگر تم اپنے میں سے کسی شخص کو رس سے باندھ کر ساتویں زمین تک لٹکا دو تو وہ خدا پر کرے گا پر اپنے پڑا "ہو الاول" و الآخر و الظاہر و الباطن و ہو بیکل شیء علیکم اسکے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور یہ ثابت ہے کہ حسن بصری نے مدینہ منورہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔

اور روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ و ہزار نے اپنی مسندوں میں اور ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ میں اور ابن مردودہ و بیہقی نے ابو ذر سے مرفوعاً کہ آسمان و زمین کے درمیان پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ تا آنکہ فرمایا کہ اگر تم زمین کو در کسی شخص کو لٹکا دو تو وہ اسی جگہ خدا کو پاویگا۔ اور روایت کیا ہے ابن مردودہ نے عباس بن عبد المطلب سے مثل اسکے۔ اور آنحضرت نے آیت شریفہ جو پڑھی ہے اوس سے ان دونوں شانوں کی طرف اشارہ ہے جو دونوں اسمائے حسنیٰ الظاہر و الباطن سے منطبق ہیں سا و خداوند تعالیٰ نے (قرآن مجید میں ایک ساتھ) ان ہر دو شانوں کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ سورہ حدید میں فرمایا ہے "ثم استوی علی العرش لعلیم ما لیج فی الارض و ما یخرج منها و ما یزل من السماء و ما یخرج فیہا و ہو معکم انکم و اللہ تعالیٰ علون بصیر" اور سورہ النام میں فرمایا ہے "وہو اللہ فی السموات و فی الارض لعلیم مکر و کرم و لعلیم ما تکسبون"۔

شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۳ میں بیان کیا ہے "فرمایا خداوند تعالیٰ نے ایسے کئی کئی شے داسکے مانند کوئی چیز نہیں ہے"۔

۱۱ وہی پہلا اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب چیز خاتما ہے ۱۲

۱۱ ہر عرش (برین) پر بیٹا جو چیز زمین میں داخل ہوتی رہیے پانی (اور برف اور درودے وغیرہ) اور جو چیز زمین سے باہر آتی رہیے دھواں (اور جو چیز آسمان سے اترتی رہیے غبار وغیرہ) اور جو چیز آسمان کی طرف جڑھتی رہیے بجائان اور بجائے عمال وغیرہ) وہ سب کچھ جانتا ہے اور علو کیسں بھی ہو وہ جانتا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے ۱۲ اور کیا (آسمانوں میں اور کیا) زمین میں وہی ہے اللہ عبادت کے لائق جو کچھ تم چاہا کرتے ہو (وہ) اور جو کچھ تم چاہا کرتے ہو (وہ) اسکو سب معلوم ہے اور جو کچھ تم کرتے رہیے سب اسکو معلوم ہے ۱۳



فوصف نفسه بأمر لا ينبغي أن يكون ذلك الوصف الإله تعالى وهو قوله وهو معكم  
 أينما كنتم فهو تعالى معنا أينما كنا في حال نزوله إلى السماء الدنيا في الثلث الباقي من  
 الليل في حال كونه استوى على العرش في حال كونه في العضا في حال كونه في الأرض  
 في السماء في حال كونه أقرب إلى الإنسان من حبل الوريد منه وهذه نعوت لا يمكن  
 أن يوصف بها إلا هو فما نقل الله عبدا من مكان إلى مكان ليراه بن يده من آياته التي غابت  
 عنه قال الله تعالى سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد  
 الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من أيننا إلى آخر ما ذكره ابن عساکر عن علي قال قال  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تجزوا عن الدعاء فان الله تعالى أنزل على أذن  
 استجب لكم فقال رجل يا رسول الله ربنا نسمع الدعاء أم كيف ذلك فانزل الله <sup>سألك</sup> رواذا  
 عبادي عني فاني قريب (الآية أي فضلا عن أن يقال يسمع الدعاء أم كيف مع كونه استقرا  
 على العرش ولابن مردويه عن انس قال سأل اعرابي رسول الله صلى الله عليه وآله  
 وآله وسلم أين ربنا قال في السماء على عرشه ثم تلا (الرحمن على العرش استوى) وانزل الله  
 (وإذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية أي له الشانان جميعا ولابن جرير والبيهقي  
 في معجمه وابن أبي حاتم وابن أبي شيبة وابن مردويه عن الصلت بن حكيم بن معاوية  
 ابن حيدة القشيري عن أبيه عن جده قال جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وآله <sup>فصل</sup>





فقال يا رسول الله اقرب ربنا فتناجيه امر بعيد فتناديه فسكت النبي صلى الله عليه  
 وآله وسلم فانزل الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية (والحديث) وفيه  
 ابن عيينة في تفسيره وعبد الله بن احمد في زوائد الزهد عن سفیان عن أبي قال قال لمسلم  
 يا رسول الله اقرب ربنا فتناجيه امر بعيد فتناديه فانزل الله تعالى (واذا سألك عبادي  
 عني فاني قريب) الآية وكان ابن المنذر عن ابن جريج قال قال المسلمون اقرب ربنا فتناجيه  
 امر بعيد فتناديه فانزلت فليستجيبوا ليطيعوني ولا استجابة هي الطاعة وليؤمنوا به  
 ليعلموا اني قريب اجيب دعوة الداعي اذا دعاني ولعبد الرزاق وابن جريج عن الحسن  
 قال اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان ربنا فانزل الله (واذا سألك عبادي  
 عني فاني قريب) الآية ولعبد بن حميد وابن المنذر عن عبد الله بن عبيد التابعي الجليل  
 قال لما نزلت هذه الآية ادعوني استجب لكم قالوا كيف لنا بان نلقاه حتى ندعوه فانزل  
 الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية فقالوا صدق ربنا وهو بكل مكان ولا يبر  
 ابني شيبة واحمد والبخاري ومسلم وابي داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وابن مرد  
 والبيهقي في الاسماء والصفات عن ابني موسى الاشعري قال كنا مع رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم في غزاة فحملنا الا نضع عد شرفا ولا نهبط واديا الارفعنا اصواتنا  
 بالتكبير قد نامنا فقال يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصوتكم ولا غناء

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا ہمارا پروردگار (ہم سے) قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ مناجات کریں و یا دور ہے کہ یہ آواز نہ آکرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنوز جواب نہ دیا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ الآیہ والحدیث۔

اور روایت کیا ہے سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد النبی میں سفیان سے وہ ابی سہ سے کہا اوہوں نے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (کیا) خدا ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ دعا کریں و یا دور ہے کہ چلا کر کہیں (اوس وقت) خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ الآیہ۔

اور روایت کیا ہے ابن منذر نے ابن جریر سے کہ صحابہ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا کہ آیا ہمارا پروردگار ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ دعا کریں و یا دور ہے کہ جاؤ اور ندا دیں۔ پس (اوس وقت) یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلِ اسْتَجِیْبُوا لِی وَلِیُّوْمُنَّوَالِی۔ پس چاہئے کہ میرا حکم مانیں کیونکہ استجاب کے معنی اطاعت کے ہیں۔ اور چاہئے کہ مجھے یقین لاویں۔ یعنی جان لیں کہ میں قریب ہوں۔ جب کوئی دعا کرے تو اس کے دعا کو قبول کرتا ہوں۔

اور روایت کیا ہے عبد الزاق و ابن جریر نے حسن سے کہا کہ صحابہ نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ الآیہ۔ اور روایت کیا ہے عبد بن حمید و ابن منذر نے تابعی جلیل عبد اللہ بن عبد سے کہا اوہوں نے جبکہ آیت ادعونی استجب لکم نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہکو یہ امر کس طرح میرے ہکا کہ ہم خدا سے ملیں جو دعا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ الآیہ نازل فرمائی۔ سوا دن (سوال کریں) لوگوں نے کہا کہ اسے پروردگار نے سچ فرمایا اور وہ ہر جگہ (جلوہ فرما) ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ و احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابن حبیب و بیہقی نے کتاب الاسماء و الصفات میں ابو موسیٰ سفہ اشعریؓ سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہانم میں سو ہم کبھی بلند ہوتے تھے یا پستی میں اترتے تھے تو آواز بلند کر کے کہتے تھے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قریب تھے اور میرا لالہ کو اپنی جان پر ترمی کر کے کہتے تھے یا غار میں



انما تدعون سميعا بصيرا ان الذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلته ولا ين  
 ابى شيبة عن عبد الله بن شعيب قال صليت الى جنب سعيد بن المسيب فرفعت صوتي  
 بالدعاء فانتهرني وقال ظننت ان الله ليس بقريب منك وللبخاري ومسلم والنسائي  
 والترمذي وابن ماجه عن ابى هريرة رفعه يقول الله تعالى انا عند ظن عبدى بى  
 وانا معه اذا ذكرنى (الحديث) ورواه احمد عن انس وفيه اذا دعاني وكسفيان  
 فوكيع وعبد الرزاق وابن ابى شيبة في مصنفهما واحمد في الزهد وابى تميم والبيهقي  
 في الشعب بسند صحيح عن كعب قال قال موسى اى رب اقريب انت فانا جيك امر بعيد  
 فانا ذيك قال يا موسى انا جليس من ذكرنى ونحوه لا ابى الشيم في الثواب عن عبد الله بن عمر  
 والدينورى في الجبالسة عن عبدة والديلى عن ثوبان رفعه بزيادة ومن ثم تسبيح ملك  
 الاعظم احد حملة العرش المعظم سبحانه اين كنت واين تكون حتى لا يظن ولا يتوهم  
 لذات الله تعالى التقيد بمكان معين فقد قال ابو يعلى في مسنده ناعمر والناقد السحق  
 بن منصور نا اسرائيل عن معاوية بن اسحق عن سعيد المقبرى عن ابى هريرة قال قال  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذن لى ان احث عن ملك قد مرقت رجلا الارض  
 السابعة والعرش على منكبه وهو يقول سبحانه اين كنت واين تكون وسنده صحيح على  
 شرط الائمة الستة خلا معاوية فاخرج له البخاري مقرونا بغيرة وا بوداؤ في القدر

ورواه الكليني في الصحيح  
 عن ابن جعفر والنفسي  
 في التوحيد وعين  
 اخبار الرضا عنه عن  
 ابا عبد الله الرضا عن  
 المعلى عليه وآله  
 السلام في ذلك  
 كذا استدل ذلك على صحة  
 الحقيقة الاثني عشرية  
 حيث جعله كذا كتابا

بلکہ جسکو تم پکارتے ہو وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے وہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اسکی اونٹ کی گردن پر بیٹھا ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن شعیب سے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب کے بازو میں نماز پڑھی اور باؤز بلند دعا کی۔ پس انہوں نے مجھکو جھڑکا اور کہا کہ شاید تجھکو یہ گمان ہے کہ اللہ جل شانہ میرے نزدیک نہیں ہے۔ اور روایت کیا ہے بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ لگا رہتا ہو اور میں اسکے ساتھ ہوں جبکہ وہ مجھے یاد کرے۔ التحذیث۔ روایت کیا ہے احمد نے انس سے نقل اسکے حبیبین اذا ذکرنی کے جا پر اذا دعانی ہر۔ اور روایت کیا ہے سفیان نے۔ اور اوکی جہت سے وکیع نے۔ اور عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ دونوں نے اپنے اپنے مصنف میں۔ اور احمد نے کتاب الزہد میں۔ اور ابو نعیم نے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بلند صحیح کعبہ سے۔ کہا او مھون نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الہی آیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے آہستہ مناجاست کروں۔ و یا بعید ہے کہ باؤز بلند کروں تو ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ میں اپنے یاد کرنے والے کا ہمتیش ہوں۔

اور روایت کیا ہے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں عبد اللہ بن عمر سے۔ اور دینوری نے کتاب الحجج میں عبیدہ سے مثل اسکے اور ویلی نے ثوبانؓ سے مرفوعاً کہ یقدر زیادتی کے ساتھ۔ اور حاملین عرش ہیں فرشتہ اعظم کی تسبیح (سبحانک ابن کنت و ابن تکون) بھی اسی لحاظ سے ہے۔ جس سے مکان معین میں ہونیکا گمان یا وہم ذات الہی کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ کہا ابو یعلیٰ نے اپنی سند میں کہ روایت کیا ہمکو اسرائیلؑ نے معاویہ بن اسحق سے وہ سعید مقبری سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نبی کو اجازت دی گئی ہے کہ (تم سے) ایک فرشتہ کا حال بیان کروں جسکے دونوں پاؤں ساتوین زمین سے نیچے نکلے ہوئے ہیں اور عرش اسکے کندھے پر ہے اور وہ کہتا ہے سبحانک ابن کنت و ابن تکون۔ اسکی سند شرط ائمہ صحاح ستہ کے موافق صحیح ہے سولے معاویہ کے۔ روایت کیا ہے ابن بخاری نے (جبکہ دوسرا روایت بھی روایت کیا ہو) اور ابو داؤد نے کتاب التدریج



والنسائي وابن ماجة وحدث عنه شعبة ولا يحدث الا عن ثقة عنده وجماعة و  
قال ابو حاتم لا بأس به وثقه احمد والنسائي وابن حبان فقيلاً ابى زرعة وحماد بن شبيب  
واه ولعله لمثل هذا الحديث عليل غير حجة فحدثه وحده حجة وقد عزاه السيوطي  
في الدار المنثور لابى يعلى وابن مردويه بسند صحيح مع ان له شواهد هو بها متعاضدا  
فللطبراني في الكبير وابى نعيم في الحلية عن ابن عباس رفعاً ان الله عز وجل ملكا اوفى  
التقوى السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه سبحانك حيث كنت  
وللطبراني في الاوسط عن انس اذن لي ان احدث عن ملك من حملة العرش رجلاه  
في الارض السابعة السفلى على قرنه العرش ومن شجرة اذنه وعاتقه خفقان  
سبعائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت وللخطيب في المتفق والمفترق  
عن ابن عمر نحوه وفيه ابو معشر امكنى ولكنه متعاضدا بالشواهد وفيه ما بين عاتقه  
الى شجرة اذنه سبعائة سنة وسبحانك حيث ما كنت فليتنظروا لمعنى وليتدبروا  
معاني سبحانك اين كنت واين تكون وسبحانك حيثما كنت وسبحانك حيث كنت  
مطابقة بالآيات المتلوات ونحوها وللبخاري ومسلم والنسائي والبيهقي في الاسماء  
والصفات عن انس رفعاً ان احداكم اذا قام في صلاته فانه ينادي ربنا ربنا ربنا و  
بين القبلة فلا يزدقن احداكم قبل قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ولموسى بن

اور نسائی وابن ماجہ نے اور شعبہ نے اونٹنے روایت کی ہے اور شعبہ اوسے روایت کرتے ہیں جو اونکے نزدیک ثقہ ہوا اور سوائے شعبہ کے اونٹنے اور ایک جماعت نے ہی روایت کیا ہے اور ابو حاتم نے اونکی نسبت کہا ہے کہ اونہیں کوئی خطر نہیں ہے اور احمد و نسائی وابن حبان نے اونکو ثقہ کہا ہے پس صرف ابو زر عہ کا اونکو شیخ و اہی کہنا علیل ہے دلیل نہیں ہو سکتا۔ پس صرف معاویہ کی حدیث مقبول ہے اور شاید کہ ایسے مضمون کی حدیثوں کی روایت کی وجہ سے ہی اوہوں نے یہ روایت کی اور اس حدیث کو سیوطی نے درثور میں بہ سند صحیح ابو یعلیٰ وابن مردویہ کی طرف نسبت کیا ہے۔ علاوہ اسکے شواہد بھی ہیں جن سے اوسکو قوت ہوتی ہے۔ چنانچہ روایت کیا ہے طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عباس سے مرفوعاً کہ خداے تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ ہے کہ اگر اوسکو حکم ہو تو ساتون آسمان و زمین کو ایک لقمہ کر جائے۔ اوسکی بیتیج سجا نک حیث کنت ہے۔ اور روایت کیا ہے طبرانی نے معجم اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ حاملین عرش میں سے ایک فرشتہ کا حال (تم سے) بیان کروں کہ اوسکے پاؤں ساتویں زمین میں ہیں۔ اور عرش معلّٰی اوسکی سینگ پر ہے اوسکے کان کی ٹو سے کا ندھے تک سات سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ اوسکا وظیفہ سجا نک حیث کنت ہے۔

اور روایت کیا ہے خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں ابن عمر سے بہ تبدل بعض الفاظ۔ جسکے راویونین ابوہریرہ نے ہی ہیں (جو ضعیف ہیں) لیکن دوسری ہم معنی روایتوں سے اوسکو قوت حاصل ہوتی ہے پس غور کرنا چاہئے کہ سجا نک این کنت و این کمون و سجا نک حیث کنت و سجا نک حیث کنت کمون کو آیات مذکورہ وغیرہ سے کس قدر مطابقت اور مناسبت ہے۔

اور روایت کیا ہے بخاری و مسلم و نسائی نے اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً (یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ (اوسوقت) اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اور بار تبارک اوسکے اور قبلہ کے درمیان رہتا ہے پس چاہئے کہ نمازی (اوسوقت) قبلہ کی جانب نہ ہو کہ بلکہ (اگر ضرورت ہو تو) بائیں جانب و یا قدم کے نیچے ہو۔

عقبة قابن جريم فالنجاري ومسلم والحاكم فالبيهقي عن ابن عمر رفعوا اذا كان احداكم  
يصل فلا يصبق قبل وجهه فان الله قبل وجهه اذا صلى ولا ين ماجه عن ابي وائل  
شقيق بن سلمة عن حذيفة انه راى شيب بن ربي بنزق بين يديه فقال يا شيب  
لا تنزق بين يديك فان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ينه عن ذلك و  
قال ان الرجل اذا قام يصلي اقبل الله عليه بوجهه حتى ينقلب او يحدث حدث سوء  
ولا بن نزيمة في التوحيد عن شقيق قال كنا عند حذيفة فقام شيب بن ربي فصل  
فصبق بين يديه فقال له حذيفة يا شيب لا تصبق بين يديك ولا عن يمينك عن  
يمينك كاتب الحسنات ولكن عن يسارك او من ورائك فان العبد اذا توضأ فاحسن  
الوضوء ثم قام الى الصلوة اقبل الله عليه بوجهه فيناجيه فلا يتصرف عنه حتى يصرف او يحدث  
سوء ومعنى الاحاديث ان الله تعالى قبل وجه العبد بينه وبين القبلة اذا صلى اقبل  
بحاني لا يغنيه بل يبقيه وينجي ويرعيه ويحييه لكونه يناجيه فهو يقبل عليه بوجه  
فيناجيه فلا ينزق قبل وجهه المخصوص منه تعالى باعظم شرف في هذا الوقت  
لخاص وان كان تعالى باطنا كما يليق بالحضرة في كل جهة ومكان سبحانه ما اعظم  
شانه وابجسانه كنور الشمس على تنزيهه بلا تشبيه والله المثل الاعلى وقد قال الله  
(الله نور السموات والارض) الآية وورد نوراني اراه من اسمائه الحسن النور وقد ورد

له  
و الله المتعالي در العارف  
الغاي قدس سره السامي  
حين قال في شرحه حال كثر  
فمن غرر فروع فوجوه  
بآيات طيبة كثرها بشار  
سنة نور و كثرها بشار  
سنة كبرى و كثرها بشار



اور روایت کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے پیر (اونکی جیت سے) ابن جریج نے پیر (اونکی جیت سے) بخاری اور  
 مسلم نے اور حاکم نے پیر (اونکی جیت سے) بیہقی نے۔ ابن عمر سے مرفوعاً۔ کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز  
 پڑھتا ہو تو اپنے روبرو نہ ہٹو کے کیونکہ نماز کے وقت اللہ جل شانہ روبرو ہوتا ہے۔  
 اور روایت کیا ہے ابن ماجہ نے ابو داؤد شقیق بن سلمہ سے کہ خذیفہ نے شبت بن ربعی کو (نماز کی وقت  
 روبرو ہونے کو کہتے ہوئے دیکھا پس کہا اے شبت اپنے روبرو مت ہٹو گا کرو کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی  
 علیہ وآلہ وسلم اس سے منع فرماتے تھے اور فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو خدا  
 تعالیٰ اپنے وجہ کریم سے اس کے مقابل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص فارغ ہو جاوے یا کوئی بڑا کام کرے  
 اور روایت کیا ہے ابن خزمہ نے کتاب التوحید میں شقیق سے کہا اوہون نے کہ ہم (چند لوگ) خذیفہ  
 کے پاس تھے پس شبت بن ربعی نے نماز پڑھنی شروع کی اور نماز میں اپنا روبرو ہٹو گا۔ تو خذیفہ  
 نے فرمایا کہ اے شبت نہ اپنے سامنے ہٹو گا کرو نہ سید ہی جانب کیونکہ سید ہی جانب نیکیوں کا گنہگار  
 والا فرشتہ ہوتا ہے بلکہ اپنی بائیں جانب دیا پیچھے ہٹو کنا چاہئے۔ اس لئے کہ بندہ جبکہ اچھی طرح منہ  
 کر کر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اللہ جل شانہ اس کے طرف اپنے وجہ کریم سے مقابل ہوتا ہے اور اس سے  
 مناجات کرتا ہے پس رُخ نہیں پھرتا ہے یہاں تک کہ بندہ فارغ ہو جاوے یا کوئی بڑا کام کرے۔  
 الغرض ان احادیث کے معنی یہ ہیں کہ بندہ جبکہ نماز پڑھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے  
 درمیان متوجہ برہمت ہوتا ہے (نہ بغضت چونکہ) اس کو فنا نہیں کرتا ہے بلکہ باقی رکھتا ہے اور  
 نجات دیتا ہے رعایت و حمایت کرتا ہے کیونکہ بندہ (اوس وقت) مناجات کرتا ہے تو خدا سے تعالیٰ ہی اپنی  
 وجہ کریم سے اس کے طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کو اوس وقت خاص میں روبرو  
 ہرگز نہیں ہٹو کنا چاہئے اگرچہ جناب باری تعالیٰ باطناً ہر طرف اور ہر مکان میں ہے جیسا کہ اوسکی شان کے  
 لائق ہے۔ مثل نور آفتاب کے بہ تنزیہ بلا تشبیہ سبحانہ ما اعظم شانہ و احسانہ۔ اور فرمایا خدا تعالیٰ نے  
 اللہ نور السموات والارض الایہ۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ نور ہی میں اس کو کس طرح  
 دیکھوں اور اسما حسنہ میں انور ہی ہے۔

أيضا اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا له عارواه احمد ومسلم و  
 ابوداود والنسائي وابو يعلى عن ابي هريرة وورد اقرب ما يكون الرب من العبد في جوف  
 الليل الاخر فان استطعت ان تكون ممن يذكر الله في تلك الساعة فكن اخرجك الترمذي  
 والنسائي والحاكم عن عمرو بن عبسة ولابن مردويه والبيهقي في الشعب عن عباد بن  
 الصامت رفعاً ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان والطبراني في الكبير  
 والاوسط عنه رفعه ان افضل الايمان ان تعلم ان الله معك حيث ما كنت وهذا الذي  
 ذكرناه بحجة وسط لم يسه حجة غلط فانه اعمال الدلائل الطرفين واشغال بمسائل الشرفين  
 والخير كله في الاعمال والاشغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد النصين في  
 الطرفين من غير دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تحليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر  
 لا تعميل وليس احدهما في هذا ابا ولى من الاخر قد بر وتبصر (فائق) الى الجمع بين النصوص  
 على الخلوص عائدة قال ابن القيم تامل خطاب القران تجد ملكا له الملك كله وله الحمد  
 كله انمة الامور كلها بيده ومصدرها منه وموردها اليه مستويا على العرش لا يخفى  
 عليه خافية من اقطار ملكة عالمها بما في نفوس عباده مطلعاً على اسرارهم وعلايتهم  
 منفرد ابتداء بالسلطة لسمع ويرى ويعطي ويمتنع ويشيب ويعاقب ويكرم ويهين و  
 يخلق ويرزق ويميت ويحيي ويقدرو ويقتضيه ويدبر الامور نازلة من عند دقيقتها

اور نیز وارد ہوا ہے کہ بندہ اپنے رب سے حالت سجد میں قریب و نزدیک تر ہوگا (اس حالت میں) زیادہ دعا کروا سکوا حداد و مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا اور وارد ہوا ہے کہ رب اپنے بندے اخیر ارات میں قریب و نزدیک تر ہوتا ہے اگر تجھ میں اللہ کے ذاکرین میں سے ہونکی اسوقت ہی تو ہو اسکو ترمذی اور نسائی اور حاکم نے عمرو بن عبسہ سے روایت کیا اور ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبادۃ بن الصامت سے مرفوعاً روایت کیا کہ آدمی کا یہ جانا کہ اللہ ہر جگہ میرے ہمراہ ہے افضل ایمان میں سے ہے طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں عبادۃ بن الصامت سے مرفوعاً روایت کیا کہ تیرا یہ جانا کہ جہان میں ہوں اللہ میرے ہمراہ ہی افضل ایمان ہے یہ جو جس نے ذکر کیا طریق متوسط خالی از غلط ہے اسلئے کہ اس میں طرفین کے دلائل پر عمل درآمد اور ہر دو قسم کے مسائل میں مشغولی حاصل ہوتی ہے اور کامل پہلا فی مشغول ہونے اور غسل کرنے میں ہی نہ غافل رہنے اور ترک کرنے میں۔ اور دو آیت یا حدیث جو دو طرف میں ہیں اور نہیں سے ایک کی تاویل کرنے بغیر دلیل کے ضعیف ہے اور سپر اعتماد نہیں ہے اسلئے کہ یہ ضعیف کر دینا اور ظاہر کو اسکی اصلیت سے پھیر دینا اور بیکار بنانا ہے نہ اس پر عمل کرنا اور دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر اس بارہ میں کوئی مزیت نہیں ہے خوب سمجھو اور دیکھو **فائدہ** خلوص کے ساتھ تمام نصوص کو جمع کرنے کے طرف توجہ دلانے والا ابن قیم نے کہا کہ قرآن کے خطاب میں تامل کرو ایسا شاہ عالم پناہ تجھ کو معلوم ہوگا کہ تمام ملک اوسیکا ہے اور تمامی مدائح اوسیکے لئے ہیں تمام کامونکی باگین اوسیکے دست قدرت میں ہیں اور اونکا شروع اوسکی اور اونکے ہی رجوع طرف ہے۔ اوسکا مقام عرش ہے اس پر کوئی چیز اوسکے سلطنت کے حصون کی پوشیدہ نہیں بندون کے دلونکا حال جانتا ہے اونکی ظاہر و باطن سے خبر دار ہے تدبیر سلطنت میں اکیلا بلا شرکت ہی سنا اور دیکھتا ہے دیتا اور روکتا ہے دیتا اور عذاب کرتا ہے اکرام کرتا اور ذلیل کرتا ہے پیدا کرتا اور رزق دیتا ہے مارتا اور زندہ کرتا ہی اپنے مخلوق پر ہر طرح کے حال کا اندازہ پھیراتا ہے اور حکم جاری کرتا ہے سب چھوٹے بڑے کام اوسیکے طرف سے اوترتے ہیں۔

عبدالله بن محمد بن عبد الله



وجليلها صاعلة اليه لا تتحرك ذرة الا باذنه ولا تسقط من ورقة الا بعلمه  
 فتأمل كيف تجلّ يثني على نفسه ويعجل انفسه ويحجل نفسه ويتصم عبادته ويذلهم  
 على ما فيه سعادتهم وفلاحهم ويرغبهم فيه ويحذلهم ما فيه هلاكهم ويتعرف اليهم  
 باسمائه وصفاته ويتحبب اليهم بنبهه والائنه ينكرهم بنبهه عليهم ويا مرهم يا يستوجبون  
 به تمامها ويحذلهم من نقه وينكرهم بما اعللهم من الكرامة ان اطاعوه وبما اعللهم من العقوبة  
 ان عصوه ويخبرهم بنبهه في اوليائه واعلائه وكيف كانت عاقبة هؤلاء وهؤلاء ويثني على  
 اوليائه بصالح اعمالهم واحسن اوصافهم ويدلهم على اعلائه بسيرة اعمالهم فيصنعون ويضرب  
 الامثال وينوع الادلة والبراهين ويحبب عن شبه اعلائه احسن الاجوبة ويهدى الصادق  
 ويكذب الكاذب ويقول الحق ويهدي السبيل ويدعو الى دار السلام ويدكر اوصافها وحسنها  
 ونعيمها ويحذل من دار البوار ويدكر عذابها وقبحها والامها ويدكر عبادته فقرهم اليه وشدة  
 حاجتهم اليه من كل وجه وانهم لا غنى لهم عنه طرفة عين ويدكر غناه عنهم وعن جميع المخلوقات  
 وانه الغنى بنفسه عن كل ما سواه وكل ما سواه فقير اليه بنفسه وانه لا ينال احد ذرة من الخيرات  
 فما فوقها الا بفضلها ورحمته ولا ذرة من الشرف ما فوقها الا بعلمه وحكمته وتشهد من خطاب  
 عتابه لاحبابه اللطيف عتاب وانه مع ذلك مقيل عثراتهم وغافل لا يهتم بمقيل ما اعد لهم  
 ومصلحة فسادهم واللاف عنهم والحامي عنهم والناصر لهم والكفيل بمصالحهم والمنجي لهم

۲  
ریحین

اور اوس کی طرف چڑھتے ہیں۔ ایک ذرہ بغیر اوس کے اذن کے نہیں ہوتا ہے اور ایک پتا بغیر اوس کی علم کے نہیں گرتا ہے تو تامل کر تو اوس کو پاؤ گے کہ کس طرح اپنے ذات پاک کی ثنا اور تجید اور مدح کرتا اور اپنے بندوں کے خیر خواہی کرتا ہے کہ حسین اوس کی سعادت اور فلاح ہے وہ اوس کو بتلاتا ہے اور اوس کی طرف اوس کو رغبت دلاتا ہے اور جس میں اوس کی ہلاکی اور خرابی ہے اوس سے اوس کو ڈراتا ہے اور اپنے اسما و صفات کو بتلا کر اپنی ذات سے اوس کو شناسا کرتا ہے اپنے نعمتوں کے اظہار سے اور اپنے انعامات یاد دلا کر اوس کو ایسے کاموں کا حکم کرتا ہے جنکے وجہ سے کامل انعام پانے کے مستحق ہو جائیں۔ اور اپنے عذابوں اور کو ڈراتا ہے اور جو درجات عالیہ اپنی اطاعت پر اوس کے لئے مقرر کئے ہیں اوس کو بیان کرتا ہے اور جو عذاب و تکالیف اپنی معصیت اور نافرمانی پر اوس کے لئے تیار رکھے ہیں اوس کی خبر دیتا ہے اور اپنی اولیاء اور اعدا کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے اور جو کچھ اوس کا مال کار ہوا ہے اوس سے آگاہ اور خیردار کرتا ہے اور بسبب اعمال صالحہ اور اوصاف حمیدہ کے اپنے اولیاء کی ثنا و مدح کرتا ہے اور اعمال قبیحہ اور صفات ذمیرہ کی وجہ سے اعدا کی مذمت و براہی کرتا ہے ہر طرح کی مثالیں اور انواع و اقسام کے دلائل اور براہین بیان کرتا ہے اور اپنی اعدا کے شبہات کا خوب ترین جواب دیتا ہے صادق اور راست باز کی تصدیق اور کاذب اور دروغ گو کی تکذیب کرتا ہے حق کہتا اور راہ راست کی ہدایت کرتا ہے اور جنت دار السلام کی طرف بلاتا اور اوس کے اوصیاء و خیرین اور نعمتین بیان کرتا ہے اور دوزخ سے ڈراتا ہے اور اوس کو عذاب و جزا اور تکالیف بیان کرتا ہے اور اپنی طرف اپنی بندوں کا ہر طرح شدت محتاج ہونا ظاہر کرتا ہے اور یہ کہ بندوں کو اوس کی طرف العین ہے اور نہیں اور وہ اپنی مخلوقات سے اپنی بے پروائی کو واضح کرتا ہے اور نیز بیان کرتا ہے کہ بذات خود اپنی سوا سے بے پروا ہے اور اوس کی ماسوا اوس کے فقیر و حاجت مند ہیں کوئی بدون اوس کی فضل و رحمت کے ایک ذرہ بہر اور اوس سے زیادہ ہلائی تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی دوسری برائی کو بغیر اوس کے عدل و حکمت کے پہنچ سکتا ہے نیز اوس کے خطاب سے اوس کا عتاب لطف امیر اجابت تو مشاہدہ کرتا ہے اور بائیں ہمہ اوس کے لغزشوں سے درگزر کرنا اور خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور اوس کی عذرات کو قایم کرتا ہے اور اوس کی خرابی و فساد کی اصلاح کرتا ہے اور اوس کا طردار اور حامی ہوتا ہے اور اوس کی فلاح و بہبود کا کفیل اور ضامن ہوتا ہے اور اوس کو ہر تکلیف سے نجات دینے والا ہے۔

من كل كرب والموت في لهم بوعده وأنه وليهم الذي لا ولي لهم سواه فهو مولاهم الحق  
 وينصرهم على عدوهم فنعمة المولى ونعم النصير وإذا شهدت القلوب من القرآن ملكا  
 عظيما جوادا رحيمًا جميلًا هذا شأنه فكيف لا تحبه وتنافس في القرب منه وتنفق أنفاسها  
 في التودد إليه ويكون أحب إليها من كل ما سواه ورضاه أثر عند لها من رضى كل من سواه وكيف  
 لا تلهم بذكرة ويصير حبه والشوق إليه والاشتياق به هو غناؤها وقوتها ودواءها بحيث  
 أن فقدت تلك فسدت وهلكت ولن تنفع بحياتها انتهى نقله السيوطي في الانقتان  
 بعنوان فائدة (قلْتُ) جملة ما أبدى مقالة عالية صافية وقد بقى لها باقية  
 متلافية هي أنه سبحانه مع ما بينه وعينه كما انطق رأيه ونحن  
 اقرب إليه من جبل لوريدي ونحن اقرب إليه منكروا لكن لا تبصرون وأينما تولوا فثم وجه الله  
 وهو معكم أينما كنتم وإذا سألك عبادي عني فإني قريب مع ما مضى من سبب نزوله وقوله  
 تعالى جوابا لكليمه موسى عليه السلام أنا جالس من ذكرني وكما انطق به رسوله وبرهانه و  
 الذي نفس محمد بيده لا تاتونكم من أحدكم حتى يأتواكم من قبل الله وكقول رخص  
 من الله بأخص صلواته وطوله عن النبي صلى الله عليه وسلم العرش سبحانه أين كنت وأين تكون و  
 قوله أن الذي تدعون اقرب إلى حكم من عني راحته وقوله وأن ربه بين القبلة و  
 أن العبد إذا قام إلى الصلوة أقبل الله عليه بوجهه فيناجيه وغير ذلك الماضي بما يوافق

تلا فائدة من كلامه وحقيقته



اور جوان سے وعدہ کیا ہے اسکو پورا کرنے والا ہے وہ اونکا ایسا دوست ہو کہ اس کے سوا کوئی اور نہ ہو  
 اور وہ اونکا مولا برحق ہو۔ اور اونکو دشمنوں پر اونکی مدد کرتا ہو وہ بہت ہی خوب مولا اور عمدہ مددگار ہے اور جس قدر  
 سے ایسے بادشاہ عظیم الشان سخی مہربان پاکیزہ صفات کا قلوب کو مشاہدہ ہوتا ہے تو کیوں نہ اسکو دوست رکھیں گے  
 اور اسکی نزدیکی میں کیوں نہ رغبت کریں گے اور اپنے دم کو اسکی محبت میں کیوں نہ خرچ کریں گے اور اس کے پاس  
 ہر شے سے زیادہ تیرا اسکو کیوں نہ محبوب رکھیں گے اور اسکی رضامندی کو تمام مخلوق کی رضامندی  
 پر کیوں نہ مقدم سمجھیں گے اور کیوں نہ زبان سے اسکا ذکر کرتے رہیں گے اور اسکی محبت و شوق و اشتیاق  
 کیوں نہ اونکی جانوں کی غذا اور دوا ہو جائیگی کہ اگر وہ اسکو نہ پاویں تو خراب و ہلاک ہو جائیں  
 اور اپنی زندگی سے کچھ نفع نہ اوٹھاویں تمام ہوا کلام ابن قیم کا اس تقریر کو سیوطی نے القان میں  
 فائدہ کے عنوان سے نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمام بیان نہایت خوب اور صاف ہے  
 لیکن اس میں کچھ باقی ہے جسکی تلافی مطلوب ہے وہ یہ کہ اللہ سبحانہ ان صفتوں کے ساتھ  
 جیسا کہ ابن قیم نے بیان کیا ہے ویسا ہی ہے جیسا کہ اپنے قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم  
 انسان سے اسکی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہیں۔ اور ہم انسان کے طرف تم سے زیادہ  
 نزدیک ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو اور بسطرف تم منہ کرنا اسکو جسکے اللہ موجود ہے اور جہاں تم  
 ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جب تم سے اسی محمد میرے بندے میری شان پوچھیں تو میں فرماؤں  
 ہوں و نیز فرمایا اپنے کلیم موسیٰ کے جواب میں جو مجھکو یاد کرتا ہے میں اسکا ہفتین ہوں اور جیسا کہ  
 اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو ایسا ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان  
 کی اسکی ہاتھ میں ہے اگر تم سب سچے کی زمین تک کسی کو ایک رشی میں لٹکاؤ تو وہ اللہ پر اور ترگا اور مثل قول حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ اونکو اپنی خاص صلوات اور اکرامات سے مخصوص فرماوے ملائکہ حاملین عرش میں سے  
 ایک کی تسبیح کی ذکر میں کہ پاکی ہے تجھکو تو جہاں ہے اور جس جگہ تو ہووے اور نیز یہ کہ جسکو تم پکارتی ہو  
 سواری کی گردن زیادہ تمہارے قریب نزدیک ہے اور یہ کہ بندہ کارب اسکی اور قبلہ کے درمیان میں ہے اور بندہ جب بارادہ نماز کرتا ہے  
 اللہ اپنی ذات سے اسکی طرف توجہ ہوتا ہے پھر اس سے مناجات کرتا ہے اور سو اسکو وہ دلائل سابقہ جو دانی اور کافی ہیں

فاذا وجدت النفوس من القرآن والحديث ملكا كالملك كبير اكرام جليل  
 شأنه واحسانه هكذا فلا بد تودده وتشتاق وتتقرب اليه وتحب له وتعتق  
 في جميع اموره عليه بالوجه الحثيث وتميز في كل امر من الدنيا والدين والحقيقه بين كل طيب  
 ونجس هذا ولما فشت في المتأخرين من المتكلمين والفقهاء التأويل والتعطيل في الاعتقاد  
 والاستواء استحسن ان يحكى ما روى او رأى المتقدمون من المتكلمين والفقهاء الذين شاع  
 بهم الاقلاق وذاع منهم الاهتلال موافقا لما عليه اهل بيت النبوة الكبراء وان طال  
 المقال دفعا للبراء والتوفيق من حضرة العظمة والكبرياء قال اعظم الفقهاء الاربعة واقفا  
 متكلم صغارا للتبعية اامتبعه ابو حنيفة النعمان في باب الايمان  
 من كتاب مسند الآثار رواية محمد بن الحسن عنه وهو اشهر مسانيد باظهر لسانه رواه  
 محمد بن ابي سليمان الجوزجاني وابو حفص الكبير البخاري واسماعيل الرازي قال تناعط البراء  
 عن عبد الله بن ثرواحه انه سمى شاة من غنمه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واوصى بها  
 جارية له كانت في الغنم فكان يتعاهد بها وينظر اليها كلما اتى الغنم حتى سمعت وصلى  
 فجاء يوما ففقدوها من الغنم فساها عنها فقالت ضاحكة فاطم وجهها فلما اسرى ذلك عنه  
 اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فخبرا بالقصة فقال لم املك نفسي ان لطمتها قال اعظم  
 ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقال لعلماء مؤمنة قال يا رسول الله انها سوداء

هو قول الامامية قال  
 مالك بن النضر وهو جليل  
 سمعوني بن سعيد بن ابي حمزة  
 بن القاسم عن مالك بن قنبر  
 الشافعية قال الشافعية  
 في غنمهم في او غنمهم  
 ابو يعلى ١١ سنة

اقوال الفقهاء الاربعة وزيد بن عبد الله

اور جب لوگوں کے دل قرآن اور حدیث میں ایسا بادشاہ مالک بڑا اختیار والا کرم کرنے والا شان جلال اور جمال والا احسان والا پادشہ بن گئے تو ضرور اس سے محبت رکھیں گے اور اس کے مشتاق ہونگے اور اس کی عزت کی ہونڈیگ اور اس کی محبت چاہیں گے اور اس پر سب کاموں میں بہت جلد ہوسا اور اعتماد کریں گے اور نیو دنیا اور دین اور عقبی کے کام میں ہر ایک دریا پاک میں فرق سمجھیں گے اور چونکہ متاخرین فقہاء و مسکلمین میں دربارہ مسئلہ اعتقاد و استواء و تاویل و تعطیل شایع ہو گئی ہے ہم نے مستحسن سمجھا کہ روایتیں اور رائیں متقدمین فقہاء و مسکلمین کی جنکا اقتداء شایع اور کبر اولیاء بنوت کے موافق اون سے ہدایت یابی ہوئی ہے نقل کریں تا نزاع مرتفع ہو جاوے اگرچہ کلام دراز ہو جاوے اور توفیق بارگاہ عظمت و کبریا سے ہے۔ اعظم فقہاء اربعہ و اقدم مسکلمین ضعار تبعہ متبعہ ابو حنیفہ نعمان نے باب الایمان میں کتاب الآثار کے جو روایت محمد بن الحسن کی آپ سے ہی (اور یہ کتاب ابو حنیفہ کے مشہور ترین مساند سے بطاہر ترین اسانید ہے کہ اسکو ابو سلیمان جوزجانی اور ابو حفص کیونجاری اور اسمعیل رازمی ترمذی نے محمد بن الحسن سے روایت کیا ہے) فرمایا کہ ہم سے بیان کیا عطاء بن ابی رباح نے عبداللہ بن رواحہ کو کہ انہوں نے اپنی گلد میں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مخصوص کر رکھی تھی اور اپنی باندی کو جو گلد میں رہتی تھی اسکی حفاظت کی تاکید کر دی تھی اور جب گلد میں آتے تھے اسکا خیال رکھتے تھے اور دیکھتے رہتے تھے کہ وہ فریبہ اور خوشنما ہو گئی ایک روترا کر انہوں نے اسکو نہ پایا تو باندی سے دریافت کیا اس نے کہا کہ گلد ہو گئی غصہ ہو کر اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا جب غصہ فرو ہوا تو بنی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہو کر تمام قصہ عرض کیا اور کہا میں نے بے اختیار ہو کر طمانچہ مار دیا۔ خاطر سنا پر یہ امر گران گوارا اور فرمایا کہ شاید وہ مومنہ ہے عبداللہ نے عرض کیا کہ وہ چشتیہ ہے۔

۱۰۔ اپنے عرش معلیٰ کے اوپر ہونا اور بیٹنا۔

۱۱۔ تاویل کلام کو طہر منہ سے پیر دینا اور تعطیل اسکو معطل رکھنا ۱۲۔



قال فقال انت بها فلما جاء بها قال لها النبي صلى الله عليه وآله وسلم اين الله قالت في السماء  
 قال من انا قالت انت رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هي مؤمنة قال فقال  
 عبد الله بن رواحة فهي حرة يا رسول الله وابن ابي رباح عن ابن رواحة منقطع ولكنه  
 متصل من وجوه اخرى صحيحة فاخرجه الحافظ ابن خضرو في مسند ابي حنيفة عنه عن  
 عطاء بن ابي رباح ان رجالا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حمل ثوبة ان  
 عبد الله بن رواحة كانت له راعية تتعاقد غنمه فلما كره نحوه باسط يده ونحو هذه القصة  
 قصص اخرى تؤدي معناها عن معاوية بن الحكم السلمي اخرجها مالك في الموطأ وابو الشيخ  
 ومسلم وابوداود والنسائي وعن محمد بن الشريد اخرجها اصحاب السنن وعن ابي هريرة اخرجها  
 احمد والبخاري والقاضي ابو احمد الغسال في كتاب المعرفة له وحسنها الذهبي وعن ابن عديم  
 اخرجها الغسال بسند صحيح وعنه يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب قصة جلد نحوها اخرجها  
 الغسال باسناد صحيح عنه فقوله صلى الله عليه وآله وسلم بعد سؤالها وجوابها انها مؤمنة  
 حكم منه بانه من لم يقل مثله ليس بمؤمن ومن هنا ما روى شيخ الاسلام عبد الله الانصاري  
 في كتابه الفاروق باسناده عن ابي بكر بن نصير بن يحيى عن الحكم بن عبد الله ابي مطيع البلخي صاحب  
 الفقه الاكبر قال سالت ابا حنيفة عن يقول لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقال قل كفر  
 لان الله تعالى يقول الرحمن على العرش استوى وعرشه فوق سبع سموات فقلت انه يقول قول

سنة  
 قال الحاكم في معرفة النعم  
 علو الحديث سمعت محمد  
 بن مسلم بن عمار يقول  
 ابا بكر محمد بن الحسن يقول  
 من لم يقر الله تعالى على  
 عرشه فلا استوى فوق سبع  
 سموات فهو كافر به يستتاب  
 حتى يقره الاضرب غنقه  
 فان ترك الاضرب غنقه  
 والعقل يعقل لما روي  
 لا ينادي المسلمين والمعاوية  
 بنين رجاه في حنيفة كان  
 ماله في الارض له احل من  
 المسلمين اذا مسلم الارث  
 الكافر كما قال صلى الله عليه  
 وآله وسلم ١٢ منه

فرمایا کہ اوس کو لیکر آؤ۔ حسبِ شاد اوس کو حاضر کیا تو اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے اوس نے عرض کیا کہ آسمان میں ہے۔ پھر فرمایا کہ میں کون ہوں اوس نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس پر ارشاد ہوا کہ یہ مومنہ ہے۔ بعد اللہ نے عرض کیا کہ اب یہ آزاد ہے۔ ابن ابی رباح کی روایت گواہ بن رواحہ سے منقطع ہے لیکن یہ حدیث دوسرے صحیح طرق سے متصل ہے چنانچہ حافظ ابن خضر نے مسند ابی حنیفہ میں عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ والہ وسلم نے اوس سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ کی ایک بکریاں چرانے والی تھی۔ اور زیادہ بڑے اوس کے مانند ذکر کیا۔ اور ایسی ہی اکثر قصص ہیں جن سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ معاویہ بن الحکم سلمیٰ سے مالک نے موطا میں اور ابن ابی شیبہ و مسلم و ابو داؤد و نسائی نے اور مجاہد شریک سے اصحاب سین نے اور ابو ہریرہ سے احمد اور یحییٰ بن یزید نے اور قاضی ابوالاحمد غسال نے اپنی کتاب المعرفة میں اسکو روایت کیا ہے اور ذہبی نے اسکی تحسین کی ہے۔ اور غسال نے بسند صحیح ابن عباس سے اور یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے اور کج داد کا قصہ اسی کے مانند باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ پس فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد سوال و جواب کہ وہ مومنہ ہے۔ اس بارہ میں حکم صحیح ہے کہ جو کوئی ایسا نہ کہے وہ مومن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری نے اپنی کتاب الفاروق میں باسناد خود ابو بکر بن نصیر بن یحییٰ سے ادھون نے حکم بن عبد اللہ ابو مطیع البلخی صاحب فقہ اکبر سے نقل کی ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا جو شخص کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں وہ کون ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ بلا شک گمراہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (الرحمن علی العرش استوی) اور اللہ کا عرش ساٹھ سالوں کے اوپر ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں۔

۱۱ یعنی ان دونوں میں سے ایک واسطہ کٹ گیا ہے ۱۱

۱۲ رحمن عرش کے اوپر بیٹھا ہے ۱۲

على العرش ستوى ولكن لا ادري العرش في السماء او في الارض فقال ذا انكر انه في السماء فقد  
كفرو في رواية لغيره من قال لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقد كفر لان الله تعالى  
على العرش ستوى وعرشه فوق سبع سموات قلت فان قال انه على العرش ولكنه يقول  
لا ادري العرش في السماء ام في الارض قال هو كافر لانه انكر ان يكون في السماء ومن انكر ان يكون  
في السماء فقد كفر لان الله تعالى في اعلى عليين وهو يدعي من اعلى لا من اسفل وقال ابو حنيفة  
في الوصية والشهادة عند الحنفية ثم قربان الله تعالى على العرش ستوى من خيار ان يكون له حاجة  
اليه واستقرار عليه وهو الحافظ للعرش وغير العرش فلو كان محتاجا لما قدر على ايصال العالم  
وتدبيره كالمخاوي ولوصار محتاجا الى الجلوس والقرار فقبل خلق العرش ان كان الله تعالى فهو  
منزه عن ذلك علوا كبيرا نقله الشيخ على القاري في شرح الفقه الاكبر وقال البيهقي في  
كتاب الاسماء والصفات انا ابو زكريا ابن الحارث الفقيه قال انا ابو حمزة بن حيان اي ابو الشيخ  
الحافظ انا احمد بن محمد بن نصر ثنائي بن يعلى قال سمعت نعيم بن حماد يقول سمعت نوح بن  
ابى مريم ابا عصمة اي المشهور بابي جامع لجمعة العلوم يقول كنا عند ابي حنيفة اول ما ظهر  
اذ جاءته امرأة من ترمذ كانت تجالس جهما فدخلت الكوفة فاطننا اقل ما رايت عليها  
عشرة آلاف من الناس تدعو الى رايها فقبل لها ان ههنا رجلا قد نظر في المعقول يقال  
له ابو حنيفة فانت فقلت انت الذي تعلم الناس المسائل وقد تركت دينك واين

وتعالى



(الرحمن علی العرش استولی) لیکن یہ کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں یہ معلوم نہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا جب وہ اللہ تعالیٰ کے آسمان پر ہو نیچا منکر ہے تو بلاشبہ کافر ہے۔ اور ابو مطیع کے علاوہ اور شخص کے روایت میں ہے کہ جو شخص کہو میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں ہے۔ بیشک وہ کافر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے اور اس کا عرش ساتون آسمانوں کے اوپر ہے۔ سائل نے کہا کہ اگر وہ کہے کہ اللہ عرش پر تو ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین میں ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ کافر ہے اس لئے کہ اللہ کے آسمان میں ہو نیچا منکر ہو اور جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علین میں ہو۔ اور بلندی کے جانب آدسکو نیچا جاتا ہو نہ پستی کی طرف اور ابو حنیفہ نے وصیت میں (جو حنیفون کے یہاں مشہور ہے) کہا ہو ہم مقبرین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے بغیر اسکے کہ اللہ کو عرش کی کچھ ضرورت ہو اور اس کو اس پر استقرار ہو اور وہی نگہبان ہو عرش اور غیر عرش کا اگر عرش کا محتاج ہو تو مخلوق کی طرح عالم کو بنانے اور اس کی تدبیر کی قدرت نہ کہتا اور اگر اس کو عرش پر جلوس و استقرار کی احتیاج ہوتی تو عرش پیدا کرنے کے قبل کس جگہ تھا۔ لہذا وہ اس سے منزہ اور بلند و برتر ہے۔ اس کو نقل کیا ہے شیخ علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں۔ اور بیہقی نے کہا ہے کتاب الاسماء والصفات میں کہ خبر دی ہو ابو الزکریا بن حارث فقیہ نے کہا کہ ہکو خبر دی ابو محمد بن حیان یعنی حافظ ابو الشیخ نے کہا کہ ہکو خبر دی احمد بن جعفر بن نصیر نے کہ ہم سے حدیث کی ہو یحییٰ بن یعلیٰ نے کہا سنا میں نے نعیم بن حماد سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ہے ابو اعصم یوحنا بن ابی مریم سے جو جامع العلوم ہونے کی وجہ سے لقب بجامع ہو کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے اونکی ابتداء شہرت کے ایام میں ایک عورت ترمذی آئی جو ہم کے پاس بیٹھا کرتی تھی وہ کوفہ میں داخل ہوئی اور اقل درجہ دس ہزار آدمی اس کے گرد میں نے دیکھی وہ وہ لوگوں کو اپنی مذہب کی طرف بلاتی تھی کسی نے اس سے کہا کہ یہاں ایک مخفولی آدمی ہے جس کو لوگ ابو حنیفہ کہتے ہیں وہ عورت ابو حنیفہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم ہی لوگوں کو مسائل سکھاتے ہو حالانکہ تم نے اپنا دین ترک کر دیا ہے۔

الهك الذي تعبداً فسكت عنها ثم مكث عنها سبعة أيام لا يجيبها ثم خرج اليها وقد وضع كتاباً  
 ان الله تبارك وتعالى في السماء دون الارض فقال له رجل ارايت قول الله عز وجل (وهي  
 معكم اينما كنتم) قال هو كما تكتب الى الرجل في معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء في  
 حديث لجارية السوداء وقول ابى حنيفة لجهة السامية العالية فيشمل العرش والسماء  
 الدنيا اذ ينزل اليها وهو مستوعب العرش بشا وقال اسحق بن ابراهيم قال  
 ابو حنيفة اتانا من المشرق رايا ن خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال  
 محمد بن سباحة عن ابى يوسف عن ابى حنيفة افرط جهم في النفي حتى قال انه  
 ليس بشي واقرط مقاتل في الاثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقة وقال  
 الحسين بن اشكاب عن ابى يوسف بخراسان منغان ما على الارض ابغض لي منهم المقاتلية  
 والجهمية اثبتها الحفاظ المزى والذهبي والعسقلاني في التهذيب والتدوين هيب وتهذيب  
 التهذيب وقال الذهبي وغيره قصة ابى يوسف صاحب ابى حنيفة مشهورة في استنابة  
 بشر المرسي اما انكر ان يكون الله تعالى فوق العرش وانكر الصفات وظهر قول جهم رواها  
 ابن ابى حاتم وغيره واستند الالكافي في كتاب السنة وغيره عن محمد بن الحسن قال تفق الفقهاء  
 كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقران والاحاديث التي جاء بها الثقات عن  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في صفة الرب عز وجل من غير تشبيه ولا وصف

۵۱ اللہ کی صفات  
کو مخلوق کے صفات سے  
مشابہت دینا اور اپنی  
عقل سے سمجھنا بیان کرنا

اور تم جس خدا کی عبادت کرتے ہو وہ کہاں ہے۔ ابو حنیفہ ساکت رہے اور سات روز تک اس کو جواب نہ دیا پھر ایک کتاب لکھ کر ہمارے پاس لائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان میں ہے زمین میں نہیں ہے ایک آدمی نے کہا تم کو معلوم ہے کہ اللہ سب جائزہ دیتا ہے (وہو معکم انما نکتم) ابو حنیفہ نے کہا کہ اسکی ایسی مثال ہو کہ تم کسی کو خط میں لکھو تیسرے ساتھ ہوں اور تم اس سے دور ہو۔ اور مراد آسمان سے جاریہ سودا کی حدیث میں اور ابو حنیفہ کے مقلد میں بلندی بلندی جیت ہو جو شامل ہو عرش اور دنیا کے آسمان کو ملے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کہاں پر نازل فرماتا ہے اور عرش پر اپنی شان مرجع رہتا ہے۔ اور اسحق بن ابراہیم نے کہا کہ ابو حنیفہ کہتے تھے ہمارے پاس مشرق سے دو اعتقاد جنہیں آئی میں ایک جہم معطل کا اور دوسرا مقاتل مشبہ کا۔ اور محمد بن ساعد نے بواسطہ ابی یوسف ابی حنیفہ سے روایت کی ہے کہ جہم نے صفات کے انکار میں بیان تک افراط کی کہ اللہ تعالیٰ کو کہا کہ وہ شئی نہیں ہے یعنی شئی کا لفظ اس کو حق میں مست بولو اور مقاتل نے متکثر بکریں اتنا غلو کیا کہ اللہ تعالیٰ کو مثل مخلوق کے ٹھہرا دیا۔ اور حسین بن اشکاب نے ابی یوسف سے روایت کی ہے کہ خراسان میں دو گروہ ہیں جنکو میں سب اہل دنیا سے برا سمجھتا ہوں۔ مقاتل اور جہم۔ اس روایت کو حافظ ضرعی اور ذہبی اور عقیلانی نے تہذیب اور تہذیب اور تہذیب التہذیب میں نقل کیا ہے اور ذہبی وغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کے شاگرد ابو یوسف کا قصہ مشہور ہے بشرطی سے توبہ لینے کا جب اللہ کے عرش پر ہونے کا اور صفات کا شکر اور جہم کے قول کا قائل ہوا تھا ابن ابی حاتم وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور لا لکائی نے کتاب السنۃ وغیرہ میں محمد بن الحسن سے روایت کی ہے کہ مشرق اور مغرب کے تمام علما متفق ہیں قرآن اور احادیث و نیرایان لانے میں کہ جنکو معتبر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ عزوجل کی صفت میں روایت کیا ہے بدون تشبیہ و توصیف و تفسیر کے۔

۵۱ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔

۵۱ اللہ کی صفات کا شکر۔

۵۱ اللہ کی صفات کو مخلوق کے صفات سے مشابہت کرنا۔

۵۱ کی کرنا۔ ۵۱ بڑھانا۔ ۵۱ مقاتل کے پیرو۔ ۵۱ جہم کے پیرو۔



ولا تفسير فمن فسّر اليوم شيئاً منها وقال يقول جهنم فقد خرج عما كان عليه النبي صلى  
 الله عليه وآله وسلم وأصحابه وفارق الجماعة فأنهم لم يصرفوا ولم يفسروا لكن افتوا بما  
 في الكتاب والسنة ثم سكتوا فمن قال يقول جهنم فقد فارق الجماعة لأنه وصف الرب  
 بصفة الاشئ قال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابوني القيسابوري من أعيان  
 أهل لاثر بخراسان وأحد مشيخة البيهقي في جزئه في أصول الدين وقرات لأبي عبد الله بن  
 أبي حفص البخاري وكان شيخه بخاري في عصره بلاملا فعة وأبو حفص كان من كبار أصحاب <sup>محمد</sup>  
 ابن الحسن الشيباني قال أبو عبد الله أعز ابن أبي حفص هذا سمعت عبد الله بن عثمان وهو  
 عبدان شيخه مروي يقول سمعت محمد بن الحسن الشيباني يقول قال حماد بن أبي حنيفة قلنا  
 هؤلاء أرايت قول الله عز وجل (وجاء ربك والملك صفا صفا) قالوا أما الملكة فيحيئون  
 صفا صفا وأما الرب تعالى فأننا لا ندرى ما عني بذلك ولا ندرى كيف جثته فقلنا لم  
 أنا لم نكلفكم أن تعلموا كيف جثته ولكننا نكلفكم أن تؤمنوا بحديثه أرايت من أنكر أن الملك  
 لا يحيى صفا صفا قالوا كافر مكذب قلنا فكن لك من أنكر أن الله لا يحيى فهو كافر مكذب  
 وعلى هذا كله فما عن بعضهم في أبي حنيفة وابن الحسن أنها جهيمان ففوق غاية البطلان  
 ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ولعبد الله بن أحمد في الرد على الجهمية وغيره  
 بطرق صحيحة عن عبد الله بن المبارك أنه قيل له كيف نعرف ربنا قال بأنه تعالى

پس اب جو کوئی کسی صفت کی تفسیر کر کے جہم کا پیر بنے وہ اوس اعتقاد سے خارج ہو جس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور اگر وہ سنت و جماعت سے علیحدہ ہو اس لئے کہ انہوں نے صفات کی توصیف و تفسیر نہیں کی بلکہ کتاب سنت کے مطابق فتویٰ دیا اور سکوت اختیار کیا۔ اس لئے جہم کے مقولہ کا قائل جماعت سے علیحدہ ہو کر وہ اللہ کی وہ صفت بیان کرتا ہے جو صفت اوس چیز کی ہو جو کچھ چیز نہیں ہو حاکم ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن صابونی نیشاپوری نے (جو خراسان کے بڑے محدث اور بیہقی کے استادون میں ہیں) اپنی جزو اصول الدین میں لکھا کہ میں نے ابی عبد اللہ بن ابی حفص بخاری کا کلام (جو بالاتفاق اپنا زمانہ میں شہر بخارا کے شیخ تھے اور ان کے پورا بوجھ حضرت محمد بن الحسن شیبانی کے شاگردون میں سے تھے) پڑھا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عثمان نقیب البیدان سے مروی شیخ سے سنا ہے کہ میں نے محمد بن ابی شیبانی سے سنا ہے کہ حماد بن ابی حنیفہ کہتے تھے ہم نے اون لوگوں سے کہا کہ تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے قول (وجاء ربک وال ملک مقاصفا) سے کیا مراد ہے۔ اوہوں نے کہا کہ فرشتے صف صفا آئیں گے لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے آنے سے کیا مراد لی ہے اور اوسکا آنا کیا ہے اسکو ہم نہیں جانتے تھے۔ اون سے کہا کہ رب کے آنے کی کیفیت کے اظہار کی ہم تمکو تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف اوسکے آنے پر ایمان لانے کو کہتے ہیں یہ بتلاؤ کہ جو کوئی فرشتوں کے صف صفا آنے کا منکر ہو وہ کون ہے کہا کہ کافر اور قرآن کا جھٹلانے والا ہے۔ ہم نے کہا کہ اسے صلی اللہ کے آنے کا منکر ہی کافر اور جھٹلانے والا ہے۔ ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن سے یہ عقائد ثابت ہو لینے کے بعد بعض لوگوں کا یہ مقولہ کہ وہ دونوں جہمی تھے نہایت نفوسے۔ لاجل ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور عبد اللہ بن احمد وغیرہ نے جہمیہ کے رد میں صحیح طریقوں سے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے اون سے کسی نے کہا کہ ہم اپنے رب کو کس طرح پہچانیں کہا اس طرح کہ وہ۔

فوق سواته على عرشه بائن من خلقه ولا نقول كما تقول الجهمية انه ههنا في الارض  
ان رجلا قال لابن المبارك يا ابا عبد الله لم تخف من كثرة ما ادعوا على الجهمية قال  
لا تخف افرزهم ان الهك الذي في السماء ليس بشئ قال الصابوني قال ابو عبد الله  
ابن ابي حفص البخاري ايضا في كتابه ذكر ابراهيم بن الاشعث قال سمعت الفضيل بن  
عياض يقول اذا قال لك الجهمي انا لا اؤمن برب يزول عن مكانه فقل انت انا اؤمن برب  
يفعل ما يشاء انتهم وقول الفضيل ذكره ابو عبد الله ابن اسمعيل البخاري في الرد على الجهمية  
ايضا وكانه عن فضيل بن خنصاحه اسحق بن راهويه فقال رد على ابن ابي صالح الجهمي  
قيله رواه البيهقي في الاسماء والصفات بسند صحيح وروى ابن ابي حاتم ثنا علي بن الحسن  
بن يزيد السلماني ان هشام بن عبد الله الرازي صاحب محمد بن الحسن جيس رجلا في التجهيز  
كتاب فحى به الى هشام لم يمتعه فقال له اتشهد ان الله عز وجل على عرشه بائن من خلقه  
فقال اشهد ان الله على عرشه ولكن لا ادري ما بائن من خلقه فقال ردوه الى الجهمي فانه لم يتب  
وقال عمدة الخفية الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوي في بيان عقيدة اهل  
السنة والجماعة على مذهب فقهاء ائمة ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد بن الحسن وممن يتوفى  
التفخي والتشبيه نزل ولم يصيب لتنزيهه الى ان قال والعرش والكرسي حق كما بين في كتابه وهو  
مستغن عن العرش وما دونه محيط بكل شئ وفوقه (قلت) هذا كما لا يخفى على



آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے اپنے خلق سے جدا ہے اور جیہوں کے طرح ہم نہیں کہتے کہ وہ بیان میں  
 میں ہے اور وہی یہ ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن المبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن مجھ کو جہیم  
 پر زیادہ بدو عا کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہے اور ہونے کے کہا کہ کچھ خوف نہ کر اس لئے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ تنہا  
 معبود جو آسمان پر ہے وہ شے نہیں ہے یعنی اس کے حق میں شے کا لفظ امت بولو کہ شے کا لفظ مخلوق کے حق میں  
 بولا جاتا ہے۔ صابونی کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ بن ابی حفص بخاری نے اپنی کتاب میں یہ بھی کہا ہے کہ ابراہیم بن ابی  
 نے ذکر کیا ہے کہ میں نے سنا ہے فضیل بن عیاض سے وہ فرماتے تھے کہ جب جہیم تجھ سے کہو کہ میں ایسے رب پر  
 ایمان نہیں لاتا جو اپنے جگہ سے سرک جاتا ہو تو کہہ کہ میں ایمان لاتا ہوں ایسے رب پر کہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ انتہی  
 اور فضیل کا قول ابو عبد اللہ بن اسماعیل بخاری نے بھی جہیم کے رد میں ذکر کیا ہے اور گویا کہ فضیل سے اونکو شاگرد  
 بن رہا ہو یہ نے یہ مقولہ لیکر علی بن ابی صالح جہمی کی قول کی تردید میں بیان کیا ہے اسکو بیہقی نے بسند صحیح الاسناد والصفات  
 میں روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے علی بن حسن بن زید سلمی نے کہ ہشام بن  
 عبد اللہ رازی شاگرد محمد بن حسن شیبانی نے ایک شخص کو جہمی ہونے کی وجہ سے قید کیا وہ تائب ہوا اور امتحان کیلئے  
 ہشام کے پاس لایا گیا ہشام نے اس سے کہا تو اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے  
 اس نے کہا میں معتقد ہوں کہ اللہ اپنے عرش پر ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ مخلوق سے جدا ہونا کیا ہے  
 ہشام نے کہا کہ اسکو پھر قید میں لیجاؤ یہ تائب نہیں ہوا ہے۔ اور عمدہ علمائے حنفیہ حافظ ابو جعفر طحاوی  
 نے بیان عقیدہ اہل سنت و جماعت موافق مذہب فقہاء ملت ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن الحسن میں لکھا  
 ہے کہ جو کوئی نفی اور تشبیہ سے نہیں بچا اسکو نغزش ہوئی اور تتر یہ کو نہیں پہنچا پھر کہا طحاوی نے کہ عرش  
 اور کسی حق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور وہ ہے پر وہاں عرش اور اس چیز سے  
 جو عرش کے نیچے سے اور وہ ہر شے کو محیط ہے اور اس کے اوپر ہے **میں کہتا ہوں** کہ ہوشیار سمجھا رہے  
 مخفی نہیں ہے۔

المتبصر المتدبر ناظر ظاهراً مرفياً ذكرنا من المجتمع بين الأمرين فافهم ولا تتوهم والله أعلم  
ولأبي لشيمه الأصمهاقي والبيهقي عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن أنس فجل رجل  
فقال يا أبا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استواءه فاطرق مالك رأسه حتى علاه الرضا  
ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول وألایان به واجب والسؤال عنه بدعة و  
أراك الامتداد عاثر أمر به أن يخرج ولأبي القاسم اللالكائي عن جعفر بن عبد الله قال جاء  
رجل إلى مالك فذكر نحوه هذه القصة والبيهقي بسند صحيح عن عبد الله بن وهب قال كنا  
عند مالك بن أنس فدخل رجل فقال يا أبا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استواءه  
فاطرق مالك وأخذته الرضا ثم رفع رأسه فقال الرحمن على العرش استوى كما  
وصف نفسه ولا يقال الكيف وكيف عنه مرفوع وأنت رجل سوّ صاحب بدعة فخرج  
قال فخرج الرجل وما روى يحيى وجعفر عن مالك كأنه أخذته عن شيخه ربيعة بن  
أبي عبد الرحمن المعروف بالرأي فخرج للخلال واللالكائي بسند كله أثمة من طريق سفيان  
بن عيينة والبيهقي في الاستمارة والصفات من طريق عبد الله بن صالح بن مسلم قال سئل  
ربيعه بن أبي عبد الرحمن عن قوله تعالى استوى على العرش كيف استواءه قال لا استواء غير  
مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة وعلى الرسول البلاغ وعلينا التصديق  
وكان ربيعة بلغه نحو ذلك عن أم المؤمنين أم سلمة فخرج ابن مندة وابن مردويه

کہ یہ متولدہ دلیل صریح ہے ہمارے بیان میں لارین پر سچ اور شک مت کرو واللہ اعلم۔ ابو الشیخ اصہب نے  
 اور بیہقی نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ ہم مالک بن انس کے پاس تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا  
 اللہ عرش پر بیٹھا ہے کس طرح بیٹھا ہے۔ مالک نے اپنا سر جھکا لیا اور اونکو پسینہ آگیا پھر کہا کہ استواء معلوم  
 ہے لیکن اسکی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اس پر ایمان لانا واجب اور اسکا پوچھنا بد  
 ہے اور میرے نزدیک بلا شک تو بدعتی ہے پھر اس کے نکال دینے کا حکم دیا اور ابو القاسم لاکا  
 نے جعفر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مالک کے پاس آیا اور اس کے مانند ذکر  
 کیا اور بیہقی نے بسند صحیح عبد اللہ بن وہب سے روایت کی ہے کہ ہم مالک کے پاس تھے ایک شخص نے  
 آکر کہا اے ابو عبد اللہ اللہ عرش پر بیٹھا ہے۔ کس طرح بیٹھا ہے۔ مالک نے سر جھکا لیا اور اونکو  
 پسینہ آگیا پھر اپنا سر اونٹھا کر کہا کہ رحمن عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ وہ خود منہ راتا ہے لیکن یہ  
 نہیں کہہ سکتے کہ کس طرح بیٹھا ہے اسکی شان اس سے ارفع ہے کہ کوئی کہے کیونکر ہے  
 اور تو بڑا آدمی اور بدعتی ہے پھر اسکو نکلوا دیا اور یحییٰ اور جعفر نے یہ جو مالک سے روایت کیا ہو  
 گویا کہ مالک نے اپنے شیخ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن المعروف بالراس سے اسکو سیکھا ہے چنانچہ خلال  
 اور لاکا نے ایسی سند سے کہ حسین بن سنان بن عیینہ کے طریق سے اور بیہقی نے  
 الاسماء والصفات میں عبد اللہ بن صالح ابن مسلم کے طریق سے روایت کیا ہے کہ  
 ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے قول (استوی علی العرش) کا مطلب پوچھا کہ  
 کس طرح بیٹھا ہے ربیعہ نے کہا کہ بیٹھنا معلوم ہے لیکن اسکی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اللہ تعالیٰ  
 نے پیغام بھیجا اور رسول کا کام تھا پیغام پہنچا دینا اور ہم پر لازم ہے اسکا تصدیق کرنا ہے  
 اور گویا کہ ربیعہ کو اسے کے مانند ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پہنچا ہے ابن مندہ

اور ابن مردویہ -



واللائكائي باسانيد صحيحة عن محمد بن اشرف الكوفي وابي كنانة الكوفي ثنا ابو المغيرة  
 النضر بن اسمعيل الحنفي ثنا قرة بن خالد عن الحسن بن امه عن امرسلة زوج النبي  
 صلى الله عليه وآله وسلم انها قالت لا استواء غير مجهول والكيف غير معقول  
 والاقرار بربايمان والجود به كفر وعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية عن  
 ابيه عن شريح بن النعمان عن عبد الله بن نافع الصائغ صاحب مالك وخصيصه  
 قال سمعت مالك بن انس يقول الله في السماء وعلمه في كل مكان قال الذهبي هذا  
 ثابت عن مالك وروى الحافظ عبد الغني المقدسي وشيخ الاسلام ابوا الحسن  
 علي الهكاري وغيرهما في جمعهم عقيدة الشافعي قال القول في السنة التي انا عليها  
 ورأيت اهل الحديث عليها الذين رأيتهم مثل سفيان ومالك وغيرهما الاقرار  
 بشهادة ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله وذكر اشياء ثم قال وان الله فوق  
 عرشه على سماء يقرب من خلقه كيف يشاء وينزل الى سماء الدنيا كيف يشاء وذكر  
 سائر الاعتقاد وروى المقدسي والهكاري عن الحسن بن هشام البدوي قال هذه  
 وصية محمد بن ادريس الشافعي اوصى ان يشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له  
 وذكر الوصية الى ان قال فيها والقرآن كلام الله غير مخلوق وان الله تعالى يرى في  
 الآخرة عيانا ينظر اليه المؤمنون ويسمعون كلامه وأنه تعالى فوق العرش وذكر

الشافعي  
 ومنه

اور لاکائی نے باسانید صحیحہ محمد بن اشدرس کوفی و ابو کنانہ کوفی سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ابو مغیرہ  
نضر بن اسمعیل حنفی نے بیان کیا کہ ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا وہ حسن بصری سے او نہون نے اپنے  
والدہ سے او نہون نے اُم سلمہ زوجہ مطہرہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کہ استواء معلوم ہے  
اور اسکی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اسکا اقرار ایمان اور انکار کفر و طغیان ہے اور عبد اللہ بن احمد نے  
جہمیہ کے رد میں اپنے والد سے او نہون نے شریح بن الثمان سے او نہون نے عبد اللہ بن نافع صالح مالک  
مخصوص شاگرد سے روایت کیا ہے کہ میں نے مالک بن انس سے سنا کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور  
اسکا علم ہر مکان میں ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مالک سے یہ ثابت ہے۔ اور حافظ عبد الغنی مقدسی اور شیخ  
الاسلام ابو الحسن علی ہنکاری وغیرہ نے اپنے مولفہ عقیدہ شافعی میں روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے  
فرمایا جس طریقہ پر میں ہوں اور وہ اہل حدیث جنکو میں نے دیکھا ہے اونکو اس پر دیکھا ہے مثل سفیان اور  
مالک وغیرہ کے وہ اقرار کرنا اور شہادت دینا ہے اس پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے  
رسول یعنی پیغام پہونچانے والے ہیں۔ پھر اور باتوں کے ذکر کے بعد یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں اپنے عرش کے  
اوپر ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق سے قریب ہوتا ہے اور دنیا کے آسمان کے طرف نزول فرماتا ہے  
جس طرح چاہتا ہے۔ پھر تمام عقائد کو ذکر کیا۔ اور مقدسی و ہنکاری نے حسن بن ہشام بدوی سے روایت  
کیا ہے کہ محمد بن ادريس شافعی کی یہ وصیت ہے کہ گواہی دیوے کہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ وحدہ لا شریک لہ  
کے سوا اور وصیت کا ذکر کیا یہاں تک کہ کھاکر آں اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ آخرت  
میں خوب ظاہر دکھائی دیگا اہل ایمان اسکو دیکھیں گے اور اسکا کلام پاک سنیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ  
عرش کے اوپر ہے پھر ذکر کیا۔

سائر الوصية وروى الحافظ عبد الرحمن بن أبي حاتم والقاضي الشهيد أبو الحسين محمد  
 بن القاضي أبي يعلى محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة والحافظ أبو موسى المديني  
 في الحافظ عبد الغني المقدسي في اعتقاد الشافعي عن يونس بن عبد الأعلى المصري قال  
 سمعت أبا عبد الله محمد بن إدريس الشافعي يقول وقد سئل عن صفات الله عز وجل وما  
 ينبغي أن يؤمن به فقال الله تبارك وتعالى أسماء وصفات جاء بها كتابه وأخبر بها  
 نبيه صلى الله عليه وآله وسلم أمته لا يسمع أحد من خلق الله قامت عليه الحجّة إلا  
 الإيمان بها إذ القرآن نزل به وصح عند بقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم فيما روي  
 عنه العدل فإن خالف ذلك بعد ثبوت الحجّة عليه فهو بآلة كفر فاما قيل ثبوت  
 الحجّة عليه من جهة الخبر فعدو رب الجاهل لأن علم ذلك لا يدرك بالعقل ولا  
 بالروية وبالفكر ونحو ذلك أخبار الله سبحانه أي أنا أنه سميع بصير وإن له يد ين  
 بقوله سبحانه بل يده مبسوطتان وإن له يميناً بقوله سبحانه والسموات مطويات  
 بيمينه وإن له وجهاً بقوله تعالى كل شيء ها لك إلا وجهه وقوله عز وجل ويبقى  
 وجه ربك ذو الجلال والإكرام وإن له قدماً بقوله صلى الله عليه وآله وسلم  
 حتى يضع الجبار فيها قدمه يعني في جهنم وأنه يضعك من عبده المؤمن بقوله صلى الله  
 عليه وآله وسلم الذي قتل في سبيل الله أنه لقي الله وهو يضعك اليه وأنه يهبط



تمام وصیت کو اور حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم پھر قاضی شہید ابو حسین محمد بن قاضی ابو یعلیٰ محمد بن فراء حنبلی نے طبقات حنا بلہ میں اور حافظ ابو موسیٰ مدنی پھر حافظ عبد الغنی مقدسی نے اعتقاد شافعی میں یونس بن عبد الاعلیٰ مصری سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا ہے ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی سے وہ کہتے تھے جب کسی نے اونسے اللہ کی صفات اور اس اعتقاد سے کہ جس پر ایمان لانا ضرور ہے پوچھا تھا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے لئے ایسے اسماء و صفات ہیں جنکو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور جنکی اوسکی نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو خبر دی ہے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو مجال اور وسعت نہیں کہ اونپر ایمان نہ لائے۔ جب اوسکے پاس حجۃ پہونچہ چکی ہو قرآن اور حدیث سے اسلئے کہ قرآن اوسل اعتقاد کو لایا ہے اور اوس آدمی کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہو چکا ہے بسبب روایت کرنے عادل ضابطہ لوگون کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لہذا بعد ثابت ہونے حجۃ کے اگر وہ شخص اس عقیدہ کے خلاف کرے تو اللہ کا منکر ہے۔ ہاں حجۃ ثابت ہونے سے پہلے جب تک کہ اس عقیدہ کی اوسکو خبر نہ پہونچی ہو معذور ہے معلوم ہونے کے وجہ سے اسلئے کہ اس عقیدہ کا علم نظر و فکر و عقل وغیرہ سے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور اسکی مثال یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہمو خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اور اللہ کے لئے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ اور اللہ کے لئے دہنا ہاتھ بھی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آسمانوں کو اکھٹا کر کے قیامت میں اپنی دہنی ہاتھ میں لیگا۔ اور اللہ کے لئے چھترہ بھی ہے اسلئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر شئی ہلاک ہوگی بجز اوسکی چھترہ کے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اسی محمّد تیری رب صاحب عظمت و کرامت کا چھترہ باقی رہیگا۔ اور اللہ کیلئے پانی بھی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (کہ جب دوزخ کہیگی میرا پیٹ نہیں بھرا ہے مجھ میں اور دوزخی ڈالو) اور وقت اللہ سبحانہ تعالیٰ دوزخ میں اپنے پیر کو رکھیگا (دوزخ کہیگی بس بس میرا پیٹ بھر چکا) اور اللہ ہنستا ہے اپنے بندے مومن سے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاتا ہے وہ اللہ سے ملتا ہے اس حال میں کہ اللہ اوسکے طرف ہنستا ہے

كل ليلة الى السماء الدنيا يخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بذلك وأنه ليس  
 بأعور لقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذكر الدجال قال انه أعور وان ربكم  
 ليس بأعور وان المؤمنين يرون ربهم يوم القيامة بأبصارهم كما يرون القمر ليلة  
 البدر وان الله تعالى اصبعاً بقوله صلى الله عليه وآله وسلم ما من قلب الا  
 وهوبين اصبعين من اصابع الرحمن عز وجل فان هذه المعاني التي وصف الله  
 تعالى بها نفسه ووصف بها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مما لا يدرك  
 حقيقة ذلك بالفكر والروية ولا يكفر بالجهل بها احد الا بانتهاء الخبر اليه  
 بها فان كان الوارد بذلك يقوم في الفهم مقام المشاهدة في السماع وجب  
 الدينونة على سامعها بحقيقته والشهادة عليه كما عاين وسمع من  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونحن نشبت هذه الصفات وننفي  
 التشبيه كما نفى ذلك عن نفسه تعالى ذكره فقال ليس كمثله شيء وهو السميع  
 البصير انتهى وروى السلفي فالذهبي عن علي بن عبد الله المحلواني قصة  
 حاصلها انه واصحابه كتبوا الى المروزي يسألونه ويستعلمون منه فكتب اليهم  
 الجواب وفيه في حق الله الحق تعالى السميع البصير العليم الخبير المنيع الرفيع  
 عال على العرش بان من خلقه وروى اللالكائي عن المروزي قال قلت لابي

استخوان دنیا پر اوترتا ہے جیسا کہ خبر دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اور اللہ کا نا نہیں ہے  
 جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت ذکر کیا تھا و جال کا لکھنا ہے۔ اور تمہارا  
 رب کا نا نہیں ہے۔ اور مسلمان قیامت میں اپنے رب کو اپنے انکھون سے دیکھینگے جیسا کہ چودھویں  
 رات کے چاند کو دیکھتے ہیں (کہ کسی قسم کا شک و شبہ اوسکے دیکھنے میں نہیں ہوتا ہے اسی طرح خدا  
 کے دیکھنے میں بھی شک و شبہ نہیں ہوگا) اور اللہ کے لئے اٹھلی بھی ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دل نہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے اندر ہے یہ تمام  
 صفتیں کہ جنکو اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کیلئے بیان فرمایا ہے اور اوسکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے اونکے ساتھ اوسکو موصوف کیا ہے از آن قبیل ہیں کہ اونکی حقیقت نظر و فکر سے دریافت  
 نہیں ہو سکتی اور نہ اونکے نہ جانتے سے کوئی کا فر بنتا ہے مگر بعد خبردار ہونے کے اگر یہ خبر قائم مقام مشاہدہ  
 اور معائنہ کی ہو تو سننے والے پر ان صفات کو حق جاننا اور اوسپر گواہی دینا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا یا دیکھا۔ اور ہم ان صفات کو ثابت کرتے ہیں اور اللہ کو  
 کسی مخلوق کے مشابہ نہیں کہتے ہیں جس طرح خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے کھا ہے کہ اوسکی مثل کوئی  
 چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ سلفی اور پھر ذہبی نے علی بن عبد اللہ حلوانی سے ایک  
 قصہ روایت کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ علی بن عبد اللہ اور اونکی ساتھیوں نے مزنی (تلمیذ خاص شافعی)  
 کے پاس پوچھنے اور معلوم کرنے کیلئے لکھا اوسکے جواب میں اللہ جل شانہ کی تعریف میں مزنی نے یہ تحریر کیا کہ  
 وہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے جاننے والا ہے خبر رکھنے والا ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے  
 جدا ہے۔ اور لاکائی نے مروزی سے روایت کیا ہے کہ میں نے۔



عبد الله أحمد بن حنبل ما معنى قوله وهو معكم ما يكون من نجوى ثلاثة إلا هو  
 رابعهم قال علمه محيط بالكل وربنا على العرش بلاحد وصفه وروى الخلال عن  
 يوسف بن موسى القطان قيل لا بن عبد الله أحمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة  
 على عرشه بائن من خلقه وعلمه وقدرته بكل مكان قال نعم وروى القاضى  
 ابوالحسن محمد بن الفراء الحنبلى في طبقات الخنابلة في ترجمة ابى العباس أحمد بن  
 جعفر الفارسى الاصبغى بسنده عنه قال قال ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل  
 هذه مذاهب اهل العلم واصحاب الاثر واهل السنة المتسكين بعروقتها  
 المعروفين بها المقتدى بهم فيها من لدن النبى صلى الله عليه وآله وسلم  
 الى يومنا هذا اكثر من ادركت من علماء اهل الحجاز والشام وغيرهم عليها فمن  
 خالف شيئا من هذه المذاهب او طعن فيها او عاب قائلها فهو مخالف  
 مبتدع خارج عن الجماعة زائل عن منهج السنة وسبيل الحق ثم ساقها بطولها  
 وفيها وخلق سبع سموات بعضها فوق بعض وسبع ارضين بعضها فوق  
 بعض وبين الارض العليا والسماء الدنيا خمسة امانه عامر وبين كل سماء الى  
 سماء مسيرة خمسة امانه عامر والماء فوق السماء العليا السابعة وعرش الرحمن  
 عز وجل فوق الماء والله عز وجل على العرش والكرسى موضع قدميه وهو يعلم

ابن عبد اللہ احمد بن حنبل سے اللہ تعالیٰ کے قول (وہو معکم ما یكون من بنوی ثلثة الا هو وابعہم) کے معنی دریافت کئے احمد نے کہا کہ اسکا علم سبکو محیط ہے اور ہمارا رب عرش پر ہے بدون کسی جدا اور صفت کے۔ اور خلل نے یوسف بن موسی القطان سے روایت کیا ہے کہ ابی عبد اللہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کیا اللہ ساتوین آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنے مخلوق سے جدا ہے اور اسکا علم و قدرت ہر مکان میں ہے۔ احمد نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اور قاضی ابوالحسن محمد بن الفراء حنبلی نے حنبلیوں کے طبقات میں ابی العباس احمد بن جعفر فارسی اصطخری کے ترجمہ میں لکھ دیا ہے کہ روایت کیا ہے کہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے یہ مذہب بین اہل علم و محدثین مستبعین سنت کے کہ جنہوں نے سنت کو مضبوط پکڑا ہے اور اس صفت میں مشہور و پیشوا ہیں عبد مبارک بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت تک اسلئے کہ میں نے مکہ اور مدینہ اور شام وغیرہ کے علماء کو اسی طریقہ پر پایا ہے لہذا جو کوئی ان مذہبوں میں سے کسی بات کا مخالف ہو یا اہل طعن کرے یا انکی متبع کو عیب لگائے وہ مخالف بدعتی جماعت سے خارج و طریق سنت و راہ حق سے دور ہے۔ پھر اس تمام بطول روایت کو بیان کیا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اس طرح کہ ایک کے اوپر دوسرا ہے اور اس طرح سات زمینوں کو پیدا کیا کہ ایک کے اوپر ایک ہی اور اوپر والے زمین سے دنیا کے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ ہے اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ ہے اور پانی اوپر والے ساتوین آسمان کے اوپر ہے اور رحمن عزوجل کا عرش پانی کے اچھائی اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور کرسی اس کے دونوں پیروں کے جگہ ہے اور وہ جانتا ہے۔

ما في السموات والارضين السبع وما بينهما وما تحت الثرى وما في قعر  
 البحار الى قوله ويعلم كل شيء لا يخفى عليه من ذلك شيء وهو على العرش فوق  
 السماء السابعة ودونه حجب من نار ونور وظلمة وما هو اعلم بها الى اخرها ههنا  
 واقواله فيه كثيرة جداً وللخلال في السنة عن حرب بن اسمعيل قال قلت  
 لاسحق بن راهويه في قول الله تعالى ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم كيف  
 تقول فيه قال حيث ما كنت فيه فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن  
 من خلقه ثم ذكر عن ابن المبارك هو على عرشه بائن من خلقه ثم قال واعلى شيء  
 من ذلك واثبت قوله تعالى الرحمن على العرش استوى والبيهقي بسند صحيح عن  
 الاوزاعي امام اهل الشام قال كنا والتابعون متوافرون نقول ان الله فوق عرشه  
 ونؤمن بما وردت به السنة من صفاته وقال شيخ الاشاعرة ابو الحسن علي الاشعري  
 في كتابه الابانة عن اصول الديانة باب ذكر الاستواء على العرش ان قال قائل  
 ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله عز وجل مستوي على عرشه كما قال  
 الرحمن على العرش استوى وقد قال الله عز وجل اليه يصعد الكافر الطيب وقال  
 بل رفعه الله اليه وقد قال عز وجل يدبر الامر من السماء الى الارض ثم يعرج  
 اليه وقال حكاية عن فرعون يا هامان ابن لي صرحاً لعلي ابلغ الاسباب اسباب

اسحق

الاوزاعي

الاشعري



جو کچھ ساتون آسمان و زمین اور اونکی درمیان میں ہے اور جو کچھ تخت الشریٰ میں اور دریاؤں کے تہ میں ہے۔ (احمد بن حنبل کے) اس مقولہ تک کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اوسپر کچھ چپا نہیں رہتا اور وہ عرش پر ساتون آسمان کے اوپر ہے اور اوس سے وری اگ اور نور اور اندھیری کے پردہ میں اور وہ کچھ جسکو وہ خوب جانتا ہی اختتام بیان تک۔ اور احمد بن حنبل کے اقوال اس بارہ میں نہایت کثرت سے ہیں اور خلال نے حرب بن اسمعیل سے کتاب السنہ میں روایت کیا ہے کہ میں نے اسحق بن راہویہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے قول (مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةَ اَلا هُوَ سُبْحَانَهُ) میں کیا کہتے ہو۔ کہا جس جگہ تو ہو وہ تیری شاہ رگ سے قریب تر ہے اور وہ اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ پھر اسحق نے ابن المبارک سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے۔ اپنے مخلوق سے جدا ہے۔ پھر کہا کہ اعلیٰ ترین و بہترین ثبوت اسکا اللہ تعالیٰ کا قول (الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی) ہے۔ اور یہی نے بسند صحیح اور زامی امام اہل شام سے روایت کیا ہے کہ ہم کہتے تھے اسوقت میں کہ تابعین بکثرت موجود تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور اللہ کے اذن صفات پر ہم ایمان رکھتے ہیں کہ جو احادیث نبویہ میں وارد ہیں۔

اور شیخ الاشاعرہ ابو الحسن علی اشعری نے اپنی کتاب الابانہ عن اصول الدیانہ کے (جو عقاید میں ہے) باب الاستواء علی العرش میں لکھا ہے اگر کوئی پوچھے استوار میں تم کیا کہتے ہو۔ اوس سے لکھا جائیگا کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے (الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی) اور فرماتا ہے (اَلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلَمُ الطَّيِّبُ) اور عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا (بَلِّغْهُمْ اِلَیَّهِ) اور فرمایا کہ وہ تدبیر سے اوتار تا ہے کام آسمان سے زمین تک۔ پھر وہ اوسیکے طرف چڑھ جاتا ہے اور فرعون کا یہ مقولہ حکایت کیا۔ اسی بامان میرے لئے ایک ایسا محل بنا کہ آسمانوں کے راستوں پر ہو نچکر۔

تمام زمینوں کے نیچے ۱۲ کوئی سرگوشی تین میں نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ادا نکا چوتھا ہوتا ہی ۱۲ رحمن عرش پر بیٹھا ۱۲ اللہ کے طرف چڑھتی ہیں ک  
کلمہ ۱۲ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اونکو اپنے طرف ادھالیا ۱۲

السموات فاطلع الى الله موسى واني لاظنه كاذباً كذب موسى عليه السلام  
 في قوله ان الله عز وجل فوق السموات - وقال عز وجل امنتم من في السماء  
 ان يخسف بكم الارض فالسموات فوقها العرش فلما كان العرش فوق السموات  
 قال عز وجل امنتم من في السماء لانه مستوي على العرش التي فوق السموات وكل  
 ما علا فهو سماء فالعرش اعلى السموات وليس اذا قال امنتم من في السماء  
 يعني جميع السموات وانما اراد العرش الذي هو اعلى السموات الا ترى ان الله  
 عز وجل ذكر السموات فقال وجعل القمر فيهن نورا ولم يرد ان القمر يملأهن  
 جميعا وانه فيهن جميعا ورأينا المسلمين جميعا يرفعون ايديهم اذا دعوا نحو  
 السماء لان الله عز وجل مستوي على العرش الذي هو فوق السموات فلو لا ان الله  
 عز وجل على العرش لم يرفعوا ايديهم نحو العرش كما لا يحطونها اذا دعوا الى الارض  
 الى اخر ما ذكر في تحقيق الامر والرد على من انكروا قال شيخ الاسلام ابو عبد الله  
 محمد بن خفيف الشيرازي المحدث الفقيه الشافعي الصوفي في عقيدة الصوفية و  
 يعتقد انه على عرشه استوى وانه ينزل الى السماء الدنيا عند الاسماء بمعنى الصفة  
 لا بمعنى الامثال وانه خلق آدم لا بيد قدرته بل بيد صفته وهكذا جميع الانبياء  
 الصفياء التي رويت في الصفات يعتقد ايماننا وتسليما لا مقايسة ولا مفايسة

ظ  
الذي

شيخ الاسلام ابن  
خفيف الصوفي

موسىٰ کے معبود کے طرف جھانکنا اور مبین اور سکون گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ فرعون موسیٰ علیہ السلام کے اس بیان کو جھٹلاتا تھا کہ اللہ عزوجل آسمانوں کے اوپر ہے۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اور اس ذات پاک سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ تم کو زمین میں دھنسا دیوے۔ کیونکہ وہ عرش پر بیٹھا ہے اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے جب عرش آسمانوں کے اوپر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے۔ اور (محاورہ عرب میں) ہر بلند چیز آسمان ہے اس لئے عرش اعلیٰ ترین سموات اور (امنتہ من فی السماء) کے کھننے سے تمام آسمان مراد نہیں ہیں بلکہ عرش جو سب آسمانوں سے بلند ہے وہ مراد ہے۔ دیکھو اللہ عزوجل نے آسمانوں کے ذکر میں فرمایا اور چاند کو اور مبین نور بنایا۔ اس سے یہ مقصود نہیں کہ چاند نے تمام آسمانوں کو بہر رکھا ہے اور وہ اون سب میں ہے۔ اور ہم کل مسلمانوں کو دعا کے وقت آسمان کے طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی لئے کہ اللہ عزوجل عرش پر بیٹھا ہے جو آسمانوں کے اوپر ہے اگر وہ عرش پر نہ ہوتا تو عرش کی طرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے جس طرح کہ زمین کے جانب دعا کے وقت ہاتھ نہیں جھکاتے اس امر کی تحقیق اور اس کے منکرین کی تردید کے آخر بیان تک۔

اور کھاشیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن حنفیہ شیرازی محدث فقیہ شافعی صوفی نے صوفیہ کے عقیدہ میں اور یہ اعتقاد رکھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر بیٹھا ہے اور وہ دنیا کے آسمان کی طرف سلم کے اوقات میں نزول فرماتا ہے باعتبار صفت کی تہ باعتبار جسم کے اور اس نے آدم کو اپنے صفت کے ہاتھ سے بنایا ہے یہ معنی نہیں کہ خدا سے بنایا اور اس طرح تمام روایات صحیحہ پر جو اللہ تعالیٰ کے صفات کے بیان میں وارد ہیں اعتقاد کر کے ایمان لائے اور تسلیم کرے قیاس و عقل کو دخل نہ دے۔



هذا وقد افرج جمع من حفاظ الحديث وابقاظ المحققين توالياً لهذا فلا حاجة  
 بنا الى الاطالة ههنا (فتبلي) في فتح الباري عن ابي طاهر محمد بن عبد الرحمن  
 الخالص الذهبي صاحب كتاب العلم من طريق عبد الله بن شريك العامري عن ابيه  
 قال قيل لعلي ان هنا قوما على باب المسجد يدعون انك ربهم فدعاهم فقال لهم  
 ويلكم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد  
 مثلكم اكل الطعام كما تأكلون واشرب كما تشربون ان اطعت الله انا بنى ان شاء  
 وان عصيت خشيت ان يعذبني فاتقوا الله وارجعوا فابوا فلما كان الغد غدوا  
 عليه فجاء قبر فقال قد والله رجعوا يقولون ذلك الكلام فقال ادخلهم فقالوا  
 كذلك فلما كان الثالث قال لئن قلتم ذلك لاقتلنكم يا خبيث قتلة فابوا الا ذلك  
 فقال يا قبر اني يفعل معهم مرورهم فخذ لهم اخذوا بين باب المسجد والقصر  
 وقال احضروا فابعدوا في الارض وجاء بالخطب فطرحه بالنار في الاخدود وقال في  
 طارحكم فيها او ترجعوا فابوا ان يرجعوا فخذف بهم فيها حتى اذا احترقوا قال  
 اني اذا رأيت امرا منكرا او قدت ناري ودعوت قبرا وهذا سند حسن انتهى وقد  
 حدث في هذا الزمان احداث على اثارهم يهرعون فانا لله وانا اليه راجعون يجب  
 اشد الوجوب على اولي الامر ويتحتم اوكد الحتم على اهل العلم والقدر ان يعتنوا ويهتموا

یہ یاد رکھو۔ اور اس بارہ میں بہت سے حفاظ محدثین اور باخبر محققین نے مستقل تصانیف کی ہیں۔ اسلئے ہکوزیہ بیان کرنے کے یہاں ضرورت نہیں ہے۔ (تذنیہ) فتح الباری میں ابی طاہر محمد بن عبد الرحمن المخلص فریب مصنف کتاب العلم سے بطریق عبد اللہ بن شریک عامری اونکی باپ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہاں مسجد کے دروازہ پر چند ایسے لوگ ہیں جو آپ کو اپنا رب کہتے ہیں۔ حضرت نے اونکو طلب فرما کر پوچھا تمہاری خرابی ہو تم کیا کہتے ہو اونہوں نے کہا کہ آپ ہمارے رب ہیں اور خالق۔ رزاق ہیں۔ فرمایا تمہاری خرابی ہو میں بھی تم جیسا بندہ ہوں جس طرح تم کھانا کھاتے پانی پیتے ہو میں بھی کھاتا پیتا ہوں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو وہ چاہے تو مجھکو ثواب عطا کرے اور اگر نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں کہ مجھکو عذاب دیوے۔ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اس بد عقیدہ سے باز آؤ اونہوں نے انکار کیا اور دوسرے دن پھر آئے قبر (مولا حضرت کے مولیٰ) نے اگر قسمیہ عرض کیا کہ وہ لوگ پھر وہی کلام کہتے ہیں فرمایا کہ اونکو لاف اونہوں نے اگر ویسا ہی کھا۔ تیسرے روز فرمایا اگر تم ایسا کہو گے تو تکو میں بہت بری طرح قتل کروں گا وہ لوگ اپنی بات پر اڑی ہوئی رہے حضرت نے فرمایا اسی قبر مزدور اونکو مع اونکی آلات کے لے آؤ۔ پھر مسجد اور محل کے درمیان اونکے لئے ایک خندق بنوائی اور فرمایا کہو دو اور زمین میں دو رنگ کہو دو اور اس کھائی میں لکڑیاں اگ کے ساتھ ڈلو این اور فرمایا کہ میں تمکو اس میں ڈالوں گا تم توبہ کرو۔ اون لوگوں نے تائب ہونے اور اپنے عقیدہ سے رجوع کرنے سے انکار کیا آپ نے اونکو اس خندق میں گروا دیا جب وہ لوگ جل گئے تو فرمایا جب میں کوئی بری بات دیکھوں گا اگت جلو اگر قبر کو بلاؤں گا۔ اور یہ سند حسن ہے۔ اب اس زمانہ میں بھی کچھ مبتدع لوگ اونہیں سوختہ کردہ گان حضرت ولایت مآب کے پیرو پیدا ہوئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حکام و علماء و ذی قدرت لوگوں پر نہایت ضروری اور اشد واجبات سے ہے کہ اس طرف متوجہ رہیں اور باہتمام تمام۔

بازالة هذا الامر وعطا وبياننا ويعزروهم غاية التعزير حبسا وخربا وقتلا اعلانا  
 والتوفيق من الله رب كل شئ فسيحان الذي بيد ملكوت كل شئ وفي خطبة للولي  
 على المرتضى يوشك ان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ومن القرآن الا رسم وفيها  
 مساجدكم يومئذ عامرة وقلوبكم وابداً نكم خربة من الهدى شر من تحت ظل  
 السماء فقهاء كم منهم تبدد والفتنة وفيهم تعود اخرجهم البيهقي في شعب  
 الايمان واشار اليه البخاري في الرد على الجهمية لا يستطيع احد من  
 الانام ان يرى الله تعالى في دار الدنيا الا في المنام وفي  
 القلب بحقيقة الايمان بالرب قال ذوالجلال المتعال ولما جاء  
 موسى ليقاتنا وكله ربه قال رب ارنى انظر اليك قال لن تراني الآية قال  
 ابن ابى شيبه في مصنفه ثنا وكيع عن حسن بن صالح عن منصور عن شيخ يكنى ابا  
 محمد ان الحسين بن علي كان يقول في قوت الوتر اللهم انك ترى ولا ترى وانت  
 بالمتنظر الاعلى الحديث وقال ابو يعلى في مسنده نا ابراهيم بن محمد بن محمد بن محمد بن  
 عباد الهنائي نا البراء بن ابى فضالة نا الحضرى عن ابى مريم رضيع الحارود قال  
 كنت بالكوفة فقام الحسن بن علي خطيبا فقال ايها الناس رايت الباردة في منامى  
 عجا رايت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم حتى قام



اس عقیدہ فاسدہ کو پند و نصیحت و قید و قتل اور ضرب و تشہیر کی سخت سزائیں دیکر دفع کریں اور توفیق اللہ  
 ہر شے کے مالک کی طرف سے ہو اور پاک ہو وہ ذات ستودہ صفات کہ جسکے ہاتھ میں ہر شے کی ملکیت ہے۔  
 اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ایک خطبہ میں ہو قریب ہو کہ اسلام کا صرف نام اور  
 قرآن شریف کے فقط حرف باقی رہ جائیں گی۔ تنہا ری مسجد میں اس زمانہ میں آباد اور دل و بدن  
 ویران ہدایت سے خالی ہونگے آسمان کے نیچے سب سے بدتر ملہا رسے علماء ہونگے اور انہیں  
 سے فساد شروع ہوگا اور انہیں کی جانب عود کرے گا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا  
 ہے اور جب کے رو میں بخاری نے ہی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس وار دنیا میں  
 کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر خواب میں یا پختگی ایمان کے باعث دل سے رب کے اوپر ایمان لائیںکی حقیقت  
 میں فرمایا ذوالجلال متعال نے جبکہ آئے موسیٰ ہمارے وقت موعود پر اور انکے رب نے اونے کلام  
 کیا موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب دکھلا مجھکو اپنی ذات پاک کہ دیکھوں میں تجھکو فرمایا اللہ تعالیٰ  
 نے کہ تو مجھکو بہتین دیکھ سکیگا۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کہا کہ ہم سے وکیع نے حدیث کی حسن  
 بن صالح سے حسن بن صالح نے منصور سے منصور نے ایک شیخ سے کہ جبکی کنیت ابو محمد ہو ابو محمد نے  
 کہا کہ حسین ابن علی قنوت وتر میں پڑھا کرتے تھے کہ اے بار خدا تو دیکھتا ہے اور تجھے کوئی نہیں  
 دیکھتا اور تو دیکھنے کے اس مقام پر ہے جو بہت اونچا ہے تمام حدیث دیکھو۔ اور ابو یعلیٰ نے  
 اپنی سند میں کہا کہ ہسوی بیان کیا ابراہیم بن محمد بن عرعہ نے کہ ابراہیم نے کہا کہ ہم سے محمد بن عباد بنائی نے بیان کیا اور محمد  
 کہا کہ ہم سے براہ بن ابی فضالہ نے بیان کیا براہ نے کہا کہ ہم سے حضرمی نے بیان کیا ابی مریم  
 سے روایت کر کے جو چارود کا دودہ پلایا ہوا ہے ابو مریم نے کہا کہ میں کوفے میں تھا حسن  
 بن علی نے خطبہ پڑھا فرمایا کہ اے لوگو آج کی رات میں نے اپنی خواب میں ایک عجیب کی  
 چیز دیکھی میں نے رب کو اس کے عرش کے اوپر دیکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم آئے یہاں تک کہ۔

قال رأيت رب العزة في المنام فقلت يارب ما أفضل ما يتقرب به المتقربون إليك  
 فقال بكلامي يا أحمد قلت يارب بفهم أو بغير فهم قال بفهم وبغير فهم أخرجهم جماعة  
 من الحفاظ آخرهم ابن الجزري في النشر في القراءات العشر قال صاحب الخلاصة من  
 الحنفية وفي الفتاوى رؤية الله تعالى وتقدس في المنام تكلموا فيها قال بعض  
 المشايخ يجوز منهم الإمام الزاهد دكن الإسلام الصغار الانصارى قال المصنف  
 وافقه جدي شيخ الإسلام عبد الرشيد بن الحسين وأكثر مشايخ سمرقند لا يجوزون  
 ذلك حتى قال الشيخ الإمام أبو منصور الماتريدي من قال هكذا فهو شر من عابد الوثن  
 وعليه المحققون من مشايخ بخارى منهم جدي أبو أمي الإمام ظهير الدين الكبير وابنه  
 خالي انتهي وفيما مضى عن الإمام علي المرتضى تحقيقاً لما رأى إمام الحسن المجتبي وماعن أبي  
 حنيفة وأحمد رده على كل من خالفه وقال المولى علي المرتضى لم تتركه العيون بمشاهدة  
 العيان ولكن رأته القلوب بحقائق الايقان وفي رواية لم تتركه العيون بمشاهدة الابصار  
 ولكن رأته القلوب بحقائق الايمان رواه فئة من اهل السنة والشيعة وله شواهد  
 في كتاب الاحسان هو بها متعاظداً لا يستطيع احد ثناء على الله  
 انما الله تعالى كما اثني على نفسه روى ابن ابي شيبة وأحمد وابن منيع  
 والاربعة وابو يعلى ويوسف القاضى في سننه والطبراني في الاوسط والحاكم

(یعنی احمد بن حنبل نے) کہا کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اے رب کون سا افضل کام ہے جس سے مقرب لوگ تجھ سے نزدیک ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اے احمد میرے کلام سے۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بدون سمجھے۔ فرمایا سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اوسکو حفاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا اور انکے آخر ابن جرزی نے نشرفی قراءات العشرین لکھا ہے حنفیوں میں سے صاحب خلاصہ نے کہا قاضی میں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے کے مسئلہ میں علمائے گفتگو کی ہے بعض مشائخ اسکے جواز کے قائل ہیں کہ اللہ کو خواب میں آدمی دیکھ سکتا ہے۔ انہیں سے امام زاہد رکن الاسلام صفار انصاری ہمین صاحب خلاصہ نے کہا کہ میرے دادا شیخ الاسلام عبدالرشید بن حسین نے صفار سے اتفاق کیا ہے اور اکثر مشائخ سمرقند کے اسکو جائز نہیں رکھتے یہاں تک کہ ابو منصور ماتریدی نے لکھا جو اللہ کی رویت کا خواب میں قائل ہو وہ بت پرست سے بدتر ہے اور اسی پر محققین مشائخ بخارا ہیں اور میرے سامان ظہیر الدین کبیر اور میرے مامون او نہیں میں ہیں انتہی۔ اور حضرت علی کا حضرت امام حسن مجتبیٰ کے خواب کو تصدیق فرمانا اور ابو حنیفہ اور احمد کا اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا جو سابق میں منقول ہوا ہے ہر ایک مخالف کی تردید کرتا ہے۔ اور مولیٰ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اللہ کو انکھوں نے نہیں دیکھا لیکن دلون نے چھتہ یقینوں سے دیکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انکھوں نے اوسکو نظر نہ نہیں دیکھا لیکن دلون نے ایمان کی حقیقت سے دیکھا ہے۔ اسکو حضرت علی سے ایک جماعت اہل سنت و شیعہ نے نقل کیا ہے اور اسکی بہت سی شہادتیں کتاب الاحسان میں ہیں جس سے یہ حدیث قوت پاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی کسی کو قدرت نہیں ہے اوسکی ذات پاک ویسی ہی ہے کہ جس طرح اوس نے خود اپنی ذات پاک کی تعریف فرمائی ہے ابن ابی شیبہ اور احمد و ابن منیع اور اصحاب سنن اربعہ اور ابو یعلیٰ اور یوسف قاضی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے۔



والمستدرك والبيهقي في السنن والضياء في المختارة عن عبد الرحمن بن الحارث بن  
 هشام عن علي بن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يقول في آخر وتره اللهم إني أعوذ  
 برضائك من سخطك وأعوذ بمعافائك من عقوبتك وأعوذ بك منك لا أحصى ثناءً  
 عليك أنت كما أثنيت على نفسك ورواه الطيالسي بلفظ لا أحصى نعمتك ولا ثناء  
 عليك ورواه النسائي في الكبرى فابن السني في عمل اليوم والليلة عن إبراهيم بن عبد الله  
 بن عبد القاري عن علي بن أبي طالب قال كنت عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 ذات ليلة فكنت اسمع إذا فرغ من صلواته وتبوا أمضجه يقول اللهم إني أعوذ بك من  
 عقوبتك وأعوذ برضائك من سخطك وأعوذ بك منك لا أستطيع ثناء عليك ولو حصر  
 ولكن أنت كما أثنيت على نفسك الآيمان بملائكة الرحمن تعالى كما ذكر في  
القرآن والأخبار والآثار عن أهل بيت النبوة والعرفان قال الله المتعال كل آمن بالله  
وملائكته الآية وقال الله المتعال الحمد لله فاطر السموات والأرض جاعل الملائكة  
 رسلاً أولى أجنحة مثنى وثلاث ورباع يزيد في الخلق ما يشاء الآية وقال الله المتعال  
 ينزل الملائكة بالروح من أمره على من يشاء من عباده أن أنذروا أنه لا اله إلا أنا  
 فاتقون وقال تنزل الملائكة والروح فيها بإذن ربهم وذكرا لله تعالى الملائكة في  
 القرآن لا يحصى وأخرج ابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن الأنباري في كتاب <sup>الأضداد</sup>

مستدرک میں اور یہ سبقتی نسبن میں اور ضیاء نے مختارہ میں عبدالرحمن ابن حارث بن ہشام سے اور انہوں نے حضرت  
صلی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وتر کی آخر میں پڑھتے تھے اے اللہ میں پناہ مانگتا  
ہوں تیرے رضا کی ساتھ تیری غصہ سے اور تیرے دی ہوئی راحت کے ساتھ تیری عذاب سے اور تیری ذات کے ساتھ  
مجھ سے مجھ کو تیری تعریف کی طاقت نہیں تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی ذات کی تعریف فرمائی ہے۔ اور  
طیالسی کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ میں تیری نعمت اور ثنا کو گہیر نہیں سکتا اور نسائی نے کبریٰ میں اور ابن سنی نے  
عمل الیوم واللیدہ میں ابراہیم بن عبد اللہ ابن عبد قاری سے ابراہیم بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ  
میں ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہا میں نے سنا کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹ کر  
فرماتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری رضا کی ساتھ تیرے غصہ سے  
اور تیری ذات کے ساتھ مجھ سے مجھ میں طاقت نہیں تیری ثنا کی اگرچہ میں حرص کروں۔ لیکن تو ویسا ہے جس طرح تو نے  
اپنی ثنا کی ہے۔ ایمان لانا رحمن کے فرشتوں پر جس طرح کہ قرآن و احادیث و اقوال اہل بیت النبوة و العرفان میں مذکور  
ہیں فہم یا اللہ متعال نے کہ سب یعنی نبی اور مؤمن ایمان لائے اللہ پر اور اس کی نعمت کو پورے فہم یا اللہ متعال نے کہ سب  
تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اور فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دود و اور  
تین تین اور چار چار پر ہیں۔ زیادہ کرتا ہے اپنی خلقت میں جو چاہتا ہے۔ اور فہم یا اللہ متعال نے کہ او تار تہ ہے  
فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے کہ لوگوں کو ڈر سناؤ کہ نہیں کوئی معبود  
سوائے میرے سو مجھ سے ڈرو۔ اور فہم یا فرشتے اور روح اپنے رب کے اذن سے شب قدر میں اترتے ہیں۔ قرآن میں  
اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ذکر بہت جگہ کیا ہے۔ ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور ابن انباری نے کتاب  
الاضداد میں۔

وأبو الشيخ في العظمة والبيهقي في الاسماء والصفات عن علي بن أبي طالب في قوله  
 تعالى ويسألونك عن الروح قال هو ملك من الملائكة له سبعون ألف وجه لكل وجه  
 منها سبعون ألف لسان لكل لسان منها سبعون ألف لغة يسبح الله تعالى بتلك  
 اللغات كلها يخلق الله من كل تسبيحة ملكا يطير مع الملائكة الى يوم القيمة وقال تعالى  
 والطور وكتاب مسطور في رقي منشور والبيت المعمور الآية وروى اسحق بن اهوويه  
 والحارث بن ابي اسامة في مسندهما وابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم في تفاسيرهم  
 والصابوني في المأثورين والبيهقي في شعب الایمان عن خالد بن عرفة قال قال علي سلوني  
 عما شئتم ولا تسئلوني الا عما ينفع او يضر فقال رجل يا امير المؤمنين ما الذاريات  
 ذروا قال ويحك الم اقل لك لا تسأل الا عما ينفع او يضر تلك الرياح قال فما المقسمات  
 امر ا قال تلك الملائكة قال فما البيت المعمور قال بيت في السماء يقال له الضراح وهو  
 بحيال الكعبة من فوقها حرمة في السماء كحرمة البيت في الارض يصلي فيه كل يوم  
 سبعون الفا من الملائكة فلا يعودون اليه ابد الى قوله في بناء البيت هبط جبريل  
 على ابراهيم بالحجر الاسود الحديث وروى عنه بعضه الا زرق في تاريخ مكة ولعبد  
 الرزاق وابن جرير وابن المنذر وابن الانباري في المصاحف عن ابي الطفيل ان ابن الكواء  
 سأل عليا عن البيت المعمور ما هو قال ذلك الضراح بيت فوق سبع سموات تحت العرش



اور ابو الشیخ نے عطلہ بین اور بیہقی نے اسما والصفات میں علی بن ابیطالب رضی سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے اور پوچھتے ہیں تجھسی حال روح کا فرمایا کہ وہ ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے اوسکے ستر ہزار سنہ ہیں ہر سنہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں ہر زبان میں ستر ہزار بولیاں ہیں وہ ان سب بولیوں میں اللہ کی پاکی بولتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکے ہر ایک پاکی کے کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اوڑتا ہے قیامت کے دن تک۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قسم ہے طور کی اور اوس کتاب کی کہ لکھے گئی ہے کشادہ ورق میں اور قسم ہے بیت سمور کی اسحاق بن راہویہ اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں۔ اور صابونی نے مائتین میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں خالد بن عرعرة سے روایت کیا کہ فرمایا حضرت علی نے مجھ سے سوال کرو جو چاہو مگر وہ باتیں پوچھو کہ مفید یا مضر ہوں۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین (الذاریات ذموا) سے کیا مراد ہے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں کہ چکا ہوں کہ مت سوال کرو مجھ سے مگر مفید یا مضر باتوں کا۔ ذاریات ہوائیں ہیں۔ اوس نے عرض کیا کہ (المقسمات اصل) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ فرشتے ہیں۔ عرض کیا کہ بیت المعمور کیا ہے۔ فرمایا ایک مکان ہے آسمان میں اوسکو خراج کھتے ہیں اور وہ کعبہ کے اوپر اوسکے مقابل میں ہے اوسکی حرمت آسمان میں ایسی ہے جیسی کعبہ کی حرمت۔ میں میں ہے اوس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں پھر وہ کبھی اوسکے طرف نہیں آتے۔ اوسکے بعد ذکر تعمیر کعبہ میں منسہر بابا اور جبریل حجر اسود کو لیکر حضرت ابراہیم کے پاس و ترے آخر حدیث تک دیکھو اور ازرقی نے اس حدیث کا بعض حصہ حضرت علی سے تاسیخ مکہ میں نقل کیا اور عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن انباری نے مصداق میں ابی الطفیل سے روایت کیا کہ ابن گواء نے حضرت علی سے پوچھا کہ بیت المعمور کیا چیز ہے فرمایا کہ وہ ایک مکان موسوم بضرع ہے ساتویں آسمان کی اوپر عرش کے نیچے۔

يدخله كل يوم سبعون ألف ثم لا يعودون اليه الى يوم القيامة ونحشيش بن  
اصر في الاستقامة عن علي قال اول ما خلق الله تعالى القلم ثم خلق النون وهي  
الدواة ثم خلق اللوح فكتب الدنيا وما يكون فيها حتى تفتنى من خلق مخلوقا وعمل معمول  
بر او فجورا وما كان من رزق حلال وحرام او رطب ويابس ثم وكل بذلك الكتاب  
ملكه و وكل بالخلق ملائكة وقال المتعال له معقبات من بين يديه ومن خلفه  
يحفظونه من امر الله وقال وان عليكم محافظين كراما كاتبين يعلمون ما تفعلون  
ولا بن المنذر و ابى الشيخ عن علي في قوله تعالى معقبات من بين يديه ومن خلفه  
يحفظونه من امر الله قال ليس من عبد الا معه ملائكة يحفظونه من ان يقع عليه  
حائط او يتردى في بئر او يأكله سبع او غرق <sup>بحرق</sup> فاذا جاء القدر دخلوا بيته وبين  
القدر و لا بن داود في القدر و ابن ابى الدنيا في مكان الشيطان و ابن عساكر في  
تاريخ دمشق عن علي قال لكل عبد حفظة يحفظونه لا ينحر عليه حائط او يتردى  
في بئر او تصيبه دابة حتى اذا جاء القدر الذي قدر له خلت عنه الحفظة فاصابه  
ما شاء الله ان يصيبه وفي لفظ ابى داود انه ليس من الناس احدا الا وقد وكل به  
ملك فلا تريد دابة ولا شيء الا قال اتقه اتقه فاذا جاء القدر خلا عنه ولا بن  
سعد و ابن جرير و ابن عساكر عن ابى مجلز قال جاء رجل من مراد الى علي وهو يصلي في المسجد

اوسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر قیامت تک اوسکے طرف پلٹ کر نہیں آتے۔ اور خشیش بن اصرم نے استقامت میں حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ اول اللہ نے قلم کو پیدا کیا پھر نون کو اور وہ دوات ہے۔ پھر لوح محفوظ کو اور اوسمیں دنیا اور دنیا کی سب اشیاء کا حال فنا ہونے تک لکھا مخلوق کی پیدائش اور اعمال بدو نیک اور رزق حلال اور حرام یا تراور خشک جو کچھ ہوا۔ پھر اوس کتاب پر فرشتوں کو مقرر کیا اور خلقت پر فرشتوں کو مقرر کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بندہ کے لئے ایک کے بعد ایک آنیوالے ہیں اوسکے آگے سے اور اوسکے پیچھے سے کہ حفاظت کرتے ہیں اوسکی اللہ کے حکم سے۔ اور فرمایا تمہارے اوپر نگہبان ہیں عزت والے لکھنے والے جانتے ہیں جو تم کرتے ہیں اور ابن منذر اور ابوالشیخ نے اللہ تعالیٰ کے قول (لَا مَعْقَبَاتَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ) کی تفسیر میں حضرت علی سے روایت کیا کہ ہر بندہ کے ساتھ فرشتے ہیں جو اوسکو بچاتے ہیں دیوار کے نیچے دب جانے یا کنوین میں گرنے یا درندہ کے پہاڑ کھانے یا ڈوب جانے یا جل جانے سے پھر جب وقت مقدر آتا ہے وہ فرشتے اوس سے اور مقدر چیز سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور ابوداؤد نے کتاب القدر میں اور ابن ابی الدنیاء نے مکائد الشیطان میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ہر بندے کے لئے نگہبان ہیں جو اوسکی نگہبانی کرتے ہیں کہ اوسپر کوئی دیوار نہ کر پڑے یا کنوین میں نہ گرے یا جانور یا زندہ دیوی بیہانتگ کہ جب وقت مقدر آتا ہے جو اوسکے لئے ٹھہرایا ہوا ہے۔ حفاظت کرنے والے فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ پہونچانا چاہتا ہے پہونچتا ہے۔ اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں ہر آدمی پر ایک فرشتہ مقرر ہے جب کوئی جانور یا کوئی چیز اوسکو اذیت رسانی کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ کھتا ہے علیحدہ رہ علیحدہ رہ جب تقدیری امپیش آتا ہے تو اوسکو چھوڑ دیتا ہے اور ابن سعد اور ابن جریر اور ابن عساکر نے ابی مجلز سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی حضرت علی کے خدمت میں آیا اور آپ مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔

اوسکے لئے یعنی بندے کیلئے ایک کے بعد ایک آنیوالے ہیں اوسکے آگے سے اور اوسکے پیچھے سے کہ اوسکی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے



فقال احترس فان اناسا من مراد يريدون قتلك فقال ان مع كل رجل ملكين  
 يحفظانه مما لم يقدر فاذا جاء القدر خليا بيده وبينه ولا بى داود وخشيش بن عساكر  
 عن يعلى بن ممره نحو زيادة ولا بى داود وابن عساكر عن قتادة مرسل نحو ولا بى شيبه  
 عن الحسن بن عبد الله قال هربت الى الحمام فرأى ابو صادق فقال معك ازار فان عليا كان  
 يقول من كشف عورته اعرض عنه الملك وفي الحفظه الكرام الكاتبين عن الحبر عند ابن  
 جرير وقفنا عند البرار وابن مردويه دفعا قال الحافظ ابن حجر في فتح الباري وقد اشتمل  
 كتاب العظة لابن الشيخ من ذكر الملكة على احاديث واثار كثيرة وفيه عن علي انه ذكر  
 الملكة فقال منهم الامناء على وحيه والحفظة لعباده والسدنة بحنانه والثابتة  
 في الارض السفلى اقدامهم المارقة من السماء العليا اعناقهم الخارجة من الاقطار اكنافهم  
 الماسية بقوائم العرش اكنافهم وعن الحسن بن علي قال علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 ثواب الوضوء فقال يا علي اذا قدمت وضوءك فقل بسم الله العظيم الحمد لله الذي هدانا للاسلام  
 الى ان قال والملك قائم على رأسك يكتب ما تقول ثم يجتمعه بخاتم ثم يعرج به الى السماء فيضعه  
 تحت عرش الرحمن اخرجه ابو القاسم بن مندة في كتاب الوضوء والمستغفر في الدعوات  
 والديلمي في مسند الفردوس بطرق عن خارجة بن مصعب صاحب ابى حنيفة وله طرق  
 اخرى واخرج الطبراني وابن مردويه وابن النجار عن الحسن بن علي قال قالوا يا رسول الله رأيت

اوسنے عرض کیا کہ آپ اپنے حفاظت کے لئے پھر مقرر فرمائے قبیلہ مراد کے کچھ اشخاص آپ کے قتل کے درپے ہیں۔ فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے حفاظت کرنے والے ہیں جب تک کہ حکمِ مقرر نہ پہنچے اور جب حکمِ مقتدر پہنچتا ہے تو وہ دونوں علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور ابو داؤد اور خشیش اور ابن عساکر نے یعلیٰ بن مرہ سے اوسیکے مانند کچھ بڑا کر روایت کیا۔ اور ابو داؤد اور ابن عساکر نے قتادہ سے مثل اوسکے مرسل روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے حسن بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ مجھ کو ابو صادق نے حمام کے طرف جاتے ہوئے دیکھا فرمایا کیا تیرے ساتھ لنگی ہے (یعنی حمام بن نہانے کیلئے) حضرت علی کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنی شرمکاہ کو برہنہ کرتا ہے فرشتہ اوس سے منہ پھیر لیتا ہے اور محافظین کرام کاتبین کے بیان جبر (عبد اللہ بن عباس) سے ابن جبریر نے موقوفاً اور بزار اور ابن مردودنیہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا کہ ابوالشیخ کی کتاب العظمت میں فرشتوں کے ذکر کی حدیثیں اور آثار بہت ہیں اور اوس میں حضرت علی سے منقول ہے کہ بعض فرشتے اللہ کے وحی کے امانت دار ہیں اور بعض اوسکے بندوں کے نگہبان ہیں۔ اور بعض جنتوں کے خدام ہیں اور بعضوں کے قدم سب سے نیچی کی زمین پر جمی ہوئے ہیں اور گردنیں ساتویں آسمان سے نکلے ہوئی ہیں۔ اور پہلو اطراف و جوانب سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور مونڈ بھی عرش کے پایوں سے لگے ہوئے ہیں۔ اور حسن نے یعنی حضرت حسن بھری نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کا ثواب سکھایا فرمایا اسی علی جب تم وضو کرو تو کھو شروع کرتا ہوں میں اللہ بزرگ کے نام سے سب تعریف ہو اس اللہ کو کہ ہم کو اسلام کی ہدایت فرمائی۔ یہاں تک کہ فرمایا فرشتہ تمہاری سر کے قریب کھڑا ہوا لکھتا ہے جو تم کہتے ہو پھر اوس پر مہر لگا کر اوس کو لیکر آسمان کے طرف چڑھتا ہے اور رحمن کے عرش کے نیچے کھدیتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الوضو میں اور ستغفری نے دعوات میں اور دیلمی نے سند الفردوس میں چند طریقوں سے خارجہ بن مصعب ابو حنیفہ کے شاگرد سے اور علاوہ انکے اسکے اور طرق بھی ہیں اور طبرانی اور ابن مردویہ اور ابن نجار نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجئے ہم کو۔

جس روایت کو تابعی بدون ذکر صحابی کے بیان کرے اوس کو مرسل کہتے ہیں ۱۲ صحابہ اور تابعین کے اقوال کو آثار کہتے ہیں ۱۳

قول الله ان الله وملائكته يصلون على النبي قال ان هذا من المكتوم ولو لا انكم سألتموني  
 عنه ما اخبرتكم عنه ان الله عز وجل وكل بي ملكين لا اذكر عند عبد مسلم فيصلي علي الا  
 قال ذاك الملكان غفر الله لك وقال الله وملائكته جوابا لذيнок الملكين امين ولا  
 اذكر عند عبد مسلم فلا يصلي علي الا قال ذاك الملكان لا غفر الله لك وقال الله و  
 ملائكته لذيнок الملكين امين وعن ابي عبد الرحمن السلمي عن علي انه امر بالسؤال وقال  
 قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان العبد اذا تسوك ثم قام يصلي قام الملك خلفه  
 فيسمع لقراءته فيدنو آمنه او كلمة نحوها حتى يضع فاه على فيه فما يخرج من فيه شيء  
 من القرآن الا صار في جوف الملك فظهر واافواهكم للقرآن رواه البراء في مسنده وقال  
 لا فعله عن علي باحسن من هذا الاسناد وقد رواه بعضهم عن ابي عبد الرحمن عن علي  
 موقوفا (قلت) أخرجه ابن المبارك في الزهد والآن في اخلاق جملة القرآن  
 والبيهقي في السنن وقال السيوطي في الاتقان في سند البراء جيد ولبعضه شاهد عن  
 عمر عند ابن زنجويه في فضائل الاعمال وعن علي قال اذا توضا المسافر فان اقام قام  
 عن يمينه ملك وعن شماله ملك فان اذن واقام صلى خلفه صفوف من الملائكة  
 أخرجه عبيد الله بن محمد بن حفص العيشي في جرنه وعن عطاء الخراساني عن مولى  
 امرأته امر عثمان عن علي قال اذا كان يوم الجمعة خرج الشياطين يربثون الناس الى اسواقهم



اللہ تعالیٰ کے قول (ان الله وملائكته يصلون على النبي) کی مطلب سے فرمایا کہ یہ منجملہ اسرار کے ہے اگر تم مجھے نہ پوچھتی تو تم کو میں نہ بتلاتا اللہ عزوجل نے میرے لئے دو فرشتے معین فرمائے ہیں جب کوئی بندہ مسلمان میرے ذکر کے وقت مجھ پر درود بھیجتا ہے یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اسکے ملائکہ اُن دونوں فرشتوں کی جواب میں آمین کہتے ہیں اور جب کسی بندہ مسلمان کے قریب یاد کر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں بھیجتا تو یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تیری مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اُن دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔ اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے ہے وہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ اپنے مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مسواک کر کے نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اُس کے پیچھے کھڑا ہو کر اُس کی قرات سنتا اور اُس کے قریب ہوتا ہے (یا کوئی اور کلمہ اس کا ہم معنی فرمایا) یہاں تک کہ اپنا منہ اُس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور جب قدر قرآن اُس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتہ کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اس لئے تم اپنے مونہوں کو قرآن پڑھنے کیلئے پاک رکھو۔ بزار نے اس کو اپنے مسند میں روایت کیا اور کہا کہ ہم کو اس حدیث کی سند حضرت علی سے اس سند سے بہتر معلوم نہیں ہوئے۔ اور بعضوں نے اس روایت کو ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے حضرت علی سے موقوف روایت کیا ہے۔ (میں کہتا ہوں) اس کو روایت کیا ہے ابن المبارک نے زہد میں اور آجری نے اخلاق حملۃ القرآن میں اور بیہقی نے سنن میں اور سیوطی نے اتقان میں کہا ہے بزار کی سند جید ہے اور ابن زنجویہ کے فضائل الاعمال میں عمر رضی اللہ عنہ سے اسکے بعض حصہ کی شہادت منقول ہے۔ اور حضرت علی سے روایت بھی فرمائی کہ جب مسافر وضو کرتا ہے پھر اگر اقامت پڑھتا ہے تو اُس کے دہنے طرف ایک فرشتہ اور اُس کے بائیں طرف ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے پھر اگر اذان کے بعد اقامت پڑھتا ہے تو فرشتوں کی صفیں اُس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں عبید اللہ بن محمد بن حفص عبشمی نے اس کو اپنے جزو میں روایت کیا ہے اور عطاء خراسانی نے اپنی زوجہ ام عثمان کے مولیٰ سے اور نہون نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ جمعہ کے روز شیا طین اپنے جھنڈے لیکر نکلتے ہیں لوگوں کو بازاروں میں روک لینی کیلئے۔

عن أبي  
صالح  
عن أبي  
دعبل  
السابق

ومعهم الرايات وتقع الملائكة على أبواب المساجد يكتبون الناس على قدر منازلهم  
السابق والمصلي والذي يليه إلى أن قال هكذا سمعت من نبيكم صلى الله عليه وآله  
وسلم أخرجه ابن أبي شيبه وأحمد وعنه علي قال لما كان أول ليلة من رمضان قام  
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واشتد على الله وقال أيها الناس قد كفاكم الله  
عدوكم من الجن ووعدكم الإجابة وقال ادعوني واستجب لكم إلا وقد وكل الله عز وجل  
بكل شيطان مرید سبعة من الملائكة فليس يحاول حتى ينقضي شهر رمضان الحديث  
أخرجه الأصبهاني في الترغيب والترهيب في السنن والشعب بسند متعاضد بالشواهد  
عن علي قال أنا والله حرضت عمر على القيام في شهر رمضان قيل وكيف ذلك يا أمير المؤمنين  
قال أخبرته أن في السماء السابعة حظيرة يقال لها حظيرة القدس فيها ملائكة يقال  
لهم الروح وفي لفظ الروحانيون فإذا كان ليلة القدر استأذنوا ربهم في النزول إلى الدنيا  
فيأذن لهم فلا يمرون بمسجد يصلي فيه ولا يستقبلون أحدا في طريق الأدعواله فإصابه  
منهم بركة فقال له عمر يا أبا الحسن فخرض الناس على الصلوة حتى تصيبهم البركة  
فأمر الناس بالقيام ولا ينمروا به عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
هل تدرون ما تفسير هذه الآية كلا إذا دكت الأرض دكا ودجا ربك والملك  
صفا صفا وجئ يومئذ بهم قال إذا كان يوم القيامة تقاد جهنم بسبعين ألف زمام

اور فرشتے مسجد و مکے دروازوں پر بیٹھتے ہیں لوگوں کے مراتب لکھنے کے لئے اول وقت آنے والے کے اور اسکے بعد  
 آنے والے کے اور اسکے بعد آنے والے کے یہاں تک کہ فرمایا ایسا ہی سنا ہے میں نے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم سے ابن ابی شیبہ اور احمد نے اسکو روایت کیا ہے اور حضرت علی سے روایت محمد بن یوسف نے فرمایا کہ رمضان  
 کی پہلی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے تعریف کی اور فرمایا ای لوگو اللہ تعالیٰ  
 تمہارے دشمن شیطان سے تمکو بے خوف کر دیا اور تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا اور کھا کہ مجھ سے دعا کرو  
 میں قبول کروں گا۔ خبردار رہو اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے معین فرمادے ہیں ماہ رمضان گزرنے  
 لینے تک اسکو قید رکھتے ہیں اسکو اصبہانی نے ترغیب میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے سنن اور شعب میں ایسی  
 سند سے کہ دوسرے شہادتوں سے قوت پاتی ہے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ قسم اللہ کی میں نے ہی عمر کو ماہ  
 رمضان کے قیام (جماعت تراویح) پر براہیگختہ کیا ہے کسی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین یہ کس طرح ہوا فرمایا کہ میں نے  
 اونکو خبر دی کہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے جسکو حظیرۃ القدس کہتے ہیں اوسمیں بہت سے فرشتے ہیں جنکو  
 روح کہا جاتا ہے (اور ایک روایت میں روحانیین ہیں) وہ شب قدر میں اپنے رب سے دنیا کی طرف اترنے کی  
 اجازت چاہتے ہیں اونکو اللہ اجازت دیتا ہے وہ جب کسی سجد پر گزرتے ہیں کہ جس میں ناز ہو رہی ہے یا  
 کسی کے سامنے آتے ہیں کسی راہ میں تو اس کے لئے دعا خیر کرتے ہیں اور اونکی خیر و برکت اسکو پہنچتی  
 ہے اس پر عسر رضی اللہ عنہ لکھا کہ ای ابا الحسن پھر لوگوں کو نماز پر یعنی رات کو نفلین پڑھنے پر براہیگختہ کریں  
 کہ اونکو یہ برکت پہنچے پھر لوگوں کو قیام (نماز تراویح) کا حکم دیا اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے  
 روایت کیا ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم اس آیت (کَلَّا اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ  
 دُكَادًا وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلٰٓئِكُ صَفَا وَجِیۡۡۨ یَوْمَئِذٍ یَّجْهَتُمۡ) کی تفسیر جانتے ہوئے فرمایا  
 کہ قیامت کے روز دوزخ کہیںچکر لایا جائیگا ستر ہزار رسوں سے۔



ببئس سبعين ألف ملك فتشرد شدة لولا أن الله حبسها لأحرف السموات  
والأرض ولابن مردويه عن أبي سعيد قال لما نزلت هذه الآية تغير رسول الله  
صلى الله عليه وآله وسلم وعرف في وجهه حتى اشتد على أصحابه ما رأوا من حاله  
فسأل علي فقال جاء جبريل فقرأني هذه الآية فقيل وكيف يجاء بها قال فذكر نحوه  
وكابن وهب في كتاب الأهل والعيال عن زيد بن أسلم نحوه والاثنيان يجهم كذلك رواه  
مسلم والترمذي وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن مردويه عن عبد الله  
رفعا وابن أبي شيبه وعبد بن حميد والترمذي وعبد الله بن أحمد في زوائد الرواة

وابن جرير عنه وقنايعد رفعا وعن علي في قوله تعالى وما أنزل على الملكين ببابل  
هاروت وماروت قال هما ملكا من ملائكة السماء أخرجه ابن أبي حاتم قال السيوطي  
في الاتفاق وقد افردت في قصتهما جزء وعن عمير بن سعيد قال سمعت عليا يخبر  
القوم أن هذه الزهرة تسميها العرب الزهرة وتسميها الجحش أنا هيذ وكان الملكان  
يحكمان بين الناس فانتبهما فأرادها كل واحد منهما عن غير علم صاحبه فقال أحدهما  
لصاحبه يا أخي إن في نفسي بعض الأمر أريد أن أذكره لك قال أذكرها يا أخي لعل الذي في نفسي  
مثل الذي في نفسك فاتفقا على أمر في ذلك فقال لهما المرأة ألا تخبراني بما تصعدان  
به إلى السماء وبما تهبطان به إلى الأرض فقالا باسم الله الأعظم تهبط وبه نصعد

جو ستر ہزار فرشتوں کی ہاتھ میں ہونگے اور وہ اس طرح کا پہا گناہا گیگا کہ اگر اللہ تعالیٰ اسکو نہ روکے تو آسمان  
 وزمین کو جلا ڈالے۔ اور ابن مردویہ نے ابی سعید سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ بدل گیا اور آپ کے چہرہ مبارک پر یہ بات پہچانے گئی اور صحابہ نے جو یہ حالت آپ کی  
 دیکھی اونکو شدت کا غم ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو فرمایا کہ جبریل نے اگر یہ آیت مجھکو پڑھائی کسی نے عرض کیا  
 کہ دوزخ کس طرح لائے جائیگی تو جیسا پہلی روایت میں گذر رہا ہے اوسیکے مانند فرمایا اور ابن وہب نے کتاب  
 الاہوال میں زید بن اسلم سے اسی طرح کا مضمون روایت کیا ہے اور اسطرح دوزخ کے لانے کو مسلم اور  
 ترمذی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عبد اللہ سے مرفوعاً اور ابن ابی شیبہ اور  
 عبد بن حمید اور ترمذی اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزید میں اور ابن جریر نے اونسے موقوف روایت کیا کہ  
 وہ مرفوع کی شمار میں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول **وَمَا أَنزَلَ عَلَى الْمَلَائِكِ بَابِلَ هَارُوتَ**  
**وَمَارُوتَ** کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ دونوں آسمان کے فرشتوں میں سے ہیں ابن ابی حاتم نے اسکو  
 روایت کیا ہے۔ سیوطی نے اتقانین لکھا ہے کہ ہاروت اور ماروت کا قصہ میں نے ایک مستقل جزو میں لکھا  
 ہے اور عیسیر بن سعید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ  
 یہ زہرہ اسکو عرب زہرہ اور عجم اناہینہ کہتے ہیں اور دونو فرشتے لوگوں کے درمیان ہیں  
 فیصلہ کیا کرتے تھے وہ اونکے پاس آئے اون دونوں میں ہر ایک نے بدون علم اپنے ساتھی کے اوسکی رغبت کی  
 ہر ایک نے دوسرے سے کھا اسی بھائی میرے دلیں ایک بات ہے اوسکو میں تجھ سے ذکر کرنا چاہتا ہوں اون  
 کہا بیان کرا می بہائی شاید جو تیرے دلیں ہے ویسا ہی میرے دلیں ہو پھر دونو اوس معاملہ میں ایک بات پہ  
 متفق ہوئے اور زہرہ نے اونسے کھا کہ مجھکو وہ عمل بتلاؤ جسکے ذریعہ سے تم آسمان پر چڑھتے ہو اور جسکے ذریعہ سے  
 زمین میں اترتے ہو۔ اونہوں نے کہا کہ اللہ کے اسم اعظم کی برکت سے اترتے اور چڑھتے ہیں۔

فقالت ما انا بمواتيتكما الذي تريدان حتى تعلمانيه فقال احدهما لصاحبه عليها  
 اياه قال فكيف لنا بشدة عذاب الله فقال الاخر انا نرجو اسعذ رحمة الله فعلمها  
 اياه فتكلمت به فطارت الى السماء ففرع ملك في السماء لصعودها فطأ رأسه فلم  
 يجلس بعد ومسحها الله فكانت كوكبا اخرجها اسحق وعبد بن حميد وابن ابى الدنيا  
 في العقوبات وابن جرير وابو الشيخ في العظة والحاكم وصححه ولاسحق وابن مردويه  
 عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن الله الزهرة فانها هي التي  
 فتنت الملكين هاروت وماروت ولا بن ابى حاتم وابن عساكر عن ابى جعفر الباقر قال  
 السجل ملك وكان هاروت وماروت من اعوانه وكان له كل يوم ثلث لمحات ينظرهن  
 في امر الكتاب فظن نظرة لم تكن له فابصر فيها خلق آدم وما فيه من الامور فاسر ذلك  
 الى هاروت وماروت فلما قال تعالى اني جاعل في الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من  
 يفسد فيها قال اذ لك استطالة على الملكة ولعبد بن حميد عن علي في قوله تعالى  
 كطي السجل قال السجل ملك ولا بن ابى الدنيا في كتاب المطر وابن جرير وابن المنذر و  
 الخرائطي في مكارم الاخلاق والبيهقي في سننه عن علي قال الرعد ملك والبرق ضربه  
 السحاب بحراق من حديد ولعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر والخرائط في مكارم  
 الاخلاق وابن ابى حاتم وابو الشيخ وابو نعيم والبيهقي في سننه من طرق عن علي قال



اوس نے کھا کہ میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتی جب تک کہ اسم اعظم مجھ کو نہ بتلا دو۔ ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اسم اعظم اوس کو سکھایا اوس نے کھا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سختی سے ہمارا کیا حال ہو گا دوسرے نے کھا کہ بھلا اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کی امید ہے اوس نے زہرہ کو اسم اعظم سکھادیا وہ اوس کو پڑھ کر آسمان کے طرف اڑ گئی اور ایک فرشتہ جو آسمان میں تھا وہ اوس کے چڑھنے سے گہرا گیا اور پھر نہ بیٹھا اور اللہ نے زہرہ کو مسح کر دیا وہ ایک ستارہ بن گئی۔ اسحق اور عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات میں اور ابن جریر اور ابو الشیخ نے عظمت میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کھا ہے اور اسحق اور ابن مردویہ نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے زہرہ کو یہ وہی ہے جس نے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو فتنہ میں ڈالا اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے ابی جعفر باقر سے روایت کیا ہے کہ سجد ایک فرشتہ ہے اور ہاروت و ماروت اوس کے مدد کار تھے۔ ہر روز تین دفعہ نظر کرتا تھا کہ وہ تین بار اصل کتاب میں دیکھتا ہوں اوس نے ایک راوردیکھا جسکی وکرا جازت نہ تھی تو حضرت آدم کی پیشانی اور اوس کے متعلق باتیں اوس کو معلوم ہوئیں اوس نے یہ قصہ بطور راز کے ہاروت و ماروت سے بیان کر دیا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا کیا ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرے گا یہ بات فرشتوں کے اوپر اپنی بڑائی کی راہ سے ہاروت و ماروت نے کہی تھی۔ اور عبد بن حمید نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول (کطحی النجل) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ سجد ایک فرشتہ ہی اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المطرین اور ابن جریر اور ابن منذر اور ضرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رعد ایک فرشتہ ہے اور برق بادل کو مارنے کا لوہے کا کرز ہے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ضرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابو نعیم اور بیہقی نے اپنی سنن میں متعدد طریقوں سے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔

يا جبريل قال اذهب فانظر فذهبت ففتحت البيت فلم اجد فيه شيئا غير جبريل وكان  
 يلعب به الحسن فقالت ما وجدت الا جبريل وقال انها ثلث لم يلج ملك ما دام فيها ابدا واحدا منها  
 كلب او جنابة او صورة روح واخرجه مسددا في المسند مختصرا ان جبريل اتى النبي صلى الله عليه  
 وآله وسلم فلم يثر رجعت فقال اني لا ادخل بيتا فيه صورة ولا كلب  
 ولا بول ذلك ان جبريل والحسن والحسين كان في البيت ولابن جبريل في التفسير وابي الشيخ في العظمة  
 عن علي بن الحسين قال اسم جبريل عبد الله واسم ميكائيل <sup>ميكائيل</sup> عبد الله واسم اسرافيل عبد الرحمن وكل شئ يرجع  
 الى ايل فهو عبد الله عز وجل ونحوه لابن جبريل عن ابن عباس بدون الجملة الثالثة ولا ابن ابي حاتم  
 عنه الاولى والاخرة وللدليل عن ابي امامة زرعادون الجملة الاخرة ولا ابن ابي داود في المصاحف  
 وابن عساکر عن ابي جعفر قال كان ابو بكر يجمع مناجاة جبريل للنبي صلى الله عليه وآله وسلم ولا يراه  
 ولما اكرم في المستدرک عن علي قال ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لجبريل من يهاجمي قال  
 ابو بكر الصديق وعن ابي صالح الخنفي عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا يكره  
 يوم يدوم مع احد كما جبريل ومع الاخر ميكائيل واسرافيل ملك عظيم في هذا القتال او يقف في  
 الصف اخوجه ابن ابي شيبه واحمد وابن منيع وابن ابي عاصم والدورقي وابو يعلى وابن ابي داود  
 وابن جبريل وصحبه وابو عقدة والحاكم وابو نعيم في المحلية والعشادي في فضائل الصديق وخيثة في  
 فضائل الصحابة واللال الكافي في السنة والبيهقي في الدلائل وابو عمر في الاستيعاب والضياء في المختار

عرض کیا کہ آپ تشریف فرما کر ملاحظہ فرما دیں میں نے جا کر دروازہ مکان کا کھولا اوس میں بجزیرے کے  
کچھ نہ پایا کہ اوس سے حسنؑ کہہلتے تھے میں نے کہا کہ بجزیرے کے کچھ نہیں دیکھتا ہوں عرض کیا  
کہ تین چیزیں ہیں اونہیں سے گہر میں ایک بھی جب تک رہتی ہے فرشتہ داخل نہیں ہوتا گتا یا  
جنابت یا جاندار کی تصویر اور سدو نے اسکو سند میں مختصر روایت کیا کہ جبریلؑ نے نبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر واپس ہوئے فرمایا سلام عرض کر کر  
کیون واپس ہو گئے تھے عرض کیا کہ میں اوس گہر میں نہیں داخل ہوتا ہوں جس میں تصویر یا کتا  
یا پیشاب ہوتا ہو اسکا سبب یہ ہے کہ ایک پتہ حسنؑ یا حسینؑ کے کہہنے کا گہر میں ہے اور ابن جریر نے  
تفسیر میں اور ابوالشیخ نے عظمۃ میں علی بن حسین سے روایت کیا فرمایا کہ جبریلؑ کا نام عبد اللہ  
اور میکائیلؑ کا عبد اللہ اور اسرافیلؑ کا نام عبد الرحمن ہے اور جو کچھ ایل کی طرف منسوب ہے اسکے منور  
میں اللہ کا بندہ اور اسی کے مثل ابن جریر نے ابن عباسؓ سے بدون جملہ ثانیہ کے اور  
ابن ابی حاتم نے اوسنے پہلا اور دوسرا جملہ اور دیلمی نے ابوامامہ سے مرفوعاً بدون  
جملہ اخیرہ کے روایت کیا اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن عساکر نے ابو جعفر  
سے روایت کیا فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جبریلؑ کا باتین کرنا ابو بکرؓ  
سنتے تھے مگر جبریلؑ کو دیکھتے نہ تھے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت علیؑ سے روایت  
کیا فرمایا جبریلؑ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے ہمراہ کون ہجرت کرے گا عرض کیا  
کہ ابو بکر صدیقؓ اور ابوصالح خضی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے  
اور ابو بکر سے ہر کو دن فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کو ساتھ جبریلؑ ہو اور دوسرے کو ساتھ اسرافیلؑ ہو اور اسرافیلؑ بڑا  
فرشتہ ہے لڑائی میں حاضر ہوتا ہے یا صف قتال میں قیام کرتا ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن مینع اور ابن حاکم و  
دورقی و ابویعلیٰ و ابن ابی داؤد و ابن جریر نے روایت کیا اور ابن جریر نے صحیح کہا ہے و نیز ابن عقدہ و حاکم و  
ابونعیم نے حلیہ میں اور عساری نے فضائل صدیقین میں اور ختمہ نے فضائل صحابہ میں اور لاکانی نے ستہ میں  
اور بیہقی نے دلائل میں اور ابو عمر نے استیعاب میں اور ضیاء نے مختارہ میں روایت کیا ۔



وعن علي قال كنت قليب يوم بد رأيته منه فجاءت ريح شديدة فخرجت ريح شديدة ثم ار  
ريحا شديدة منها الا التي كانت قبلها فخرجت ريح شديدة فكانت الاولى ميكائيل في الف  
من الملكة عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثانية اسرافيل في الف من الملكة عن  
يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثالثة جبريل في الف من الملكة وكان ابوبكر عن يمينه وكنت  
عن يساره الحديث اخرجه ابو يعلى وابن جبريل والبيهقي في الدلائل وفيه ابو الحويرث عبد الرحمن  
ابن معاوية ضعيف ولكنه متعاضد بالشواهد وعن محمد بن جبير قال حدثني رجل من بني  
ازدان علي بن ابي طالب خطب الناس بالعراق وهو يسمع فقال بيانا انا بقلب يد رجاءت  
ريح لم امثلها قط شديدة ثم ذهبت ثم جاءت ريح اخرى لم امثلها الا التي قبلها ثم ذهبت  
ثم جاءت ريح اخرى لم امثلها الا التي قبلها فكانت الاولى جبرئيل في الف مع رسول الله صلى  
الله عليه وآله وسلم وكانت الريح الثانية ميكائيل في الف عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم و  
ابى بكر وكانت الريح الثالثة اسرافيل في الف عن يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم وانا في الميسرة الحديث  
اخرجه ابن جبريل واخرج وكيع وابن ابى شبيب في مصنفه واسحق بن راهويه واحمد والبراء والنسائي  
في خصائص علي والحسن بن سفيان وابو يعلى وابن حبان في صحيحه والطبراني وابو نعيم في الحلية بطرق  
جمعة صحيحة وحسنه عن الامام حسن بن علي انه خطب حين استشهد علي فقال يا اهل الكوفة لقد  
فارقتكم بالامس رجل لم يسبقه الاولون بعلم ولا يدركه الآخرون كان رسول الله عليه وآله وسلم اذا

ما شح هو الذي ينزل  
في الركن اذا قل يا ايها  
نبي الله اوبد وقادح  
ببيع مبيحاته انوية

اور حضرت علی سے منقول ہے کہ فرمایا کہ بدر کے دن میں ایک کنوئین میں اوڑھ کر پانی بھرتا تھا کہ ناگاہ ایک سخت ہوا چلی پھر دوسری اس سے سخت چلی کہ اوس سے زیادہ تند ہوا بجز پہلی ہوا کے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی پھر اور تیز ہوا چلی پھلی ہوا میکائیل سے تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنی طرف تھے اور دوسری ہوا اسرافیل تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف میں۔ اور تیسری ہوا جبریل تھے مع ہزار ملائکہ کے اور ابو بکر آپ کے داہنی طرف اور میں بائیں جانب تھا۔ آخر حدیث تک اسکو ابو یعلیٰ وابن جریر نے ویہقی نے دلائل میں روایت کیا اور اسکے سند میں ابو الحویرث عبدالرحمن بن معاویہ ضعیف و اسی واقع ہے لیکن دوسرے شواہد اسکو قوت دیتے ہیں اور محمد ابن جبیر سے منقول ہے کہ بنی ازو کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ علی ابن ابیطالب نے عراق میں خطبہ پڑھا اور وہ یعنی ازوی سنتا تھا فرمایا کہ میں قلب بدر کے اوپر تھا ایک ہوا آئی کہ اوس کے مثل میں نے کبھی سخت ہوا نہیں دیکھی پھر موقوف ہو گئی اوس کے بعد دوسری ہوا آئی کہ اوس کے مثل بھی کبھی بجز پہلی ہوا کے دیکھنے میں نہیں آئی پھر موقوف ہو گئی۔ پھر تیسری ہوا آئی اوس کے مثل بھی بجز پہلی ہوا کے ٹھہرے دیکھنے میں آئی۔ پھلی ہوا جبریل کا آتا تھا مع ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری ہوا میکائیل کا آتا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر کی داہنی جانب سے۔ اور تیسری ہوا اسرافیل کا آتا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب سے اور میں بائیں جانب میں تھا الحدیث۔ اسکو ابن جریر نے روایت کیا اور وکیع نے اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور اسحاق ابن راہویہ اور احمد اور ہزار نے اور نسائی نے خصائص علی بن حسن ابن سفیان و ابو یعلیٰ نے و ابن حبان نے اپنے صحیح میں اور طبرانی نے و ابو نعیم نے حلیہ میں بہت سے صحیح اور حسن طریقوں سے امام حسن بن علی سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بعد شہادت حضرت علی خطبہ میں فرمایا کہ ای اہل کوفہ رضعت ہوا کل تم سے ایک مرد کہ پہلے لوگ اوس پر علم میں سبقت نہیں لیگے اور پچھلے اوس کے برابر نہیں ہو سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بعشرة في سرية بالرواية كان جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره فلا يرجع حتى يفتح الله عليه قال  
 البراءة لا تعلم احدا يروي هذا الا الحسن واسناده صالح قلت لبعضه بعض شاهد في  
 ما مضى عن المولى المرتضى وبالجمل فاجملة بما خصص به الامام الحسن من العلم المكنون والسر المحزون  
 ولا في نعيم في الحلية عن علي قال كنا نتحدث ان ملكا ينطق على لسان عمرو عن سويد بن غفلة من جملة  
 خطبة بديعة لعلي ثم ضرب الله بالحق على لسانه اي عمر حتى رأينا ان ملكا ينطق على لسانه اخرج خيثمة  
 والد الكائي وابو الحسن علي بن احمد البغدادى في فضائل ابي بكر وعمر رضي الله عنهما والشيروانى في الالقا  
 وابن منداة في تاريخ اصبهان وابن عساكر وعن علي في قصة بدر فجا رجل من الانصار بالعباس  
 ابن عبد المطلب اسير ا فقال العباس يا رسول الله هذا والله ما اسر في لقلس في رجل اطلع من  
 احسن الناس وجهه على فرس ابلق ما اراه في القوم فقال الانصارى انا اسرته يا رسول الله  
 فقال اسكت فقد ايدك الله بملك كريمة اخو جابر بن ابي شبيب واحد وابن جوير وصحة والبيهقي  
 في الدلائل وروى ابن ابي عاصم في الجهاد بعضه وكان المنذر وابن ابي حاتم عن علي قال كانت سيما  
 الملكة يوم بدر والصوف الابيض في نواصي الخيل وادنا بها واخرج ابن ابي حاتم وابو الشيخ عن  
 ابي جعفر محمد بن علي بن حسين بن علي قال كان لذي القرنين صديق من الملائكة يقال له زرافيل  
 وكان لا يزال يتعاهد بالسلام فقال ذو القرنين يا زرافيل هل تعلم شيئا يزيد في طول العمر لنزداد  
 شكرا وعبادة قال مالى بذلك من علم ولكن ساسئل عن ذلك في السماء فعرج زرافيل الى السماء فلبث



جس وقت آپ کو کسی شکرین نشان نیکر پہنچا جبریل آپ کے جانب میں اور میکائیل آپ کے جانب یسار جوتے اور بغیر فتح کے اوس جگہ سے مراجعت نہیں فرماتے تھے۔ بزار نے کہا کہ ہمارے علم میں بخیر حضرت حسنؑ کو اس روایت کو کوئی نقل نہیں کرتا ہوا اسناد اسکی صحیح ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو بعض کو لکھتے ہیں روایات جو مولیٰ مرتضیٰ سے پہلے روایت ہوئیں شاہد ہیں اور بالجملہ یہ امام حسنؑ کو علوم مکتونہ واسرار مخصوصہ سے ہے اور ابو نعیم نے علیہ میں حضرت علیؑ سے روایت کیا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتہ حضرت عمرؓ کی زبان کے اوپر بولتا ہے اور سوید بن غفلہ سے منجملہ خطبہ بلنیفہ حضرت علیؑ کے منقول ہے ہر پیر اللہ نے حق کو حضرت عمرؓ کی زبان پر بیان کیا جتنے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک فرشتہ حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے اسکو خشیہ ولا لکائی و ابو الحسن علی بن احمد بغدادی نے فضائل ابو بکرؓ و عمرؓ میں اور شیرازی نے القاب میں اور ابن مندہ نے تاریخ اصحابان میں اور ابن عساکر نے روایت کیا اور حضرت علیؑ سے قصہ بدر میں منقول ہے کہ ایک انصاری عباس بن عبد المطلب کو قید کر کے لایا عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہر اللہ کی اسز مجھ کو قید نہیں کیا مجھ کو ایک ابلق گھوڑے کے سوا جس کے سر کی دونوں طرف بال نہ تھے اور وہ اون لوگوں میں سے تھا جو سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں میں اوس کو اس قوم میں نہیں دیکھتا ہوں انصاری نے کہا یا رسول اللہ میں نے قید کیا اسکو فرمایا سکوت کر مد کی تیری اسد نے ایک بزرگ فرشتہ سے اسکو ابن ابی شیبہ و احمد و ابن جریر نے روایت کیا اور ابن جریر نے اس کی تصحیح کی اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا اور ابن ابی عامر نے جہاد میں کچھ حصہ اسکا روایت کیا۔ اور ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت علیؑ سے روایت کیا فرمایا کہ بدر کے روز فرشتوں کی علامت اونکے گھوڑوں کے پیشانیوں اور دُمون میں سفید اُون ستے اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی سے یعنی امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ذوالقرنین کا فرشتوں میں سے ایک دوست تھا جو زفریل کہلاتا تھا اور ہمیشہ وقت و وقت پر سلام کے لئے آیا کرتا تھا تب ذوالقرنین نے کہا اے زفریل تمکو معلوم ہے کوئی ایسی چیز جس سے عمر کی لمبائی زیادہ ہونا کہ ہم شکر اور عبادت زیادہ کریں کہا مجھ کو اس کا کچھ علم نہیں ہے لیکن میں آسمان میں اسکا حال پوچھوں گا پھر زفریل آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

ما شاء الله ان يلبث شرهبط فقال اني قد سالت عما سالتني عنه فاخبرت ان الله عينا في ظلمة  
 هي اشد بياضا من اللبن واحلى من الشهدا من شرب منها شربة لم يميت حتى يكون هو الذي يسأل الله  
 الموت الحديث والآخبار والآثار في الملكة عن اهل بيت النبوة في غاية من الكثرة مبسوطة في  
 كتبنا من علومهم مفرقة وانما مقصودنا ههنا الا انما ينبغي من ذكرهم عنهم للمعرفة فليقتصر  
 على هذا القدر ولقد حدثت في هذه الايام فرقة فرقة الله جمعهم وشئت شملهم يكفرون  
 بالملكاة ينكرون وجودهم وقد اخبر الله تعالى ورسله عنهم باشكالهم واعضائهم وافعالهم  
 واقوالهم ونسبهم وتقديسهم وقرعهم من الله تعالى ونزولهم الى الارض وصعودهم الى السماء  
 وانهم مدبروا العالم بامر الله تعالى وهو لا اراد الا شقياء يزعمون على خلاف الله ورسله  
 ان الملكة عبارة عن القوى البشرية والخصال الحسنة فالتلهم الله ما اجراهم على الكفر من ملائكة  
 الزبور من ذكرهم نعوذ بالله من شرهم يتجسم على العلماء تكفيرهم وعلى الامراء تحذيرهم واستتابتهم فان  
 تابوا والا يجب على اولى الامر قتلهم اخرا الامر والتوفيق من الله (الايمان بكتب الرحمن  
 عز وجل) قال تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملكاته  
 وكتبه وقال المتعال ان هذا الفصح الاول صحف ابراهيم وموسى وقال ذوالجلال انا انزلنا  
 التوراة فيها هدى ونور وقال ذوالافضال وايضا داود ذبور او قال المتعال في عيسى وابنيائه  
 الانجيل فيه هدى ونور ومصدق الما بين يديه من التوراة وهدى وموعظة للمتقين

حين  
 انزل  
 الكتاب  
 من  
 عنده

اور جب تک اللہ نے چاہا تب تک وہاں ٹھہرے پھر اترے پھر فرمایا کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے پوچھا تھا میں نے اسکا حال پوچھا تو مجھ کو خبر دی گئی کہ اللہ کا ایک چشمہ ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو کوئی اوس میں سے ایک بار پی لیگا وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہی اللہ سے موت مانگے آخر حد تک دیکھو۔ اور ملائکہ کے ذکر کے اخبار و آثار اہل بیت نبوت سے نہایت کثرت سے ہیں ہمارے کتب علوم متفرقہ اہل بیت میں مبسوط ہیں ہمارا مقصد اس جگہاں نکات و مسائل ذکر کرنا ہے اہل بیت کی روایت سے اوسکے پہلے کے لئے لہذا اسی قدر پر اکتفا بہتر ہے۔ اور اس زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اوسکی جماعت کو پرکندہ و پریشان کرے کہ فرشتوں کے وجود سے انکار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسولوں نے فرشتوں کے اشکال و اعضاء و افعال و اقوال و تسبیح و تقدیس اور اللہ سے قریب ہونے اور زمین پر اترنے اور آسمان پر چڑھنے اور اللہ کے حکم سے عالم کی تدبیر کرنے کی خبر دی ہے اور وہ بد بخت ذلیل مشرک اور اوسکے رسولوں کے خلاف گمان کرتا ہے کہ قوای بشریہ و نیک عادتوں کو فرشتوں سے تعبیر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس شقی فرقہ کو تباہ کرے کس قدر دیر ہیں ایسی چیز کے انکار و کفر پر کہ جسکے ذکر سے اللہ کی کتابیں بے زیر ہیں علماء پر اوٹکا کا فر کہنا اور مرا پر دھمکانا اور توبہ لینا واجب ہی اگر توبہ کریں نہاد و نہ آخر الامر حکام پر اوٹکا قتل کرنا واجب ہے اور توفیق اللہ کی جانب سے ہے (ایمان لانا رحمن بزرگ و برتر کی کتابوں کے اوپر) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان لایا رسول اوس چیز پر جو نازل ہوئی ہے اوس پر اوسکے رب کی طرف سے اور سب اہل ایمان ہر ایک ایمان لایا اللہ اور اوسکے ملائکہ اور اوسکے کتابوں کے اوپر۔ اور فرمایا خدا متعال نے کہ یہ کتب سابقہ میں سے جو ابراہیم و موسیٰ کی کتابیں ہیں اور فرمایا ذوالجلال نے ہم نے نازل کیا تو رات کو اوس میں ہدایت و نور ہے اور فرمایا ذوالافضال نے دی ہم نے داؤد کو زبور اور فرمایا خدا ہی متعال نے عیسیٰ کے قصہ میں دی ہم نے اوسکو انجیل اوس میں ہدایت اور نور ہے اور اپنی سے پہلی کتاب تو رات کی تصدیق کرنے والی ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے متقیوں کے لئے۔



في آيات كثيرة نترى واخرج عبد بن حميد وابن جرير وابو الشيخ عن علي قال كتب الله الا لوح  
 لموسى وهو يومئذ صريف الاقدام في الالواح من علي قال ان الله تعالى في آياته اشياء عجيبة فقال  
 التوراة بيد اخو جبريل الدارقطني في الصفات رحمة الله عليه وقد روي عبد الله بن الحارث عن عبد الله بن ابي الزناد  
 في صفة الجنة وابي الشيخ في العظمة والبيهقي في الاسماء والصفات وكذا قال هذا الجملة كتب دواء  
 عبد بن حميد وقاله ميلسرة وابراهيم وفيه اربعة اخرج به عنه واخرج ابن ابي حاتم وابو الشيخ وابن مردود  
 عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال الا لوح التي انزلت على موسى  
 كانت من سدرة الجنة كان طول اللوح اثني عشر ذراعا وعرضه اصبع من نباتة قال كنا جلوسا عند علي  
 ابي طالب فأتاه يهودي فقال يا امير المؤمنين متى كان الله فقما اليه فلهنا حتى كدنا فأتاني على  
 نفسي قال علي خلو اعنه ثم قال اسمع يا اخا اليهودي ما اقول لك باذنك واحفظه بقلبك فانما احدثك  
 عن كتابك الذي جاء به موسى بن عمران فان كنت قد قرأت كتابك وحفظته فانك ستجد كما اقول  
 انما يقال متى كان لمن لم يكن ثم كان فاما من لم يزل بلا كيف يكون كان بلا كيفونة كان لم يزل قبل  
 القبل وبعد البعد لا يزال بلا كيف ولا غاية ولا ينتهي اليه غاية انقطعت دون الغايات فهو  
 غاية كل غاية فبلى اليهودي وقال والله يا امير المؤمنين انها في التوراة هكذا حروفها وانما اسمها  
 اله الا الله وايت محمد عبده ورسوله اخرج الاصبهاني في الحجة (قلت) هذه الرواية  
 بما فيها من معالم الدين وعرائس اليقين هي نفسها دليل جليل متين على ثبوتها وصحتها وحسن حفظ

اي واحدة من قبل انقطع  
 دون جميع الغايات

علاوہ ان کے ذکر کتب میں بہت آیتیں پروردہ موجود ہیں اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرموسیٰ علیہ السلام کو واسطے تختوں کو لکھا اور آپ تختوں پر قلموں کی آواز سنتے تھے حضرت علیؑ سے منقول ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے ہاتھ سے بنائیں اور فرمایا کہ تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا اسکو دارقطنی نے صفات میں روایت کیا اور یہ روایت حکماء مرفوع ہے اور مرفوع روایت کیا اسکو عبد اللہ بن حارث سے ابن ابی الدیانا نے صفت جنت میں اور ابوالشیخ نے عظمت میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور یہ جملہ کتب نے ہی ہی طرح کہا ہے روایت کیا اسکو عبد بن حمید نے اور میسر اور ابراہیم نے ہی کہا ہے اور اس میں چار چیزوں کا ذکر ہے کہ جنکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اسکو ہنادی روایت کیا۔ اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردودہ نے جعفر بن محمد سے یعنی امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ اپنی باپ سے وہ اپنی جد سے وہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا وہ تختے جو موسیٰؑ پر اوتارے گئے جنت کو میری گردختوں میں سے تھے اور لمبائی تختے کی بارہ گز تھی اور اصبع ابن نباتہ سے منقول ہے کہ ہم حضرت علیؑ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک یہودی نے اگر عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ کب ہوا ہم نے اس پر حلقہ کیا اور قریب تھا کہ اسکو مار ڈالیں۔ فرمایا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ ہو جاؤ اس سے پہلے فرمایا اے یہودی اپنے کان سے سن جو میں کہتا ہوں اور اپنے دل سے یاد رکھ میں اس کتاب کا مضمون تجکو سناتا ہوں جسکو موسیٰ بن عمران لیکر آئے ہیں اگر تو نے اپنی کتاب پڑھی اور یاد کی ہے تو اس مضمون کو جیسا میں کہتا ہوں تو پائیگا۔

کب ہوا اس شخص کی نسبت جوتے ہیں کہ نہ ہو پہر ہو جلے جو کہ ہمیشہ سے بلا کیف ہر وہ تھا اور یوں نہ کہو کہ ہو گیا وہ ہمیشہ سے پہلے سے پہلے اور بعد کے بعد ہمیشہ سے بلا کیف اور بے غایت ہے نہیں بنتی ہوتی ہے اسکی طرف کوئی غایت غایات اس سے منقطع ہو جاتی ہیں وہ غایت ہر غایت کی ہے۔ یہ سنکر یہودی روایا اور عرض کی قسم ہے اللہ کی اسے امیر المؤمنین یہ مضمون اس طرح حروف تورات میں ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور چھٹل بندے اور رسول ہیں اسکو اسیہانی نے حجت میں روایت کیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اور جو کچھ اسمیں دین کی نشانیاں اور یقین کی باتیں ہیں یہ خود بڑی بچی دلیل ہے اس کے ثبوت اور صحت پر۔

ابن ثبابة وضبطها وان له من ذمتها وعهدها من البراءة غاية فانها مما لا قدرة على وضعها  
 له ولا لغيره الا فمثله معه فانها من كلام الله عز وجل في كتابه تعالى والحمد لله على الهداية  
 الى الدابة لمجد الله **وعن** الوليد بن عبد الله عن ابيه قال بلغ عليا ان الاشتر قال ما بال ما في  
 الصكر يقسم ولا يقسم ما في البيوت فارسل اليه فقال انت القائل كذا قال نعم قال اما والله ما قمت  
 عليكم الا سلاحا من مال الله كان في خزانة المسلمين جلبوا به عليكم ففقتكموه ولو كان لهم  
 ما اعطيتكموه لرددته على من اعطاه الله اياه في كتابه ان الحلال حلال ابدان المحرم حرام ابدا  
 والله لن نلتئم الى الوسادة وبابعة موني لاسيرن فيكم سيرة تشهد لي بها التوراة والانجيل و  
 الرثوداني قضيت بما في القرآن واحسن ادبه بالدرة اخرجته ابن عساكر **وعن** علي قال بعثني رسول  
 صلى الله عليه وآله وسلم الى اليمن فاني لا اخطب يوما على الناس وحبر من احبار اليهود واقف في يده  
 سفر ينظر فيه فناداني فقال صف لنا ابا القاسم فقال علي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليس  
 بالقصير ولا بالطويل الباشن وليس بالجعد القطط ولا بالسبط هو رجل الشعر اسود ضخم الراس مشرب  
 لونه حمرة عظيم الكراديس شثن الكفين والقدمين طويل المسربة وهو الشعر الذي يكون في النحر  
 الى السرة اهدب الاشفا ومقرون الحاجبين صلت الحاجبين بعيد ما بين المنكبين اذا مشى يتكفا  
 كأنما ينزل من صيب لما قبله مثله ولم اربعد مثله قال علي ثم سكت فقال لي الحبر وماذا قال علي  
 هذا ما يحضرني قال الحبر في عينيه حمرة حسن اللحية حسن الفم تام الاذنين يقبل جميعا ويد بر جميعا



اور ابن نباتہ کے خوب اچھی طرح یاد رکھنے پر اور اسکی ذمہ داری سے نہایت درجہ میں بری ہے کیونکہ یہ کلام اس طرح حکا ہے کہ اس کے بنالینے پر اسکو اور اس کے مانند ہزاروں ہزار کو قدرت نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ کے کلام میں سے ہی جو اسکی کتاب میں ہے اور اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی عظمت کے سمجھنے کی راہ بتائی۔ اور ولید بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور انہوں نے کہا کہ حضرت علیؑ کو خبر پہونچی کہ مالک اشتر نے کھا کہ کیا باپ کا جو کچھ شکر میں ہے وہ تقسیم کیا جاتا ہے اور جو کچھ گھروں میں ہے وہ نہیں تقسیم کیا جاتا آپ نے اسکو بلا پیچا اور فرمایا تو ہی نے ایسی بات کہی کھا ہاں آپ نے فرمایا قسم اللہ کی میں نے تم پر تقسیم نہیں کیا مگر کچھ ہتیار جو اللہ کے مال میں سے تھی جو مسند نوکے خزانہ میں تھے۔ وہ گیلے اور نکو تھار سے اوپر کھینچ لائے تھے سو وہ میں نے تمکو انعام میں دیا اور اگر وہ اونکا مال ہوتا تو میں تمکو نہ دیتا البتہ میں وہ اوسی کو سپردیتا جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں دیا ہے حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے ہمیشہ تک قسم اللہ کی اگر تم میرے لئے مسند کو دو کر دو اور مجھے بیعت کر دو تو البتہ میں تم میں اوسی چال پر چلوں گا کہ میرے لئے توراۃ اور انجیل اور زبور کو اپنی دینکے کہ میں نے اس کے موافق حکم کیا جو قرآن میں ہے اور آپ نے اس شخص کو درہ سے اچھی طرح ادب دیا اسکو روایت کیا ابن عباس نے۔ اور منقول ہے حضرت علیؑ سے فرمایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں بھیجا میں ایک روز لوگوں کو خطبہ سناتا تھا اور ایک عالم علما یہود سے وہاں کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اسکو دیکھتا تھا مجھکو آواز دیا رکھا کہ ہم سے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرو فرمایا حضرت علیؑ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت قد اور نہایت دراز قامت ہیں۔ آپ کے سر کے بال نہایت پیچا اور نہ بالکل سیاہ ہیں بلکہ وہ بال سیاہ رنگ متوسط الحال ہیں۔ سر مبارک بڑا۔ رنگ مائل سرخی۔ اعضا کے جوڑ بیماری۔ کف دست و پا پر گوشت۔ سر بہ دراز (سینہ سے ناف تک کے بال۔ پلکین لانی بہو میں ملے ہوئے۔ پیشانی کشادہ۔ سینہ چوڑا۔ رفتار کی ایسی حالت ہے کہ گویا نیچے زمین سے اترتے ہیں میں نے آپکا مثل آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپکے بعد دیکھا۔ فرمایا حضرت علیؑ نے ہر میں نے سکوت کیا خبر (یہودی عالم) نے کھا اور کچھ بیان فرمائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس وقت مجھے اسقدر یاد تھا۔ خبر نے کھا دو نو چشم مبارک میں سرخی اور دائری خوبصورت وہیں خوش وضع۔ کان چوک ہیں۔ جب کسی جانب متوجہ ہوتے ہیں تمام جسم متوجہ ہوتے ہیں اور جب پشت پھرتے ہیں تمام جسم پشت پھرتے ہیں۔

فقال على هذه والله صفة قال الحبر وشي أخو قال على وما هو قال الحبر وفيه حياء قال على هو الذي  
 قلت لك كما ينزل من صلب قال الحبر فاني أجده هذه الصفة في سفر ابائي ونجدك يبعث من حرم الله  
 وأمنه وموضع بيته شرقيها إلى حرم محترم هو ويكون حرمته كحرم الحرم الذي حرم الله ونجد انصاره  
 الذين هاجروا اليهم قوم آمن ولد عمرو بن عامر اهل نخل واهل الارض قبلهم يهود قال على هو هو قال  
 الحبر فاني اشهد انه نبي وانه رسول الله الى الناس كافة فعلى ذلك احياء عليه اموت وعليه ابعث  
 ان شاء الله اخرج به ابن سعد وابن عساکر وعنه عن علي ان يهوديا كان يقال له جريجرة وكان له على النبي  
 صلى الله عليه وآله وسلم دنانير فتقاضى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال له يا يهودي ما عندى ما  
 اعطيك قال فاني لا افارقك يا محمد حتى تعطيني فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذن اجلس  
 معك فجلس معه فصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في ذلك الموضع الظهر والعصر والمغرب  
 والعشاء الآخرة والعداة وكان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتهددون ويتوعدونه  
 فقطن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال ما الذي تصنعون به فقالوا يا رسول الله يهودي  
 يحبك فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم منعني ربى ان اظلم معاهدا ولا غيره فلما ترجل اليها  
 قال اليهودي اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله وشطر مالي في سبيل الله  
 اما والله ما فعلت الذي فعلت بك الا لانظر المنعمك في التوراة محمد بن عبد الله مولده  
 بمكة ومهاجرة بطيب قوم ملكه بالشام ليس يفظ ولا غليظ ولا شخاب في الاسواق ولا هتوين

حضرت علیؑ نے فرمایا قسم ہر اللہ کی آپؐ ہی کی صفت ہے۔ جبر نے کہا کہ اور یہی صفت ہے حضرت علیؑ نے فرمایا وہ کیا ہے۔ جبر نے عرض کیا کہ آپؐ میں جیسا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا میں تجھ سے بیان کر چکا کہ گویا نزول فرماتے تھے نیچی جگہ سے عرض کیا جبر نے میں اس صفت کو اپنی باپ دادوں کے کتاب میں پاتا ہوں اور ہم پاتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے حرم و جائز اور اسکر گہر کی جگہ سے مبعوث ہو کر ایسے حرم کی طرف ہجرت فرمائیں گے جسکو خود حرم بنائیں گے اور اسکی حرمت اللہ کے حرم کی مثل ہوگی اور ہم پاتے ہیں آپؐ کو انصار کو جسکی طرف آپؐ ہجرت فرمائیں گے ایک قوم عمرو بن عامر کی اولاد سے کہجورون والہ اور اس کے پک زمین پر ان سے پہلے یہود قابض تھے۔ فرمایا حضرت علیؑ نے آپؐ وہی شخص ہیں عرض کیا جبر نے کہ میں گواہی دیتا ہوں آپؐ نبی ہیں اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں اسی عقیدہ پر زندہ رہو گا اور اسی پر مرد و گنا اور اسی پر قبر سے اٹھو گا اگر اللہ نے چاہا اسکو ابن سعد و ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودی جسکو جبر بھجہ کہا جاتا تھا اسکو چڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ قرض تھے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر تقاضا کیا آپؐ نے فرمایا اے یہودی تجھکو دینے کے لئے میری پاس کچھ نہیں ہے اوسنے عرض کیا کہ جب تک آپؐ میرا قرض ادا نہ فرماؤینگے میں آپؐ سے علیحدہ نہ ہوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے پاس بیٹھا رہوں گا اور اس کے پاس جلوس فرما کر اوسی جگہ آپؐ نے ظہر و عصر و مغرب و عشاء و صبح کی نماز پڑھی اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو زجر و توبیخ کرتے تھے اور اسکو ڈرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زجر و توبیخ کو معلوم فرما کر فرمایا تم اس کے ساتھ کیا کرتے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ کو ایک یہودی قید کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو میرے رب نے معاف فرمایا اور اس کے سوا اوروں پر بھی ظلم کرنے سے منع کیا ہے جب دن چڑھا کہا یہودی نے میں گواہی دیتا ہوں نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور مچھل رسول اللہ کے ہیں اور نصف مال میرا فی سبیل اللہ ہے خبردار رسول اللہ کی قسم ہے یہ کام میں نے اسی لئے کیا کہ آپؐ کی صفت جو تورات میں مذکور ہے مجھکو معلوم ہو جائے کہ مچھل بن عبد اللہ جائے پیدائش آپؐ کی مکہ اور جابجہ طیبہ یعنی مدینہ۔ اور ملک آپکا شام نہ کج خلق اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ فحش پسند



بالفحشاء والافعال الخشاء اشهد ان لا اله الا الله وانت رسول الله هذا ما الى فاحكم فيه بما اراك  
 الله وكان اليهودى كثير المال اخوجه الحاكم والبيهقي في دلائل النبوة وابن عساکر قال ابن حجر الاطراف  
 لم يتكلم عليه الحاكم وفي اسناده ابو علي محمد بن محمد بن الاشعث الكوفي كذبه جماعة (قلت)  
 انما الصحة لا تامة على صفحات هذا الحديث دون الكذب الخبيث والنعت في التوراة من المتواتر  
 وقد قال السيوطي في جمع الجوامع في مسند علي في حديث عنه عند البيهقي من جهة ابن الاشعث  
 ابو داود البيهقي هذا الحديث عن ابن الاشعث عن اهل البيت فيه فائدة جليلة فان البيهقي التزم  
 ان لا يخرج في تصانيفه حديثا يعلمه موضوعا خصوصا انه اوردته في السنن الكبرى التي هي من  
 اجل كتبه وهي على ابواب الاحكام التي لا يتساهل في احاديثها وقد كنت اتوقى الاحاديث التي فسنن  
 ابن الاشعث لانهم يكلوا فيه وفيها اي والآن لا اتوقاها (قلت) وهذا الحديث اوردته  
 البيهقي في دلائل النبوة والدلائل ينبغي ان تصلح للاستدلال والحمد لله المتعال وعن  
 ابى هريرة قال توفي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من  
 شهر ربيع الاول فلما كان صليحة الخميس اذن نحن بشيخ قد جاء فقال انا جبر من احبار بيت المقدس  
 فقال يا علي صف لي صفة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كاني انظر اليه فقال بابي واممي لم يكن  
 بالطويل المذهب ولا بالقصير كان ربعة من الرجال ابيض مشربا بحمرة جعل المفرق شعره الى شحمة  
 اذنيه صلت ارجلين واثنى الخدين مقرون الحاجبين ادعج العينين سبط الاسفار افضى الانف رقيقة

اور نہ بدگوین گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی ججو و بجزائے اللہ کے اور اب اللہ کے رسول ہیں یہ میرا مال ہے حکم فرمائی اس میں جیسی آپ کی رائے ہو۔ اور یہ یہودی بڑا مالدار تھا اسکو روایت کیا حاکم نے اور بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابن عساکر نے کہا ابن حجر نے اطراف میں حاکم نے اس روایت میں کلام نہیں کیا باوجودیکہ اسکی اسناد میں ابو علی محمد بن محمد بن الاشعث الکوفی واقع ہے جسکو ایک جماعت نے ہوٹا کہا ہے میں کہتا ہوں کہ آثار صحت کو اس حدیث پر تابان ہیں نہ کہ بخیث کے اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لغت قرات میں ہوتا ہے و مشہور ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے حضرت علی کے مسند میں اس حدیث میں کہ جسکو حضرت علی سے بیہقی نے ابن اشعث کے طریق سے روایت کیا ہے کہا کہ بیہقی کی اس حدیث کو ابن اشعث کے ذریعہ سے اہل بیت اطہر سے نقل کرنے میں ایک قاعدہ جلید ہے یہ کہ بیہقی نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث اون کے علم میں موصوع ہوگی اسکو اپنی تصانیف میں درج نہیں کریں گے اور خاصکر اس حدیث کو وہ اپنے سنن کبریٰ میں لایا ہے جو اون کی کتابوں میں اعلیٰ درجہ کی کتاب اور احکام کے ابواب میں ہے کہ جسکے متعلقہ احادیث میں سہولت نا جائز ہے۔ چونکہ محدثین نے ابن اشعث میں کلام کیا ہے اس لئے میں اون کی سنن کی حدیثوں سے احتیاط کرتا ہوں اب نہیں کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کو بیہقی نے دلائل النبوة میں وارد کیا ہے اور دلائل میں صلاحیت استدلال کی ہونا ضرور ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اور ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو شنبہ کو روز بارہویں تاریخ ماہ ربیع الاول کو چرب پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑا آیا اور اس نے کہا کہ میں بیت المقدس کی اجازت ہوں اے علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت مجھ پر بیان فرماؤ گویا کہ میں آپکو دیکھتا ہوں فرمایا حضرت علیؓ نے کہ میری زبان اور باپ آپ پر قربان آپ نہ بہت دراز قد تھے اور نہ پست قامت بلکہ میانہ قد رنگ سفید سرخی آئینہ رنگ کی جلیبہ گونہ گروا آپ کے بال کاؤن کی لولکی تک کٹا پیشانی دونوں رخسار کشادہ دونوں آبرو چوستہ سرگین چشم بکمال سیدہ دراز بینی باریک

المسربة بميل الشياكل الحية كان عنقه ابريق فضة كان الذهب يجري في تراقيه  
 عرقه في وجهه كاللؤلؤ شاش الكفين والقدمين له شعرات ما بين لبته الى صدره تجري  
 كالقضب لم يكن على بطنه ولا على ظهره شعرات غير ما يفوح منه ويخرج المسك اذا قام غمر الناس  
 واذا مشى فكانما يتقلع من جحر اذا التفت التفت جميعا واذا انحدر فكانما ينحدر في صلب  
 اظهر الناس خلقا واشجع الناس قلبا واسخى الناس كفا لم يكن قبله مثله ولا يكون بعده  
 مثله ابد قال الحبر اعلى اني اصبحت في التورية هذه الصفة ايقنت انه لا اله الا الله وان  
 محمدا رسول الله اخرجه ابن عساكر (قلوبه) قال ابن كثير في اوائل التفسير في ذكر  
 جمع القرآن وقول حذيفة ابن اليمان لعثمان رضي الله تعالى عنهما ادرك هذه الامة قبل ان  
 يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارى وذلك ان اليهود والنصارى مختلفون فيما  
 بايد يماهم من الكتب فاليهود بايد يماهم نسخة من التوراة والسامرة يماهم في الفات كثيرة  
 ومعاني ايضا وليس في توراة السامرة خوف الهة ولا خزي الهاء ولا عز ليا والنعسا ايضا بايد يماهم  
 توراة يسمونها العتيقة وهي مخالفة للنسخة التي يهود والسامرة واما الاناجيل التي بايد ي  
 النصارى فاربعة الانجيل مرقس والانجيل لوقا والانجيل متى والانجيل يوحنا وهي مختلفة ايضا اختلاف  
 كثير وهذه الاناجيل الاربعة كل منها لطيف بالحج منها ما هو قريب من اربع عشرة وسرقة  
 بخط متوسط ومنها ما هو اكثر من ذلك اما بالنصف والضعف ومضمونها سيرة عيسى عليه السلام

اللبنة الحية في  
 الصدر وفيما يتحرك  
 والخصرة النقية في الصلابة  
 وفي القفاحة اذا غمرها  
 بعدك وهي من البئر  
 اذا حفر فيها انبجانية



مسیحی (بالو کا خط) چمکدار دندان۔ گہری داڑھی۔ گردن آپ کی گویا آفتاب پیمیں تھی۔ خلق میں گویا سونا جاری ہے چہرہ مبارک پر پسینہ مثل موتیوں کے۔ قدم اور متیلیون پر گوشت۔ نعلے وسیئہ گردن مثلاً کچور کے شاخ کے کچہ بال تھے۔ کہ ان کے علاوہ شکم و پشت پر اڑلے تھے۔ مشک کی خوشبو آپ سے بہکتی تھی۔ جب قیام فرماتے سب لوگوں سے بلند معلوم ہوتے۔ اور جب چلنے لگتے کہ بلند پتھر پر سے اترتے ہیں جب متوجہ ہونے پر طوری پر متوجہ ہوتے اور جب اترتے گویا نشیب میں اترتے ہیں۔ سب لوگوں سے اخلاق میں بہتر اور بہادر دل۔ سب سے زیادہ ماتہ کی سخی آپ کے مثل نہ پہلے آپ سے ہوا ہے نہ بعد آپ کے کہنہی کا جبر نے عرض کیا کہ اے علیؑ میں نے ہی صفت تورات میں پائی ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میں کوئی معبود بجز اللہ کے اور محمدؐ رسول اللہ کے ہیں۔ اسکو ابن عساکر نے روایت کیا۔ تہذیب ابن کثیر نے تفسیر کے شروع میں قرآن شریف کو جمع کرنے کے ذکر میں کہا کہ حذیفہ بن الیمان نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہا کہ اصلاح فرمائیے اس امت کی اس سے پہلے کہ اختلاف کرین قرآن میں مانند اختلاف یہود اور نصاریٰ اسکا باعث یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس جو کتابیں ہیں اُن میں باہم مختلف ہیں یہود کے پاس ایک نسخہ تورات کا ہے۔ اور سامرہ بہت سے الفاظ اور معانی میں ان کے مخالف ہیں اور سامرہ کی تورات میں حرف ہمزہ و ہا و یا نہیں ہے اور نصاریٰ کے پاس ایک تورات ہے جسکو عتیقہ کہتے ہیں وہ یہود و سامرہ دونوں کے نسخوں سے مخالف ہے۔ اور نصاریٰ کے پاس چار انجیلین ہیں۔ انجیل مرقس۔ انجیل لوقا۔ انجیل متی۔ انجیل یحییٰ۔ اُن میں بھی باہم اختلاف کثیر ہے۔ اور یہ چاروں انجیلین مختصر حجم کی ہیں۔ اُن میں سے بعض بخط متوسط قریب چودہ ورق کے ہے۔ بعض اس سے بڑی ہیں دُونی یا ڈیوڑھی مقدار میں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عادات و واقعات +

واحكامه وكل امر وفيه شئ قليل مما يدعون انه كلام الله وهي مع هذا مختلفة كما قلنا وكذلك  
 التوراة مع ما فيها من التبديل والتحريف ثم هما منسوخان بعد ذلك بهذه الشريعة المحمدية  
 المطهرة انتهى وليعلم ان العبارات التي ينقلها رواة الاحاديث من التوراة والانجيل يوجد بعضها  
 الى الآن في التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد بعض الفاظها  
 متفرقة في مواضع شتى وكثير منها لا يوجد الآن في هذه الكتب الموجودة فيحتمل ان اليهود  
 والنصارى اسقطوها على وفق عادتهم المعروفة التي اقربها المفسرون من النصارى ويحتمل  
 ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى على نبيينا وعليه السلام واحاديث  
 انبياء بني اسرائيل فان اهل الكتاب يطلقون لفظ التوراة على تلك الكتب ايضا وهم الان يطلقون  
 لفظ التوراة على مجموعتها توراة موسى وزبور داود وصحائف اشعيا وادميا وغيرهم من  
 الانبياء عليهم السلام وفيها عادة من كتب تواريج الانبياء فهم يطلقون لفظ التوراة على هذه  
 المجموعة وكذلك كانوا يطلقون في زمان سيدنا محمد صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه لفظ  
 التوراة على كتب احاديثهم ايضا كما موسى بن عقبة فالنسائي عن ابي مروان ان كعبا حلف بالذي  
 قالوا بالبحر لموسى ان نجد في التوراة ان داود نبى الله عليه السلام كان اذا انصرف من صلوة قال  
 اللهم اصلح لى دينى الذى جعلته لى عصمة الحديث والتوراة نزلت قبل داود عليه الصلوة  
 وكذلك النصارى يطلقون لفظ الانجيل على الاناجيل الاربعة التى جمعها متى ويوحنا

اور احکام کا اون میں ذکر ہے اور کیقدر وہ ہے جس کے کلام اللہ ہونے کے وہ مدعی ہیں اور اوسپر بھی باہم مختلف ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ایسا ہی حال تورات کا ہے باوجود تبدل اور تحریف کے پہر یہ دونوں کتابیں شریعت محمدیہ مطہرہ سے فسوخ ہیں انتہی۔ جانتا چاہیئے کہ جن عبارات کو رواۃ احادیث تورات و انجیل سے نقل کرتے ہیں از انجملہ بعض عبارات ہنوز تورات و زبور و انجیل و صحائف انبیاء بنی اسرائیل میں موجود ہیں اور بعض عبارات بالفاظ متفرقہ مواضع مختلفہ پائے جاتے ہیں اور بہت سی وہ عبارتیں اب ان موجودہ کتب میں مفقود ہیں احتمال ہے کہ یہود و نصاریٰ نے حسبِ عادتِ معروفہ خود او کو ساقط کر دیا ہو چنانچہ مفسرین نصاریٰ نے اسکا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ عبارات مذکورہ کتب احادیث موسیٰ و انبیاء بنی اسرائیل علیٰ نبینا و علیہ السلام سے منقول ہوں اس لئے کہ اہل کتاب لفظ تورات ان کتابوں پر بھی اطلاق کرتے ہیں اور اب اس مجموعہ پر کہ جس میں تورات موسیٰ اور زبور داؤد اور صحائف اشعیا و ارمیا وغیرہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لکھے گئے ہیں لفظ تورات کا اطلاق کرتے ہیں اور اس مجموعہ میں اور چند انبیاء کی تاریخ کی کتابیں بھی شامل ہیں اور اسی طرح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے زمانہ میں تورات کا لفظ کتب احادیث انبیاء پر اطلاق کرتے تھے جیسا کہ موسیٰ بن عقبہ نے پرفسائی نے ابو مروان سے روایت کیا ہے کہ کعب کہتے تھے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ راستہ دیا دریا میں موسیٰ علیہ السلام کو ہم پاتے ہیں تورات میں کہ داؤد نبی اللہ علیہ السلام جو وقت اپنی نماز سے فارغ ہوتے پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ جَعَلْتَنِيْ عَصَمَةً یعنی اے اللہ درست کر میرے لئے میری دین کو کہ جسکو تو نے میرے لئے عصمت بنایا ہے الحدیث اور نزول تورات کا قبل داؤد علیہ الصلوٰۃ کے ہے اور سیطرح نصاریٰ انجیل اربعہ پر جسکو متی و یوحنا



ولو قام مرقس فيها كلام الله الذي قرأ عليهم عيسى عليه السلام وفيها سيرة عيسى ومعجزاته  
 من كلام الجامعين وايضا يطلعون لفظ الانجيل على رسائل الحواريين وعلى كل كتاب فيه  
 سيرة عيسى وسيرة مريم عليهما السلام وقد وقع التحريف واغلاط الكاتبين في هذه الكتب  
 وتراجيحها كثيرا واختلفت نسخها اختلافا شديدا قبل زمان نبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم  
 كما اقر به المفسرون من النصارى ولكنها مع ذلك مملوءة من توحيد الله تعالى واخبار خاتم الانبياء  
 صلى الله عليه وآله وسلم وان بدلت بعض كلماتها او زيدت او نقصت فاصل مضامينها  
 ظاهر على اولى الالباب وهي موافقة للقرآن العظيم الذي انزله الله على نبينا الامي الذي لم يقرأ  
 كتابا ولا كتبه قط فاي كلام في هذه الكتب خالف القرآن ولم يمكن التطبيق فخالفة القرآن  
 دليل قطعي على غلط الكاتبين فيها عدا اوسم هو اذ القرآن جامع لهذه الكتب ومبين ما هو صحيح  
 منها وموضح لما اخل منها ومبين لا غلاط الكاتبين فيها قال الله تبارك وتعالى وانزلنا  
 اليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيئنا عليه وقال الله تعالى ولكن  
 تصديق الذي بين يديه وتفصيل الكتاب لا يرب فيه من ربه العالمين هذا وقد حدثت  
 في زماننا فرقة يسبون سيدنا عيسى بن مريم عليهما السلام واتباع السابقين بالسنتهم  
 واقلامهم ويعتدرون بان النصارى يسبون نبينا فتنسب نبينا لهم لا جواب لهم عندنا غير ذلك  
 فهو لا يخرجون عن دين الاسلام بلا شك ويجب قتله قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

دلو کا و مرفر نے جمع کیا انجیل کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور میں اس کا وہ کلام ہی جس کو حضرت عیسیٰ فرماؤں گے  
 سنایا اور حضرت عیسیٰ کے عادات و معجزات کا ذکر کلام جامعین سے ہے و نیز رسائل حواریین اور ایسی کتابیں  
 کہ جہین سیرت عیسیٰ یا مریم علیہما السلام کی ہے لفظ انجیل اطلاق کرتے ہیں اور ان کتب مذکورہ اور ان کے  
 تراجم میں تحریف و اغلاط کا تبیین بکثرت واقع ہوئے ہیں اور ان کے نسخ میں اور نسخ کتب مذکورہ قبل  
 نبینا محفل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشہور اختلاف پڑ چکا ہے چنانچہ مفسرین نصاریٰ اس کے مقررین لیکن باوجود  
 اس کے اللہ کی توحید و اخبار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملو و پر ہیں اگرچہ کتب مذکورہ میں  
 بعض کلمات بدلے ہوئے یا بڑے یا گھٹائے ہوئے ہیں تاہم ان کے اصل مضامین اہل فہم پر ظاہر ہیں  
 اور موافق ہیں اس قرآن عظیم کے جس کو اللہ نے ہمارے اس نبی اُمّی پر نازل فرمایا ہے کہ جس کی بھی  
 کسی کتاب کو پڑھا تبنا نہ لکھا تبنا لہذا جو کلام کتب مذکورہ میں مخالف قرآن و غیر ممکن التطبيق ہو وہ کاتبین کی  
 غلطی پر دلیل قطعی ہے خواہ عمداً یا سهواً اور قرآن جامع کتب مذکورہ اور جو کچھ کہ ان میں صحیح ہے اس کا بیان  
 کرنے والا اور ان کے مشکل مضامین کو واضح کرنے والا اور کاتبین کی غلطیوں کو ظاہر کر دینے والا  
 ہے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم نے نازل کی اسے محفل تمپر سچی کتاب جو تصدیق  
 کرتی ہے اپنے سے پہلی کتاب کی اور شاہد ہے اس پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
 لیکن یہ قرآن تصدیق ہے اپنے سے اگلی کتاب کی اور تفصیل اگلی کتابوں کی ہے  
 کچھ شک نہیں ہے اس میں نزول اس کا رب العالمین کی طرف سے ہے ہمارے  
 زمانے میں ایک فرقہ حادث ہوا ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور  
 ان کے اتباع سا بھتین کو اپنی زبان و قلم سے سب شتم کرتے ہیں اور  
 یہ عذر کرتے ہیں کہ نصاریٰ ہمارے نبی کو بُرا کہتے ہیں اس لئے ہم ان کے نبی  
 کو بُرا کہتے ہیں اس کے سوا ہمارے پاس اور کچھ کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ  
 لوگ بلا شک دین اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں فرمایا حضرت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بُرا کہے

من سب الانبياء قتل وفرقة اخرى يدعون ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها  
 فقدت من الدنيا وليس في هذه الكتب منها حرف واحد فهم يشنعون في رسائلهم  
 تشنعا عظيما على ايات هذه الكتب الموجودة لانها في زعمهم من تصنيفات اليهود  
 والنصارى فتارة يعدون الى الايات المتشابهات ويدبغون منها الفتنة ويقولون  
 يلزم منه كذا وكذا ولا يطلبون لها ثابوتا ولا يصححوا مع علمهم بان امثال هذه المتشابهات  
 موجودة في القرآن العظيم وتارة يعدون الى الايات المحكمات ويحرفون معانيها الى غير  
 مقاصدها مع وضوح معانيها ثم يشنعون عليها تشنعا عظيما وتارة يدعون للتناقض  
 في ايات ليس فيها مظنة للتناقض فهم يدعون للتناقض جهلا او عنادا وتارة يشنعون على  
 امثال ضربها الله تعالى لتقهيهم عبادة ويقولون الربكن عند الله مثال غير هذا وقد قال  
 تعالى ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها والاشياء التي هي محرمة في شريعتنا  
 اذا وجدوها غير محرمة في شريعة سابقة يشنعون تشنعا عظيما على هذه الكتب الالهية  
 مع علمهم بان كثير من الاشياء التي هي محرمة في شريعتنا لم تكن محرمة في الشرائع السابقة  
 فهو لا يخالفون القواعد الشرعية ويتكلمون في شان الكتب المنزلة بكلمات تقشعر منها  
 جلود المؤمنين فان احتاط احد في تكفيرهم لا قرار لهم باصل هذه الكتب وزعمهم فقد انهم  
 فلا شك انهم مبتدعون بدعة عظيمة قار بوابها الكفر اعادنا الله من شرورهم وعن



انبیا کو وہ قتل کیا جاوے دوسرا فرقہ مدعی ہے کہ تو رات وزبور و انجیل وغیرہ دنیا سے مفقود  
ہیں کتب موجودہ میں منجملہ اوستکے ایک حرف بھی نہیں ہے اور اپنے رسالوں میں کتب موجودہ  
کے آیات پر تشنیع عظیم کرتے ہیں اس لئے کہ اوستکے گمان میں وہ یہود و نصاریٰ کے  
تصانیف ہیں کہیں آیات قشابہات کی طرف متوجہ ہو کر فساد کی باتیں نکالتے ہیں اور کہتے ہیں  
کہ اس سے ایسا اور ایسا لازم آتا ہے اور باوجود یہ جاننے کے کہ ان آیات قشابہات  
کے امثال قرآن عظیم میں موجود ہیں اور انکی تادیل صحیح کے متلاشی و طالب نہیں ہوتے اور  
کہیں آیات محکمات کے معانی کو تحریف کر کے وضاحت مقاصد کو بدل دیتے ہیں  
پھر اوپر سخت طعنہ زنی کرتے ہیں اور کہیں ایسے آیات میں تناقض کا دعویٰ کرتے  
ہیں کہ جسمیں تناقض کا مظنہ نہیں ہے اور اس دعویٰ کی بنیاد محض جہل و عناد ہوتی  
ہیں اور کہیں ان امثال پر کہ جنکو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تعظیم عباد کے لئے بیان  
فرمایا ہے تشنیع کرتے اور کہتے ہیں کیا اللہ کے پاس سوائے اس کے کوئی مثال بھی  
حال آنکہ فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحِیُّ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا  
بَعُوْضَةً فَاَوْقَعَهَا یَعْنِی اللّٰہ کو پھر اور اس کے مافوق کی مثال بیان کرنے  
سے کچھ شرم نہیں ہے اور جو چیزیں ہماری شریعت میں حرام ہیں اور جو  
شریعت سابقہ میں حلال پاتے ہیں باوجود یہ جاننے کے کہ بہت سی اشیاء جو  
ہماری شریعت میں محرم <sup>میں</sup> شائع سابقہ میں غیر محرم تھیں سخت برائی کہتے ہیں  
یہ لوگ قواعد شرعیہ کا خلاف کرتے ہیں اور کتب منزلہ کی شان میں ایسے  
کلمات کہتے ہیں کہ اہل ایمان کانپ جاتے ہیں یہ فرقہ چونکہ اصل کتب منزلہ کا  
مقرر اور اذن کے گم ہو جانے کا گمان کرتا ہے اس لئے اگر کسی کو اور انکی تکفیر  
میں احتیاط ہو تو اوستکے اشد بدعتی ہونے میں کچھ شک نہیں ہے جس کے جب  
سے وہ کفر کے قریب پہنچ گئے ہیں اللہ تعالیٰ اور انکی بُرائیوں سے ہمکو محفوظ رکھے

ابي الفضل بن عبيد بن بزيع البرازي المقرئ قال قرأت على سليمان بن موسى الحرابي فاخذ علي خنسا  
 فعقد هابيه ثم قال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على سليم بن عيسى فاخذ علي خنسا  
 ثم قال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على حمزة بن حبيب الزيات فاخذ علي خنسا  
 فقال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على سليمان الاعمش فاخذ علي خنسا ثم قال لي حسبك  
 فقلت زدني فقال لي قرأت على يحيى بن وثاب فاخذ علي خنسا فقال لي حسبك فقلت زدني  
 فقال قرأت على ابي عبد الرحمن السلمي فاخذ علي خنسا ثم قال لي حسبك فقلت زدني  
 فقال لي قرأت على علي بن ابي طالب فاخذ علي خنسا ثم قال لي حسبك فقلت يا امير المؤمنين  
 زدني فقال لي حسبك هكذا انزل القرآن خمسا خمسا ومن حفظه خمسا خمسا لم ينس الا سورة  
 الانعام فانها نزلت جملة في الف يشيعها من كل سماء سبعون ملكا حتى ادوها الى النبي صلى الله  
 عليه وآله وسلم ما قرئت على عليل قط الا شفاه الله اخرجه اليه بقي في شعب الايمان وضعفه  
 قال في اسناده من لا يعرفه والخطيب في تاريخه وابن التمار في ذيله وابن الجوزي قال صاحب  
 الميزان ووافقه صاحب اللسان هذا موضوع على سليم بن عيسى وبزيع لا يعرف **(قلت)**  
 دعوى الوضع قابل الدفع اذ لا يثبت عليها ولا بعاض الخبر شواهد هوبها متعاضد منها ما قال  
 ابن ابي شيبة ثنا وكيع عن خالد بن دينار عن ابي العالية قال تعلموا القرآن خمس ايات خمس ايات  
 فان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ياخذ خمسا خمسا والسند معتمد وقد مضى في الاثبات

اور ابو الفضل بن یحییٰ بن عبید بن زبیع البراء المرقری سے منقول ہے کہا میں نے کس قدر آیات سلیم بن ہوی  
 الحربی کو پڑھ کر سنائی اور ہون نے میری پانچ انگلیں پکڑ کر اپنے ہاتھ سے شمار کر کے مجھ سے فرمایا  
 کہ تجھ کو کافی ہیں یعنی پانچ آیات میں نے عرض کیا کہ زیادہ کی اجازت دیجیے فرمایا کہ میں سلیم بن عیسیٰ کو چند آیات  
 پڑھ کر سنائی اور ہون نے میرے امانل خمسہ کو پکڑا پھر مجھ سے فرمایا کہ تجھ کو کافی ہیں میں نے عرض کیا کہ زیادہ کی  
 اجازت دیجئے فرمایا کہ میں نے خمرہ بن حبیب الزیات کو چند آیات پڑھ کر سنائی اور ہون نے میری اصابع  
 خمسہ کو اپنی ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ تجھ کو یہ مقدار کافی ہے میں نے عرض کیا کہ زیادہ فرمائیے فرمایا کہ میں  
 نے سلیمان اعمش کو چند آیات پڑھ کر سنائی اور ہون نے میری انگشت ہائے خمسہ کو پکڑا پھر فرمایا کہ یہ  
 مقدار تجھ کو کافی ہے میں نے عرض کیا کہ اس سے زیادہ فرمائیے فرمایا کہ میں نے چند آیات یحییٰ بن وثاب کو  
 پڑھ کر سنائی اور ہون نے میری پانچ انگلیوں کو پکڑ کر فرمایا کہ یہ مقدار تجھ کو کافی ہے میں نے عرض کیا کہ زیادہ  
 فرمائیے یحییٰ بن ابوعبدالرحمن سلمیٰ کو چند آیات پڑھ کر سنائی اور ہون نے میری پانچ انگلیں پکڑ کر مجھ سے  
 فرمایا کہ تجھ کو یہ مقدار کافی ہے میں نے عرض کیا کہ زیادہ فرمائیے فرمایا کہ میں نے چند آیات حضرت  
 علی بن ابی طالب کو پڑھ کر سنائی اور ہون نے میری امانل خمسہ کو پکڑ کر فرمایا کہ یہ مقدار بس ہے میں نے  
 عرض کیا کہ اسے امیر المومنین زیادہ فرمایا کہ اس قدر بس ہے اس لئے کہ قرآن اسے طبع نازل ہوا ہے پانچ پانچ  
 آیتیں اور جو کوئی قرآن کو پانچ پانچ آیتیں حفظ کرتا ہے بیوت بہنیں لیکن سورہ النعام کہ وہ پوری ایک ہی تہ  
 نازل ہوئی ہے ہزار فرشتوں کے ساتھ ہر اتمان سے تتر فرشتے اسکے ہمراہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا یا یہ سورا  
 جب کسی مریض پر پڑھی جاتی ہے اللہ اس کو شفا دیتا ہے اس کو بھیقی لئے شعب الایمان میں روایت کیا اور ضعیف کر کے کہا کہ  
 اسکی بناء میں ایک شخص غیر معروف واقع ہے اور خطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن النجار نے اپنی ذیل میں اور ابن جوزی نے بھی  
 کیا ہے صاحب التیزان لکھا کہ یہ حدیث سلیم بن عیسیٰ پر وضع کی ہوئی ہے اور زبیع غیر معروف ہے اور صاحب اللسان نے بھی صاحب میزان سے  
 اتفاق کیا میں کہتا ہوں کہ دعویٰ وضع قابل الرفع ہے اس لئے کہ اوپر کوئی ثبوت نہیں اور اس خبر کے بعض جہتوں کیلئے شواہد  
 ہیں کہ جس سے اس کو قوت ہوتی ہے اور انجمن لکھا کہ ابن ابی شیبہ نے حدیث کی ہم سے وکیع نے وہ خالد بن دنیا سے وہ ابی العالیہ  
 کہا ابو العالیہ نے سیکھو قرآن کو پانچ پانچ آیات اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ پانچ آیتیں یاد فرماتے تھے اور یہ سند قابل



بالملكة حديث السلي عن المولى المرتضى رفعاً ان العبد اذا توكثر قام يصلي قام الملك خلفه  
 فيسمع لقراءة فيدنو منه او كلمة تحوها حتى يضع فاه على فيه فما يخرج من فيه شيء من القرآن  
 الا صار في خوف الملك فظهر واخبروا حكم للقرآن وعن محمد بن علي ابن الحنفية رفعه القرآن  
 افضل من كل شيء دون الله وفضل القرآن على سائر الكلام كفضل الله على خلقه فمن قرأ القرآن  
 فقد قرأ الله ومن لم يقرأ القرآن فقد استخف بحق الله وحرمة القرآن عند الله كحرمة الوالد  
 على ولده القرآن شافع مشفع وما حل مصدق فمن شفع له القرآن شفع ومن محل به القرآن  
 صدق ومن جعل القرآن امامه قاده الى الجنة ومن جعله خلفه ساقه الى النار حملة القرآن  
 هم المحفوفون برحمة الله الملبسون بنور الله المتعلون كلام الله من عاداهم فقد عادى الله ومن  
 والاهم فقد والى الله يقول الله عز وجل يا حملة كتاب الله استحيوا الله بتوقير كتابه  
 يزدكم حباً ويحببكم الى خلقه ويرفع عن مستمع القرآن سوء الدنيا ويدفع عن تالي القرآن  
 بلاوى الاخرة ولمستمع آية من كتاب الله خير له من شير ذهب او تال  
 آية من كتاب الله خير له مما تحت اديم السماء وان في القرآن لسورة تدعى  
 العظيمة عند الله يدعى صاحبها الشريف عند الله تشفع لصاحبها يوم القيامة  
 اكثر من ربيعة ومضر وهي سورة يس اخبرنا الحكيم الترمذي في  
 نوادر الاصول مرسلات الحاكم في تاريخه عنه عن ابيه

اي في سائر الكلام  
 في بعض الاوهام والفتن ان  
 هذا البيان يوجب من باب التوهم  
 والاطلاق في مدح القرآن  
 نعم القرآن والتفت الحبيب  
 وطلبوا في الاما لاقتضاه  
 على العباد من حق عنه  
 اي فتنه سائر الكلام اليه  
 كمنسب الولد الى والده كمنسب  
 غنى عنه

اور سلمیٰ کی حدیث مولیٰ مرتضیٰ علی سے مرفوعاً ایمان بالملک کہ میں مذکور دستور ہو چکی کہ بندہ جو وقت مساوی کرتا ہو ہرگز اس کے نماز پڑھتا ہے فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر اس کی قرأت کو سنتا ہے۔ اور اس سے قریب ہوتا ہو یا مثل اس کے کوئی اور کلمہ فرمایا یہاں تک کہ اپنے منہ کو مصلیٰ کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ جو قرآن مصلیٰ کے منہ سے نکلتا ہو جو ف ملک میں پہنچتا ہے تم اپنے مومنوں کو تلاوت قرآن کیلئے پاک رکھو اور محمد بن الحنفیہ سے کہ فرزند حضرت علی کے میں مرفوعاً منقول ہے کہ قرآن جملہ ماسوا اللہ سے افضل ہے اور قرآن کا افضل ہونا تمام کلاموں پر اس طرح ہے جس طرح اللہ کا افضل ہونا ہو۔ اس کی مخلوق پر جو قرآن کی توقیر کرتا ہو اللہ کی توقیر کرتا ہو اور جو قرآن کی توقیر نہیں کرتا اللہ کے حق کا استخفاف کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک قرآن کی حرمت ایسی ہے جیسے باپ کی حرمت بیٹے کے لئے ہے یعنی قرآن سب کلاموں سے افضل ہے جس طرح باپ بیٹی سے افضل ہے۔ قرآن شفاعت کرنے والا مقبول الشفاعت اور جگہ کرنے والا مقبول القول ہے جس کے لئے شفاعت کریگا مقبول ہوگی اور جس کی طرف سے مجادلہ کریگا اس کا قول مسلم ہوگا جو قرآن کو بالطااعت و اتباع اپنا پیشوا و امام بناتا ہے۔ وہ اس کو جنت کے طرف لیجاتا ہے اور جو اس کو پیچھے ڈالتا (یعنی اس کی اتباع نہیں کرتا ہے) وہ اس کو دوزخ کی جانب کھینچتا ہے۔ قرآن کے اوٹھانے والے یعنی متبعین و مطیعین اللہ کی رحمت میں گہیرے ہوئے ہیں۔ اللہ کے نور سے منور ہیں اللہ کا کلام سیکھنے والے ہیں جو ان کے ساتھ عداوت کرتا ہے اللہ کے ساتھ عداوت کرتا ہے اور جو ان کو دوست رکھتا ہے اللہ کو دوست رکھتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے اے حاملین کتاب اللہ اللہ سے شرم کر کے اس کی کتاب کی توقیر کرو تم کو زیادہ دوست رکھیں گے۔ اور اپنی مخلوق کو تمہاری محبت دیگا۔ اور قرآن کے مستمع سے برائی و خرابی دنیا کی دور کرتا ہے اور قرآن پڑھنے والے سے آخرت کی سختی دفع کرتا ہے اور کتاب اللہ کی ایک آیت سننے والے کے لئے تیسرے کے ہونے سے بہتر ہے اور ایک آیت پڑھنے والے کے لئے جو کچھ آسمان کے نیچے ہے اس سے افضل ہو اور قرآن میں ایک سورہ ہو اللہ کے نزدیک اس کو عظیم اور اس کے صاحب کو شریف بولا جاتا ہے۔ قیامت کے روز اپنے صاحب کیلئے قبیلہ ربیعہ و مضر سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کریگی وہ سورہ یس ہے اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں مرسلہ اور حاکم نے اپنی تاریخ میں محمد بن حنفیہ سے اس کے والد امجد سے

**موصو** لا تابعة عائشة اخرجها ابو نصر البخري في الابانة وقال هذا من احسن  
 الحديث واغريبه وليس في اسناده الا مقبول ثقة ولا ابن ابي شيبة وعبد بن حميد  
 والداري والترمذي وحيد بن زنجويه في ترغيبه والدورقي وابن جرير وابن ابي حاتم و  
 محمد بن نصر في المجة وابن الاثاري في المصاحف والحاملي في الامالي ونصر المقدسي في المجة  
 على تارك المجة وابي الليث وابن مردويه والبيهقي في شعب الايمان والبغوي في معالم التنزيل  
 والمزي في تهذيب الكمال وحديث بعضهم اتم عن الحارث بن عبد الله الاعور قال دخلت  
 المسجد فاذا الناس قد وقعوا في الاحاديث فانيت عليا فاخبرته فقال او قد فعلوها سمعت  
 رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول سيكون فتن كقطع الليل المظلم قلت يا رسول الله  
 فما اخرج منها قال كتاب الله فيه نبأ من قبلكم وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم وهو الفصل  
 ليس بالهزل من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله وهو حبل الله  
 المتين ونوره المبين وهو الذكر الحكيم وهو الصراط المستقيم وهو الذي لا يزيغ به الالهواء ولا تلتبس  
 به الالسة ولا تشعب به الاراء ولا يشعب منه العلماء ولا تملأه الاقبياء ولا يخلق على كثرة  
 الرد ولا تنقضي عجائبه وهو الذي لم تنته الجن اذ سمعت ان قالوا اناس معنا قرأنا عجبا يهدى  
 الى الرشده من علم عليه سبق ومن قال به صدق ومن حكم به عدل ومن عمل به اجر ومن دعا اليه  
 هدى الى صراط مستقيم خذها اليك يا اعور قال الترمذي هذا حديث غريب لا نعرفه الا من



موصولاً روایت کیا عائشہؓ نے اونکی متابعت کی ابو نصر سجری نے اوسکو ابانہ میں روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث  
 ونا در ترین احادیث سے ہوا سکی اسناد میں تمام ثقہ مقبول راوی ہیں اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور  
 دارمی و ترمذی نے حمید بن زنجویہ نے اپنی تریب میں اور دور قی و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اور محمد بن نصر  
 نے حجتہ میں اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور محاملی نے (الامالی) میں اور نصر المقدسی نے حجتہ علی تارک  
 الحجۃ میں اور ابو اللیث و ابن مردویہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور لغوی نے مغالم التنزیل میں اور  
 مزنی نے تہذیب الکمال میں اور اوئین سے بعض کی حدیث اتم ہے حارث بن عبد اللہ الاور سے  
 روایت کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا لوگوں کو دیکھا کہ باتون میں مصروف ہیں حضرت علی کی خدمت میں حاضر  
 ہو کر اس حال کو عرض کیا فرمایا (تبیحاً) کیا وہ ایسا کرتے ہیں سنائیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سے فرماتے تھے کہ عنقریب اندھیری راتوں کے کٹکڑوں کے مانند فتنے ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ  
 یا رسول اللہ اون سے نجات کس طرح ممکن ہوگی فرمایا اتباع کتاب اللہ سے اوسہیں تم سے پہلے لوگوں کے  
 حالات اور پچھلون کے اخبار اور تمہارے لئے احکام ہیں اور وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے لغو  
 و ہزل نہیں ہے جو سرکش اوسکو چھوڑ تلے ہے حق تعالیٰ اوسکو مست و نابود کر دیتا ہے اور جو کوئی قرآن کج  
 علاوہ دوسری چیز میں ہایت تلاش کرتا ہے اللہ اوسکو گمراہ بناتا ہے وہ اللہ کی مضبوط رسی اور نور واضح راہ  
 ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے اوس کو خواہشات کجی میں نہیں ڈال سکتیں اور زبانیں اوسہیں مشبہ نہیں  
 ڈال سکتیں اور نہ عقول کو اوسکے تفرقہ پر قدرت ہے اور علما کا اوس سے دل نہیں ہرتا اور اتقا کو  
 اوس سے تکان نہیں پہنچتا اور نہ وہ کثرت تکرار سے پرانا ہوتا ہے اور نہ اوسکے عجائبات ختم ہو سکتے ہیں اور جنوں  
 سے اوسکو سنکر سکوت نہ ہو سکا انہوں نے یہ کہا کہ بلا شک پہننے سننا ہی ایسی عجیب قرآن کو کہ پہلائی  
 کی طرف رہنا ہے جو اوسکو جان لیتا ہے سبقت لیجاتا ہے اور جو اوسکے مطابق کہتا ہے وہ سستی رہتا  
 اور اوسکی مطابق حکم کرنے والا ہوتا ہے اور اوسپر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ اور اوسکے طرف بلانے  
 والے کو راہ راست کی ہدایت ہوتی ہے۔ اسے اورو یہ باتیں یاد رکھ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث  
 غریب ہے۔

حديث حمزة الزيات وأسناده مجهول وفي حديث الحارث مقال قال ابن كثير في التفسير لم يفر  
 حمزة بروايته بل قد رواه محمد بن اسحق عن محمد بن كعب القرظي عن الحارث فبرئ حمزة من عهده  
 على أن كان ضعيف الحديث ألا أنه أصام في القراءة والحديث مشهور من رواية الحارث وقد  
 تكلموا فيه بل كذب بعضهم من جهة رأيه واعتقاده أما أنه يتعمد الكذب فلا والله أعلم وقصا  
 هذا الحديث أن يكون من كلام أمير المؤمنين علي وقد وهم بعضهم في رفعه وهو كلام حسن  
 صحيح على أنه قد روي له شاهد عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 فذكره عن أبي عبيد **(قلت)** وله شاهد أيضا عن معاذ عند محمد بن نصر والطبراني و  
 عن الحارث قال قلت لأبي أمير المؤمنين فلا سئلته عما سمعت العشي فحشه بعد العشاء  
 قد حلت عليه فذكر الحديث <sup>قال</sup> ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول  
 أنا في جبرئيل فقال يا محمد أن امتك مختلفة بعدك قال فقلت له فإين المخرج يا جبرئيل فقال  
 كتاب الله به يقسم الله كل جبار من اعتصم به نجاة ومن تركه هلك مرتين قول فصل وليس  
 بالهزل لا تختلف إلا السن ولا يقني إعايبه فيه نبأ ما كان قبلكم وفصل ما بينكم وخبر ما هو  
 كائن بعدكم أخوجه ابن اسحق ثم احدث في السند **وعن** علي قال خطب رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم فقال لا خير في العيش إلا المستمع وأع او عالم فاطق أيها الناس إنكم في زمان  
 هددت أن السير بكم سريع وقد رأيت الليل والنهار يبدلان كل جديد ويقربان كل بعيد

حمزہ زیارت کے سوا ہم اسکو کسی سے نہیں پہچانتے اور اسکی اسناد مچھول ہے اور حارث اعور کی حدیث میں مقال ہے۔ ابن کثیر نے تفسیر میں کہا کہ حمزہ اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ اسکو محمد بن اسحاق نے محمد بن کعب قرطبی سے اوس نے حارث سے روایت کیا ہے اسلئے حمزہ اسکی ذمہ داری سہمی ہو گئی۔ علاوہ اسکے حمزہ اگرچہ ضعیف الحدیث ہے لیکن قرأت میں امام ہر اور یہ حدیث حارث کی روایت سے مشہور ہے اور حارث میں کلام ہے بلکہ بعض نے اسکے اعتقاد و مذہب کی وجہ سے اسکو جھوٹا کہا ہے لیکن اسکا قصد جھوٹ بولنا نہیں بیان کیا گیا واللہ اعلم اور اقل درجہ یہ کہ یہ حدیث حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے ہو بعض راویوں نے وہم سے مرفوع کر دیا اور وہ بہتر و پاکیزہ کلام ہے اسکے علاوہ عبد اللہ بن مسعود سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکے لئے شاہد منقول ہے پیر ابو عبیدہ کے روایت سے اسکا ذکر کیا ہے۔ (میں کہتا ہوں) محمد بن نصر و طبرانی کے پاس معاذ بھی شاید ہے اور حارث سے منقول ہے کہ میں نے کہا البتہ میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے سوال کروں گا جو میں نے اونے شام کو سنا تھا پھر میں آپ کے پاس بعد عشا کے حاضر ہوا پھر حارث نے حدیث کو ذکر کیا کہا حارث نے کہ پھر فرمایا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے میرے پاس جبریل آئے اور کہا اے محمد آپ کی امت آپ کے بعد مختلف ہوگی میں نے کہا اوس سے نجات کس طرح ہو سکتی ہے جبریل نے کہا اتباع کتاب اللہ سے اللہ ہر سرکش کو اوس سے ہلاک کرتا ہے جو اسکو مضبوط پکڑتا ہے نجات پاتا ہے اور جو اسکو چھوڑتا ہے ہلاک ہوتا ہے آخر کا جملہ دو مرتبہ کہا وہ قول فاصل بین الحق والباطل ہے نہ ہزل و طرافت اسکو زبان میں نہیں بتا سکتیں اور اسکے عجائبات فنا نہیں ہوتے اوس میں تمہارے گزشتہ زمانہ کے حالات اور تمہاری لئے احکام اور زمانہ آئندہ کے اخبار میں اسکو ابن اسحاق نے پیر احمد نے سند میں روایت کیا اور حضرت علی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا دین کی خیر احکام دین کو سنکر محفوظ رکھنے والے کیلئے ہے یا عالم حق گو کیلئے ہے گو گوتم زمانہ بد نہ میں ہو اور تمہاری رعایتیں اور تمہارے پیکرے ہو پل و بہار کو گلاتے اور پیرانا کرتے ہیں ہر جدید کو اور قریب کوستے ہیں ہر بعید کو۔



ويا تيان بكل موعود فاعدوا الجهاد لبعث المضار فقال المقداد يا بني الله ما الهدنة قال بلاء  
وانقطاع فاذا التبت الامور عليكم كقطع الليل المظلم فعليكم بالقرآن فانه شافع مشفع  
وما حل مصدق ومن جعله امامه قادة الى الجنة ومن جعله خلفه قادة الى النار وهو  
الدليل الى خير سبيل وهو الفصل ليس بالهزل له ظهير بطن فظاهرة حكم وباطنه علم عميق بحره  
لا تحصى عجائبه ولا يشبع منه علماء وهو حبل الله المتين وهو الصراط المستقيم وهو الحق الذي  
لم تنه الجن اذا سمعته ان قالوا انا سمعنا قرانا عجبا يهدي الى الرشاد فامنا به من قال به صدق  
ومن عمل به اجر ومن حكم به عدل ومن دعى اليه هدى الى صراط مستقيم فيه مصابيح الهدى  
ومنازل الحكمة ودال على الحجة اخوجه الحسن العسكري في الامثال والالاخبار والآثار في القرآن  
نزول امر عند الله تعالى وفضلا عن اهل بيت النبوة لا تعد ولا تحصى سرودة في كتبنا من علومهم  
فلا حاجة بنا الى الاكثار منها هنا (ابطال قول البليد بخلاف القرآن المجيد  
قال الله المتعال ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم قال سليمان بن حرب وكلام الله ونظر واحد  
يعني غير مخلوق ذكره الاشعرى في الابانة قال ابو نصر عبيد الله بن سعيد بن حاتم السجزي في  
الابانة انبأنا ابراهيم بن علي بن عبد الله القرشي وكان صدوقا ثنا عثمان بن محمد بن ابراهيم  
الماورائي ثنا احمد بن محمد بن موسى ثنا عبد الكريم بن موسى الطهيم الديري عا قولي ثنا علي بن صالح  
الانباري ثنا يوسف بن عدي عن محبوب بن محرز عن الاعمش عن ابراهيم بن يزيد عن الحارث بن سويد

ابطال قول البليد  
بخلاف القرآن  
المجيد

اور لاتے ہیں ہر موعود کو سامان تیار کر و مسافت بعیدہ طے کرنے کیلئے مقدار نے عرض کیا یا نبی اللہ  
 ﷺ نہ کیا ہے۔ فرمایا بلا اور انقطاع ہی پر جب تکو مثل پارہ ہائے شب تاریک واقعات مشتبہ پیش آئیں  
 قرآن کو مضبوط پکڑو وہ شافع شفع و مجادل مصدق ہے جو اسکو مقتدا پیشوا بناتا ہے وہ اسکو جانب حق  
 رہبر ہوتا ہے اور جو اسکو پس پشت کرتا ہے وہ اسکو دوزخ کی طرف پہنچ لیجاتا ہے وہ راہ راست کا ہادی  
 و قول فصل ہی نہ ہزل اس کے لئے ظہر و بطن ہیں اسکا ظاہر حکم اور اسکا باطن علم جسکا بحر حقیق ہی عجائب و بدائع  
 اس کے غیر محدود اور بے شمار ہیں اس کے علما اس سے سیر نہیں ہوتے وہ اللہ کے جل مستحکم و مضبوط  
 و صراط مستقیم ہے ایسا حق ہی کہ اسکو سنکر جن باز نہ رہ سکے اور یہ کہا کہ ہم نے سنا ایک قرآن عجیب  
 فلاح یابی کا ہادی ہے ہم اس پر ایمان لائے اسکا قائل صادق اور اسکا عامل ماجور اور اس کے  
 موافق حکم کرنے والا عادل جسکو اسکی طرف دعوت ہوتی ہے وہ صراط مستقیم کی ہدایت پاتا ہے وہ مہر  
 ہدایت و آیات حکمت سے غلوا اور رہنمائی تحت ہائی راہ حق سے مشغون ہے اسکو جن عکس نے اٹال میں  
 روایت کیا اور قرآن کے بجانب اللہ نازل ہونے اور اس کے فضائل میں اہل بیت نبوی سے غیر منہ  
 اخبار و آثار وارد اور ہمارے کتب علوم اہل بیت میں منقول ہیں اسجگہ اون کے اکتار کی بہک ضرورت نہیں  
 (البطال قول بلیدا متعلق خلق قرآن مجیدا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں کلام کر لگا اون سے اللہ  
 اور نہ اس کے طرف نظر فرما و لگا کہا سلیمان بن حرب نے کہ اللہ کا کلام اور اسکی نظر ایک ہے یعنی  
 غیر مخلوق ہیں اسکو اشعری نے ابانہ میں ذکر کیا ابو نصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم السجری نے ابانہ میں  
 کہا کہ بھکوا ابراہیم بن علی بن عبد اللہ القرشی نے خبر دی اور ابراہیم صدیق ہے کہ ہرے عثمان بن محمد بن ابراہیم  
 ماورائی نے حدیث کی اس نے کہا کہ ہم سے احمد بن محمد بن موسیٰ نے حدیث کی احمد نے کہا ہم سے  
 عبد الکریم بن موسیٰ بن ہشیم الدیر عاقولی نے حدیث کی عبد الکریم نے کہا کہ ہم سے علی بن صالح انماطی نے حدیث کی علی بن صالح نے  
 کہا کہ ہم سے یوسف بن عدی نے محبوب بن محرز سے اس نے اعمش سے اعمش نے ابراہیم بن یزید  
 سے ابراہیم نے حارث بن سوید سے حدیث کی کہ۔

قال قال على فذكر الخبر وفيه اشارة الى فئة ذات فتنة فاني بعد قال يقولون القرآن مخلوق  
وليس هو بخالق ولا مخلوق وتلكه كلام الرب عز وجل منبداً واليه يعود وهذا  
الاسناد من رجاله ثقات قاله السيوطي في اللآلئ واخرجه اللالكائي والاصبهاني وفيه  
كلام الله وهو موقف رواية موقف دراية او هو من تعريف الله للولي على كرامته ولاية  
وعن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اللهم اجرين والا تضار عليكم بالقرآن  
فاتخذوه اماماً وقائداً فإنه كلام رب العالمين الذي منبداً واليه يعود اخرجه ابن  
مردويه بسند معتضد بما اسند وعنه ابن عباس قال لما حكم على الحكمين قالت له الخوارج  
حكمت رجلين قال ما حكمت مخلوقاً انما حكمت القرآن اخرجه ابن ابى حاتم في السنة والبيهقي  
في الصفات والاصبهاني في الفحج واللالكائي في السنة وعنه الفرج بن يزيد الكلاعي قال قالوا  
لعل حكمت كافراً ومنافقاً قال ما حكمت مخلوقاً ما حكمت الا القرآن اخرجه ابن ابى حاتم في السنة  
وابو الشيخ والبيهقي قال البيهقي هذه الحكاية عن علي شائعة فيما بين اهل العلم ولا اراها شاعت  
الا عن اصل والله اعلم وعنه ابى هريرة قال كنا عند عمر بن الخطاب اذ جاءه رجل يسأله عن القرآن  
ام مخلوق هو او غير مخلوق فقام عمر فاحذ بمجامع ثوبه حتى قاده الى علي بن ابي طالب فقال يا ابا الحسن اما  
تسمع ما يقول هذا قال وما يقول قال جاء يسألني عن القرآن ام مخلوق هو او غير مخلوق فقال علي  
هذه كلمة وستكون لها ثمرة لو وليت من الامر ما وليت لضربت عنقه اخرجه نصر المقدسي



فرمایا حضرت علی نے پرحارث نے تمام حدیث کو ذکر کیا اور اوسین اشارہ ہے کہ ایک جماعت نے پھر بعد میں پیدا ہوگی جو قرآن کو مخلوق کیسکی حال آئکہ قرآن نہ خالق ہو نہ مخلوق وہ کلام رب عزوجل ہے اوسے اوسکی ہدایت اور اوسیکے طرف اوسکی نہایت ہے جلال الدین سیوطی نے لالی میں کہا کہ اس حدیث کی سند کی رجال ثقات میں اور اسکو لالکائی واصبہا نے روایت کیا اور انکی روایت میں بجائے لفظ کلام الرب کے کلام اللہ ہے یہ حدیث روایتاً موقوف ہے اور درایتاً موقوف ہے یا بطور کرامت و ولایت منجانب اللہ حضرت مولیٰ علی کے الہامات سے ہے اور حضرت علی سے منقول ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین کو کہ قرآن کا اتباع کر کے اوسکو اپنا امام و رہبر بناؤ اسلئے کہ وہ رب اللہ کا کلام ہے اور اوسے شروع ہوا اور اوسیکے طرف عود کر گیا اس کو ابن مردویہ نے ایسی سند روایت کیا جو بروایت مسندہ معتضد ہے اور ابن عباس سے منقول ہے جب حضرت علی نے غزوہ صفین میں دو حکم مقرر کئے خوارج نے کہا آپ نے دو آدمیوں کو حکم بنایا فرمایا میں نے مخلوق کو حکم نہیں بنایا میرا حکم قرآن ہے اس کو ابن ابی حاتم نے السنہ میں اور بیہقی نے الصفات میں اور اصبہا نے نے الحجۃ میں اور لالکائی نے السنہ میں روایت کیا اور فرج بن یزید کلاعی سے منقول ہے لوگوں نے حضرت علی سے عرض کیا کہ آپ نے کافرو منافق کو حکم بنایا فرمایا میرا حکم مخلوق نہیں بلکہ میرا حکم قرآن ہے اسکو ابن ابی حاتم نے السنہ میں ابوشیخ و بیہقی نے روایت کیا بیہقی نے کہا یہ حکایت حضرت علی سے اہل علم کے درمیان بکثرت شائع ہے اور میرے گمان میں اسکا شیوع بلا اصل نہیں ہے و خدا علم ابو ہریرہ سے منقول ہے کہا ہم عمر بن الخطاب کے پاس تھے ایک شخص نے اگر سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق حضرت عمر اوسکو مضبوط پکڑ کر حضرت علی کے پاس لے گئے اور کہا کہ اسے ابوالحسن آپ نہی ہیں یہ شخص کیا کہتا ہے حضرت علی نے فرمایا کیا کہتا ہے کہا مجھ سے سوال کرنا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق حضرت علی نے فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے جسکا آئندہ بد اثر ہونیوالا اگر میں بجائے آپ کے خلیفہ ہوتا تو اسکو قتل کر دیتا اسکو جعفر مقدسی نے الحجۃ میں روایت کیا۔

الحكمة في الحكيم  
أي الحكيم الذي الحكيم  
أي الحكيم الذي الحكيم

فيل فانه قال

في الحجة وفي رواية احمد والعدني وابي يعلى والحاكم والبيهقي وغيرهم في قصته تحكيم الحكيم فلما ان  
امتلات الدار من قراء الناس دعا بمصحف امام عظيم فوضعه بين يديه فجعل يضكه بيده و  
يقول ايها المصحف حدث الناس فقالوا يا امير المؤمنين تسال عنه فانما هو مداد في ورق و  
نحن نتكلم بما روينا منه فارتد قال اصحابكم هؤلاء الذين خرجوا بيني وبينهم كتاب الله الحديث  
وفي هذا دلالة بيينة ان قراءة العباد للقران وكتابتهم له مخلوق والذي ليس بمخلوق هو الذي  
كلم الله جبرئيل عليه السلام وعن حيان بن سدير عن ابيه قال لجعفر بن محمد يا ابن  
رسول الله ما تقول في القران خالق ام مخلوق قال اقول فيه ما يقول ابني وجدى ليس بخالق ولا  
مخلوق ولكنه كلام الله عز وجل اخوجه البيهقي وعن يونس بن بكير عن جعفر بن محمد عن ابيه  
قال سئل علي بن الحسين عن القران فقال ليس بخالق ولا مخلوق وهو كلام الخالق اخوجه محمد بن  
نصر المروزي وعبد الله بن احمد والحاكم وابو نعيم في المحلية والبيهقي بسند صحيح وعن الزهري  
قال سألت علي بن الحسين عن القران فقال كتاب الله وكلام اخوجه البيهقي وعن بسام الصيرفي  
قال سألت ابا جعفر محمد بن علي بن الحسين عن القران فقال كلام الله غير مخلوق اخوجه ابو نعيم  
في المحلية وعن معاوية بن عمار الذهني سألت جعفر بن محمد عن القران فقال ليس بخالق ولا  
مخلوق ولكنه كلام الله عز وجل اخوجه علي بن المديني وابو زرعة الرازي والبخاري في خلق افعال  
العباد وعثمان بن سعيد الدارمي وابو عوانة والذولابي في الكنى والحاكم والبيهقي من طرق وصحة

اور احمد و عدنی و ابویعلی و حاکم و بیہقی و غیرہم نے قصہ شکیلہ الحکیمین میں روایت کیا کہ جب قرآن سے مکان پر ہو گیا حضرت علی نے مصحف امام عظیم کو پیش کر اپنے سامنے رکھا اور اپنا ہاتھ اوپر مار کر فرمانے لگے اے مصحف لوگوں سے بیان کر لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس سے استفسار فرماتے ہو یہ تو کہے ہوئے اوراق ہیں اور انہیں جو کچھ ہے ہم پڑھتے ہیں آپ کا کیا مقصد ہے۔ فرمایا تم میں سے جن لوگوں نے مجھ پر خروج کیا میرے اور امیر کے درمیان کتاب اللہ ہے الحدیث اس میں دلالت واضح ہے کہ بندہ نہ کا قرآن کو لکھتا اور نہ مخلوق ہو اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جو کلام جبریل علیہ السلام کے ساتھ فرمائی وہ غیر مخلوق ہے اور حیان بن سہیر نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ کسی نے جعفر بن محمد سے پوچھا کہ اے ابن رسول اللہ قرآن خالق ہے یا مخلوق۔ فرمایا اس میں میرا قول مثل میرے باپ دادا کے ارشاد کے ہے قرآن نہ خالق ہے نہ مخلوق بلکہ وہ اللہ عزوجل کا کلام ہے۔ اسکو بیہقی نے روایت کیا اور یونس بن بکر نے جعفر بن محمد سے اونہوں نے اپنی باپ سے روایت کیا کہ علی بن الحسین سے کسی نے پوچھا کہ قرآن خالق ہے یا مخلوق آپ نے فرمایا نہ خالق ہے نہ مخلوق وہ کلام خالق ہے اسکو محمد بن نصر المروزی و عبد اللہ بن احمد و حاکم و ابوالغیم نے علیہ میں اور بیہقی نے حسن صحیح روایت کیا اور زہری سے منقول ہے کہ میں نے قرآن کے بارہ میں علی بن الحسین سے سوال کیا فرمایا کتاب اللہ اور اس کا کلام ہے۔ اسکو بیہقی نے روایت کیا اور بام الصیرفی سے منقول ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین سے قرآن کے بارہ میں دریافت کیا فرمایا کلام اللہ غیر مخلوق ہے اسکو ابوالغیم نے علیہ میں روایت کیا۔ معاویہ بن عمار و ہنی سے منقول ہے کہ میں نے جعفر بن محمد سے قرآن کے بارے میں تحقیق کیا فرمایا نہ خالق ہے نہ مخلوق بلکہ کلام اللہ عزوجل کا ہے اسکو علی بن المدینی و ابوزرعہ رازی و ابوجارمی نے خلق افعال میں اور عثمان بن سعید دارمی و ابوعوانہ و ابوداؤد و ابی نعیم نے روایت کیا اور بیہقی نے بطریق متعدد روایت کر کے اسکی تصحیح کی۔



هو المزي في التهذيب واخرجه البيهقي عن ابن ابي العوام ثنا موسى بن داود الضبي عن معبد  
ابن عبد الرحمن عن معاوية بن عمار قال سألت جعفر بن محمد فقلت انهم يسألوننا عن القرآن  
المخلوق هو قال ليس بخالق ولا مخلوق ولكنه كلام الله قال البيهقي تابعه سعدان بن نصر عن <sup>موسى</sup>  
ابن داود وعن قيس بن الربيع قال سألت جعفر بن محمد عن القرآن فقال كلام الله قلت مخلوق  
قال لا قلت فما تقول فيمن زعم انه مخلوق قال يقتل ولا يستتاب اخرجه البيهقي من جهة الاصم  
فالسلي والحاكم قال عثمان الدارمي سمعت عليا يعني ابن المديني يقول في حديث جعفر بن محمد  
ليس القرآن بخالق ولا مخلوق ولكنه كلام الله قال علي لا اعلم انه تكلم بهذا الكلام في زمان اقدم  
من هذا قال علي وهو كافر قال ابو سعيد يعني من قال القرآن مخلوق فهو كافراخرجه الحاكم فالبیهقي  
قال الاشعري في الابانة وصحت الرواية عن جعفر بن محمد ان القرآن لا خالق ولا مخلوق وروى  
ذلك عن عمه زيد بن علي وعن جده علي بن الحسين **قلت** وكذا عن الحبر في قوله تعالى قراناً  
عربياً غير ذي عوج قال غير مخلوق اخرجه الأجرى في الشريعة وابن مردويه في التفسير والبيهقي و  
رفعه فيه ابن الأخرجه الديلمي في مسند الفردوس وقاله فيه السدي قال البغوي في معالم التنزيل  
وروى عن مالك ورفعه ابو الدرداء القرآن كلام الله غير مخلوق اخرجه ابن شاهين في السنة  
وقال الحبر لرجل قال اللهم رب القرآن مر لا تقل مثل هذا منه بدأ <sup>بسم الله</sup> واليه يعود اخرجه الشيخ  
والبيهقي وفي لفظ ان القرآن منه اخرجه البيهقي من جهة الحاكم ورواه ابو نصر البجلي في الابانة

اور مزی نے اسکو تہذیب میں لقل کیا اور بیہقی نے اسکو ابن ابی العوام سے روایت کیا کہ حدیث کی ہمیسے موسیٰ ابن داؤد ضعیفی نے معبد ابی عبد الرحمن سے اسنے معاویہ بن عمار سے کہ میں نے جعفر بن محمد سے سوال کیا کہ لوگ ہمیسے استفار کرتے ہیں ایا قرآن مخلوق ہے نہ فرمایا نہ خالق ہے نہ مخلوق بلکہ وہ کلام اللہ ہی بیہقی نے کہا کہ اسکی متابعت میں سعدان بن بضر نے موسیٰ بن داؤد سے روایت کیا اور قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ میں نے جعفر بن محمد سے قرآن کے متعلق پوچھا فرمایا کلام اللہ کا ہے میں نے عرض کیا کیا وہ مخلوق ہے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا جو شخص اسکے مخلوق ہو سیکا مدعی ہو اسکی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا وہ قتل کیا جاوے اور اس سے توبہ طلب نہ کی جاوے اسکو بیہقی نے اصم کے طریق سے اور نیز سلمیٰ وحاکم نے روایت کیا عثمان دارمی نے کہا کہ میں علی بن المدینی کو سنا جعفر بن محمد کی حدیث لیس القرآن بخالق دلا مخلوق دلکنہ کلام اللہ میں کہتے تھے کہ میرے علم میں یہ کلام اس سے مقدم زمانہ میں کسی نے نہیں کیا اور وہ کفر ہے ابو سعید نے کہا میں نے جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسکو حاکم و نیز بیہقی نے روایت کیا اور ابو الحسن اشعری نے الابانہ میں کہا جعفر بن محمد سے یہ روایت صحیح ہے کہ قرآن نہ خالق ہے نہ مخلوق اور اپنے چچا زید بن علی اور داد اعلیٰ بن الحسین سے اونہوں نے اسکو روایت کیا ہی میں کہتا ہوں ایسا ہے جبر (ابن عباس) سے (نیز) اللہ تعالیٰ کے قول (قرآن اعربیا غیر ذی عوج) کی تفسیر میں منقول ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اسکو آجری نے الشریعۃ میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور بیہقی نے الش سے مرفوعاً اور دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا اور کہا ہی اسکو مدنی نے کہا بغوی نے معالم التنزیل میں کہ مالک سے ہی روایت کیا گیا ہی اور مرفوعاً ابو الدرداء سے روایت ہے کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے اسکو ابن شاہین نے تفسیر میں روایت کیا ایک آدمی کہتا تھا اے اللہ تعالیٰ کے رب جبر (ابن عباس) نے اسکو منع کیا کہ ایسا مت کہہ قرآن کا شروع نہ کی طرف سے ہی اور ادنیٰ کی طرف عود کر لگا اسکو ابو الشیخ ذبیہقی نے روایت کیا اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ قرآن اوسے سے ہے بیہقی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا اور ابو لفرس جبر نے اسکو ابانہ میں روایت کیا۔

وفيه منه القرآن منه ورجاله ثقات وقال انس القرآن كلام الله وليس كلام الله مخلوق  
 اقترحه ابن عدي في الكامل والبيهقي قال ابن عدي هذا الحديث وان كان موقوفا على انس  
 فهو منكر لانه لا يعرف للصحابه الخوض في القرآن قال البيهقي انما اراد به انه يقع في الصدر  
 الاول ولا الثاني من يزعم ان القرآن مخلوق حتى يحتاج الى انكاره فلا يثبت عنهم شيء بهذا  
 اللفظ الذي يرويناه عن انس وروى ايضا مثله والبيهقي عنه عن عمرو بن علي وعبد الله بن مسعود  
 ولكن قد ثبت عنهم اضافة القرآن الى الله تعالى وتحميد ثبانه كلام الله تعالى كما رويناه عن ابي بكر  
 وعائشة وخباب بن الازد وابن مسعود والنجاشي وغيرهم والله اعلم **(قلت)** قد بداه منه  
 شيء في الصدر الاول كما مضى عن البخاري والترمذي بسند كل الرواة فيه ثقات وقال عثمان  
 ابن سعيد الدارمي في كتاب الرد على الجهمية سمعت اسحق بن ابراهيم الخطلي عن ابي بن راهويه يقول  
 قال سفيان بن عيينة قال عمرو بن دينار اذ ركت اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم من دنهم  
 منذ سبعين سنة يقولون الله الخالق وما سواه المخلوق والقرآن كلام الله منه خرج وآله  
 يعود واخرجه ابن عدي والحاكم والبيهقي وابو عمر في التمهيد قال ابن راهويه وقد ادرك ابن دينار  
 اجلة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من البدرين والمهاجرين ولا نصار مثل  
 جابر بن عبد الله وابي سعيد الخدري وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وعبد الله بن الزبير  
 واجلة التابعين وعلى هذا صدر هذا الكلام لم يختلفوا في ذلك وقال اللالكائي بسند عن



یابن الفاظ روایت کیا کہ ٹھہر جا ٹھہر جا قرآن اس کلام ہی اور اس سند کے لوگ متعبر ہیں اور انس نے کہا قرآن کلام اللہ کا ہے  
 اور کلام اللہ مخلوق نہیں اسکو ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے روایت کیا ابن عدی نے کہا اگرچہ  
 یہ حدیث انس پر موقوف ہے لیکن منکر ہے اس لئے کہ خوض صحابہ قرآن میں غیر معروف ہے۔ کہا بیہقی نے مراد ابن  
 عدی کی اس سے (یہ ہے) کہ صدر اول و ثانی میں قرآن کے مخلوق ہونیکا کوئی قائل نہیں تھا کہ اسکی تردید  
 کی حاجت ہوتی اس لئے یہ الفاظ جو انس سے مروی ہیں صحابہ سے ثابت نہیں ہو سکتے اور نیز اسکی  
 مانند واضح تر اس سے عمرو علی و عبد اللہ ابن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے لیکن قرآن کو اللہ  
 کے طرف منسوب کرنا اور اسکی تعظیم کرنا کہ وہ کلام اللہ ہے اونسے ثابت ہے جیسا کہ مہدی ابو بکر و  
 عائشہ و جناب بن اللات و ابن مسعود و بخاشی و غیر ہم سے روایت کیا ہے واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ سند  
 خلق قرآن صدر اول (زمانہ صحابہ) میں کچھ بظاہر ہو گیا تھا جیسا کہ فاروق و مرتضیٰ سے سابقا ایسے سند سے  
 گزر چکا ہے جسکے تمام رواۃ ثقات ہیں اور عثمان بن سعید دارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں کہا میں نے  
 اسحاق بن ابراہیم خطلی یعنی ابن راہویہ سے سنا کہ کہا سفیان بن عیینہ نے کہ کہا عمرو بن دینار نے میں نے  
 عرصہ شتر سال سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اتباع کو یہ کہتے ہوئے  
 پایا کہ اللہ خالق و ماسوا او کے مخلوق ہے اور قرآن کلام اللہ ہے اللہ سے اسکا خروج اور اوسی  
 کی طرف اسکا عود ہے اسکو ابن عدی و حاکم (دو نیز) بیہقی و ابو عمر نے تمہید میں روایت کیا کہا ابن راہویہ  
 نے کہ عمرو بن دینار نے جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل بدر و مہاجرین و  
 انصار میں مثل جابر بن عبد اللہ و ابی سعید الخدری و عبد اللہ ابن عمرو و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ  
 ابن زبیر اور کبار تابعین کو پایا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدر اول کے لوگوں نے اس  
 مسئلہ (خلق قرآن) میں اختلاف نہیں کیا لکن انہی نے بسند خود۔

القاسم بن العباس الشيباني ثنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار قال ادركت تسعة من  
 اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق فهو كافر هذا  
 والذي قبله صحيحان قاله السيوطي وقال البخاري في كتاب الرد على المعتلة والجهمية وبيان  
 خلق افعال العباد ثنا الحكم بن محمد الطبري كتبت عنه بمكة قال ثنا سفيان بن عيينة قال ادركت  
 مشيختنا منذ سبعين سنة منهم عمرو بن دينار يقولون القرآن كلام الله وليس بمخلوق واخوجه  
 ابن عدي والبيهقي قال البيهقي وقرأت في كتاب ابي عبد الله محمد بن محمد بن يوسف بن ابراهيم  
 الدقاق بروايته عن القاسم بن ابي صالح الهمداني عن محمد بن ابي ايوب الرازي قال سمعت محمد بن  
 سعيد بن سابق يقول سألت ابا يوسف فقلت اكان ابو حنيفة يقول القرآن مخلوق فقال معاذاً  
 ولا انا اقول فقلت اكان يرى رأي جهم فقال معاذ الله ولا انا اراه قال البيهقي رواه ثقات  
 وروى البيهقي عن الحارث بن ادريس سمعت محمد بن الحسن الفقيه يقول من قال القرآن مخلوق  
 فلا فصل خلفه وروى البيهقي من جهة الحاكم عن ابي يوسف كذا با حنيفة سنة جرداء في  
 ان القرآن مخلوق امر لا فافق رايه وروى علي بن ابي طالب قال القرآن مخلوق فهو كافر قال الحاكم رواه  
 هذا كلام ثقات **قلت** انما كان المناظرة الى السنة للتكفير دون التفسير وقال  
 ابن عبد البر في كتابها لا تنقاد في مناقب الثلثة الفقهاء حدثنا الحكم بن المنذر بن سعد قال  
 ثنا ابو يعقوب يوسف بن احمد بن يوسف قال وحدثنا ابو حامد ثنا صاحب بن احمد بن يعقوب قال

قاسم بن عباس شیبانی سے روایت کیا کہ ہمے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن ہنار کی زبانی حدیث کی کہ کہ میں نے  
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے نو شخصوں کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ قرآن کو مخلوق کہنے  
 والا کا فر ہے جلال الدین سیوطی نے کہا یہ اور اسکے با قبل کی حدیث صحیح ہے اور بخاری نے کتاب اللہ  
 علی المعطلہ والجمہیۃ و بیان خلق افعال العباد میں کہا ہے حکم بن محمد الطبری حدیث کی میں نے او شکر کہ میں اسکو لکھ لیا  
 اور نہون نے کہا کہ ہم سفیان بن عیینہ حدیث کی کہا کہ میں نے ستر سال اپنے مشایخ کو کہ بخلاؤں کے عمرو بن دنیا رہیں یہ کہتے ہوئے  
 پایا کہ قرآن کلام اللہ ہے مخلوق نہیں اسکو ابن عدی وہیقتی نے بھی روایت کیا بیہقی نے کہا میں نے ابو عبد اللہ  
 محمد بن محمد بن یوسف بن ابراہیم الدقاق کی کتاب میں پڑھا کہ نہون نے روایت کی قاسم بن صالح ہمدانی اور ابو محمد بن ابی ایوب  
 رازی سے کہا میں نے محمد بن سعید بن سابق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو یوسف سے پوچھا کیا ابو حنیفہ  
 خلق قرآن کے قائل تھے فرمایا معاذ اللہ نہ ابو حنیفہ خلق قرآن کے قائل تھے نہ میں ہوں نہ میرے  
 کہا کیا ابو حنیفہ جم کے ہم عقیدہ تھے ابو یوسف نے کہا معاذ اللہ نہ او کا یہ عقیدہ تھا نہ میرا ہے بیہقی نے  
 کہا اسکے رواۃ ثقات ہیں اور بیہقی نے حارث ابن ادریس سے روایت کیا کہ میں نے محمد بن الحسن  
 فقیہ کو کہتے ہوئے سنا جو خلق قرآن کا قائل ہو ہم اسکو پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور بیہقی نے بطریق عام  
 ابو یوسف سے روایت کیا کہ میں نے کامل ایک سال تک ابو حنیفہ سے مسئلہ خلق و عدم خلق قرآن میں  
 مناظرہ کیا اسکے بعد میرے اور ابو حنیفہ کی رائے متفق ہوئی ہے کہ قائل خلق قرآن کا کافر ہے حاکم نے  
 کہا اسکے راوی ثقہ ہیں کہتا ہوں یہ مناظرہ ایک سال تک اثبات تکفیر میں تھا نہ نصرت و لائے میں اور  
 ابن عبد البر نے کتاب اختلاف فی مناقب المثلثۃ الفقہاء میں کہا ہم سے حکم بن منذر بن سعید  
 نے حدیث کی کہا ہم سے ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف نے حدیث کی (ونیز) ہم سے ابو حامد نے  
 حدیث کی کہا ہم سے صالح بن احمد بن یعقوب نے حدیث کی ۔



سمعت ابي يقول سئل ابو مقاتل حفص بن سلم وانا حاضر عن القرآن فقال القرآن كلام الله غير  
مخلوق ومن قال غير هذا فهو كافر فقال له ابنه سلم يا ابي هل تخبر عن ابي حنيفة في هذا بشئ فقال  
نعم كان ابو حنيفة على هذا عهدي به ما علمت منه غير هذا ولو علمت منه غير هذا لم اصبه  
**قلت** في هذا كله ابطال لما عزي بعض المحدثين الى ابي حنيفة ومحمد بن الحسن من  
القول بخلق القرآن وكل ما روى عن ابي حنيفة من هذا القبيل فينبغي ان يحمل على انه كان يقول ان  
قرأنا للقرآن وكتابنا له مخلوق كما افاد في الفقه الاكبر ففهم بعض الناس من كلامه ان اصل  
القرآن الذي هو صفة الله تعالى مخلوق عندنا او شد عليه المشددون ومنعوا من هذا اللفظ  
سدا للباب وكذا على محمد كما شد بعضهم على البخاري في قوله لفظي بالقرآن مخلوق **قال**  
الاشعري في الاجابة ومن قال ان القرآن غير مخلوق ومن قال بخلقفه فهو كافر من العلماء وحمله الاثارة  
ونقله الاخبار لا يحدون كثرة منهم حماد بن زيد والثوري وعبد العزيز بن ابي سلمة ومالك بن  
انس والثاقبي واصحابه والليث بن سعد وسفيان بن عيينة وهشام وعيسى بن يونس وحفص بن  
غياث وسعد بن عامر وعبد الرحمن بن مهدي وابوبكر ابن عياش ووكيع وابو عاصم النبيل ويعلى بن  
عبيد ومحمد بن يوسف وبشر بن المفضل وعبد الله بن داود وسلام بن ابي مطيع وابن المبارك  
وعلى بن عاصم واحمد بن يونس وابو نعيم وقبيصة بن عقبة وسليمان بن داود وابو عبيد القاسم  
سلام ويزيد بن هارون وغيرهم انتهى وقد اورد بالتصنيف محمد بن اسمعيل البخاري كتاب الرد على

کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میرے موجودگی میں ابو معتقل حفص بن سلم سے قرآن کے متعلق سوال کیا گیا حفص نے کہا قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے اور جبکہ عقیدہ اسکے خلاف ہو وہ کافر ہے اس کے فرزند سلم نے سوال کیا کہ اس مسئلہ میں ابو حنیفہ کا کیا مسلک ہے کہا ابو حنیفہ کا یہ یہی مسلک تھا میں نے انکو اسی پر پایا اسکے خلاف اونسے مجھکو معلوم نہیں ہوا اور اگر معلوم ہوتا تو میں انکی صحبت کو اختیار کرتا میں کہتا ہوں کہ اس تمام تقریر سے بعض محدثین کا ابو حنیفہ و محمد کی طرف خلق قرآن کے مقولہ کو منسوب کرنا باطل ثابت ہوتا ہے۔ اور جو کچھ کہ ابو حنیفہ و محمد سے ازین قبیل مروی ہے اسکا یہ عمدہ محل ہے کہ وہ قرأت و کتابت قرآن کو مخلوق کہتے تھے جیسا فقہ اکبر سے مستفاد ہے۔ بعض اشخاص نے انکے کلام سے یہ سمجھ لیا کہ اصل قرآن جو اللہ کے صفت ہے وہ انکے نزدیک مخلوق ہی بعض مشددین نے اس نقطہ سے سیاحت کی اور انرا امام محمد پر تشدد کیا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے بخاری پر انکے مقولہ لفظی بالقرآن مخلوق میں تشدد کیا ہے اشعری نے ابانہ میں کہا کہ قرآن کو غیر مخلوق کہنے والے اور متفقہ خلق قرآن کی تکفیر کرنے والے علماء و حفاظ حدیث و تافلیں اخبار زائد از شمار ہیں از الجملہ حادین و سفیان ثوری و عبدالغیز بن ابی سلمہ و مالک بن انس و شافعی و اصحاب شافعی و لیث بن سعد و سفیان بن عیینہ و ہشام و عیسیٰ بن یونس و حفص بن غیاث و سعد بن عامر و عبدالرحمن بن مہدی و ابوجعفر بن عیاش و دکیع و ابو عاصم النبیل و یحییٰ بن عبید و محمد بن یوسف و بشر بن منفل و عبدالقدیر بن داؤد و سلام بن ابی مطیع و عبداللہ ابن المبارک و علی بن عاصم و احمد بن یونس و ابو نعیم و قبیصہ بن عقبہ و سلیمان ابن داؤد و ابو عبید القاسم بن سلام و یزید بن ہارون و غیر ہم بہن انتہی اور محمد بن اسماعیل بخاری نے کتاب الرد علی المعطلہ والجمہیہ۔

المعطلة والجهسية وبيان خلق افعال العباد وادرفيه ابطال القول بخلق القرآن عن مشيخة  
 ابن عيينة منذ سبعين سنة منهم عمر بن دينار وعن جعفر بن محمد وحماد بن زيد وابن المنكدر  
 ومنصور والاعمش ومحمد بن مسلم بن احول وحماد بن ابي سليمان والثوري ومالك وابن عيينة  
 وكيع وخالد بن عبد الله القسري ذابح <sup>بديهم</sup> جند عبد الله بن ادريس الاودي ووهب بن جوير  
 ومعمّر بن سليمان ويزيد بن هارون وابي بكر بن عياش وابن المبارك ويحيى بن سعيد  
 وعلي بن المدني وابي الوليد وعبد الله بن عائشة وحفص بن غياث وسليمان بن داود الهاشمي  
 وسهل بن مزاحم وابن مهدي وبشر بن المفضل وابي عبيد ومعاذ بن معاذ والحجاج بن  
 ارطاة وهاشم بن القاسم والربيع بن نافع الحلبى ومحمد بن يوسف وعاصم بن علي بن عاصم و  
 يحيى بن يحيى واهل العلم قال وقال الحميدى ثنا سفيان ثنا حصين عن مسلم بن حبيب عن <sup>سفيان</sup> شيبان  
 شكل عن عبد الله قال ما خلق الله من ارض ولا سماء ولاجنة ولا نار اعظم من الله لا اله  
 الا هو الحق القيوم قال سفيان تفسير ان كل شئ مخلوق والقرآن ليس بمخلوق وكلامه اعظم  
 من خلقه لانه انما يقول كن فيكون <sup>فلا</sup> شئ اعظم مما يكون به الخلق والقرآن كلام الله انتهى وذكر  
 البيهقي ابطال هذا المقال وتكفير قائله واحدا لا مر بن باسانيد كثيرة وطرق متعددة عن  
 مالك والليث والفضيل بن عياض وابن عيينة وابي بكر بن عياش وهشيم وعلي بن هاشم  
 وحفص بن غياث وعبد السلام الملالى وحسين الجعفي ويحيى بن زكريا ابن ابي زائدة وعبد الله



کتاب الرد علی المعطلۃ والجمعیۃ بیان خلق افعال العباد میں علیہ کتاب لکھی ہے اوسین ابطال خلق قرآن  
ابن عیینہ کے شاخ سے ستر سال سے نقل کیا اور شیوخ میں عمرو بن دنیا رہی ہیں و نیز جعفر بن  
محمد و حماد بن زید و ابی النکدر و منصور و عیث و سمر و مسلم بن احول و حماد بن ابی سلیمان و سفیان ثوری و  
ماک و ابی عیینہ و کعب و خالد بن عبد اللہ القسری و ابی جعفر بن وشم عبد اللہ بن اریس الادوی و دحباب بن  
جریر و معتمر بن سلیمان و یزید بن ہارون و ابوبکر بن عیاش و عبد اللہ بن المبارک و یحییٰ بن سعید و  
علی بن المدینی و ابوالولید علیہ اللہ بن عایشہ و حفص بن غیاث و سلیمان بن داؤد الہاشمی و سہل  
ابن مزاحم و ابی مہدی و بشر بن مفضل و ابو عبیدہ و معاذ بن معاذ و حجاج بن ارطاة و ہاشم بن العباس  
و ربیع بن نافع الحلبی و محمد بن یوسف و عاصم بن علی بن عاصم و یحییٰ بن یحییٰ و دیگر علماء سے ابطال خلق قرآن  
کو روایت کیا بعد ازاں کہا کہ کہا حمید می کہ ہم سے سفیان نے حدیث کی اوس نے کہا ہم سے  
حصین نے حدیث کی مسلم بن صبیح سے مسلم نے شتر بن شکر سے شتر نے عبد اللہ سے کہا کہ اللہ نے  
آسمان و زمین و دروزخ و جنت کو (اللہ لا الہ الا هو الحی القیوم) سے اعظم نہیں بنایا۔ سفیان  
نے کہا اسکی تفسیر یہ ہے کہ ہر شئی مخلوق ہے اور قرآن مخلوق نہیں اور اللہ کا کلام اسکی مخلوق اعظم  
ہے۔ اسلئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ جب کسی شئی کیلئے فرماتا ہے موجود ہو وہ شئی موجود ہو جاتی ہے اور  
کوئی شئی اپنے موجب ایجاد و خلق سے اعظم نہیں ہوتی اور قرآن کلام اللہ ہے انتہی۔ اب رہی تھی نے  
ابطال خلق قرآن اور اسکے قائل کی تکفیر ان دونوں باتوں میں سے ایک کو باسناد کثیرہ و طرق متعددہ مالک و سیف  
فضیل بن عیاض و ابی عیینہ و ابوبکر بن عیاش و ہشیم و علی بن ہاشم و حفص بن غیاث و عبد السلام الملالی  
وحسین الجعفی و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ و عبد اللہ۔

ابن ادريس وابي اسامة وعبد الله بن سليمان ووكيح وابن المبارك والفراري والوليد بن مسلم  
 وابن طهجة وحامد بن زيد وشريك بن عبد الله ويحيى بن سليم ومسلم بن خالد وهشام بن سليمان  
 الحفري ومي وجري بن عبد الحميد وعلي بن مسهر ومحمد بن فضيل وعبد الرحيم بن سليمان وعبد الغني  
 ابن ابي حازم والداودي واسماعيل بن جعفر وحاتم بن اسمعيل وعبد الله بن يزيد المقرئ و  
 النضر بن محمد المروزي وعبد الله بن ابي داود وابو الوليد والثافعي ونقله عن جميع من لقيه  
 وسويد بن سعيد وصحاحه عن جميع من حل عنهم العلم وابن مهدي وعمران بن موسى الجرحاني و  
 يزيد بن هارون والبويطي والمزني ويحيى بن يحيى وابي عبيد القاسم بن سلام قال البيهقي ونقل  
 اليساع عن ابي الدرداء مرفوعا القرآن كلام الله غير مخلوق وروى ذلك ايضا عن معاذ بن جبل  
 وعبد الله بن مسعود وجابر بن عبد الله مرفوعا ولا يصح شيء من ذلك اسانيد مظلمة لا ينبغي ان يخرج  
 شيء منها ولا ان يستشهد بشيء منها وفيما ذكرناه كفاية وبالله التوفيق انتهى وقد امتحن في  
 هذا احمد بن محمد فاستقام تمام مقام امام والقصة مشهورة في الكتب التاريخية وقد روى  
 الخطيب في شرف اصحاب الحديث عن ابي بكر ابن ابي داود ثنا احمد بن سنان عن رجل ذكره انه  
 رأى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في المنام وكانه قائم بين حلقين في أحدهما  
 احمد بن حنبل وفي الاخرى احمد بن ابي داود أي القاضى القائل بخلق القرآن والنبي صلى الله عليه  
 واله وسلم يقول فان يكفر بها هؤلاء واشاد النبي صلى الله عليه واله وسلم الى ابن ابي داود واصحابه

ابن ادريس و ابو اسامہ و عبد قہ بن سليمان و وکیع و عبد اللہ بن المبارک و قزاری و ولید بن مسلم و  
ابن لہیعہ و حماد بن زید و شریک بن عبد اللہ و یحییٰ بن سلیم و مسلم بن خالد و ہشام بن سليمان الخزازی  
و جریر بن الحمید و علی بن مسهر و محمد بن فضیل و عبد الرحیم بن سليمان و عبد العزیز بن ابی حازم و درود  
و اسمعیل بن جعفر و حاتم بن اسمعیل و عبد اللہ بن یزید مقبری و نظیر بن محمد المروزی و عبد اللہ بن  
ابی داؤد و ابو الولید و شافعی سے اور تمام ان لوگوں سے جن کو شافعی سے لغات سے  
او سوید بن سعیدہ اور اون کے جمیع اساتذہ و ابن مہدی و عمران بن موسیٰ الجرجانی اور یزید  
بن ہارون و بویلی و سمری و یحییٰ بن یحییٰ اور ابو عبیدہ القاسم بن سلام سے ذکر کیا و نیز بہیقی  
نے کہا کہ سبکو ابو اللہ رواؤسے مرفوعاً روایت پہنچی ہے کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے۔  
اور معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود و جابر بن عبد اللہ سے اس کو مرفوعاً روایت کیا  
لیکن یہ روایات غیر صحیحہ اور اون کے اسانید مسئلہ ہیں قابل احتجاج و استشہاد نہیں ہیں  
اور جو کچھ ہم ذکر کر چکے ہیں کافی ہے و بالذات تو یقیناً رہتے۔  
اور اس مسئلہ میں احمد بن محمد امتحان کئے گئے لیکن و ذمہ مستقیم رہے اور تائید مذہب حق  
میں مقام امام ہیں قیام کیا۔ یہ قصہ کتب تاریخ میں با شہرہ و جوہ مسطور ہے اور خطیب نے  
شرف اصحاب الحدیث میں ابو بکر بن ابی داؤد سے روایت کیا کہ ہم سے احمد بن سنان نے  
ایک شخص سے حدیث کی کہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں  
دیکھا کہ آپ دو حلقوں کے درمیان میں کھڑے ہیں ایک حلقہ میں احمد بن حنبل اور دوسرے  
میں احمد بن ابی داؤد قاضی قائل خلق قرآن ہے۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے  
ہیں اگر وہ لوگ اوس کے منکر ہیں اور ابن ابی داؤد اور اوس کے اصحاب کی طرف  
اشارہ کرتے ہیں۔



فقد وكلنا بها قوما ليسوا بها كافرين وأشار بها إلى أحمد وأصحابه ومن هنا قال المزي  
صاحب الشافعي أبو بكر يوم الرقة وعمر يوم السقيفة وعثمان يوم الدار وعلي يوم صفين وأحمد  
ابن حنبل يوم المحنة ثم لي علم أن هنا مباحث ثلاثة بل أربعة القول بخلق القرآن والقول بخلق  
اللفظ بالقرآن والقول بخلق الملفوظ بالقرآن والقول بأحداث القرآن فالأول قدمنا البحث  
فيه وقد أشدنا نكار أحمد ومن تبعه على من قال لفظي بالقرآن مخلوق ويقال إن أول من  
قاله الحسين بن علي الكرابيسي أحد أصحاب الشافعي الناقلين لكتابيه القديم فلما بلغ ذلك أحمد  
يدعه وهجره ثم قال بذلك داود بن علي الأصم هاني رأس الظاهرية وهو يومئذ بنيسابور  
فأنكر عليه استحق ذلك أحمد فلما قدم بغداد لم ياذن لفي الدخول عليه قال الذهبي  
في الميزان في ترجمة الكرابيسي وكان يقول القرآن كلام الله غير مخلوق ولفظي به مخلوق فإن  
عني التلقظ فهذا جيد فإن أفعالنا مخلوقة وأرْقَصُ الملفوظ بأنه مخلوق فهذا الذي أنكره  
أحمد والسلف وعدوه تجهما وقال العيني في تآييده في ترجمة الكرابيسي وكان الكرابيسي و  
عبد الله بن كلاب أبو ثور وداود بن علي وطبقا تهم يقولون إن القرآن الذي تكلم الله به صفة  
من صفاته لا يجوز عليه الخلق وإن تلاوة التآلي للقرآن وكلامه كسب له وفعل لم وذلك  
مخلوق وأنه حكيم عن كلام الله وليس هو القرآن الذي تكلم الله به وحكي داود في كتاب الكافي  
أن هذا كان مذهب الشافعي وأنكر ذلك أصحاب الشافعي وقالوا هذا قول فاسد ما قال

اس کا انکار کیا ہے  
چشمہ حسنہ شریف  
پیشواؤں کو ان کو  
اس کا انکار کیا ہے

اور نقد و کلام بھاقومًا لیسوا بھاکا فرین کو پڑھ کر احمد اور ان کے اصحاب کی طرف ایما فرمایا  
اس لئے کہا مرنی صاحب شافعی نے ابو بکر نے ارتداد اعراب کے وقت اور عمر نے سقیفہ کے  
روز اور عثمان نے ایام محاصرہ دارین اور علی نے روز قعہ صفین میں اور احمد بن حنبل نے زمانہ  
امتحان میں آیہ مذکورہ کی مطابق استقامت فرمائی۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ اس جگہ تین بلکہ چار  
مباحث ہیں قرآن کو مخلوق کہنا اور قرات قرآن کو مخلوق کہنا اور قرآن کے الفاظ مقروہ کو مخلوق  
کہنا اور قرآن کو محدث کہنا۔ امر اول کی بحث گزر چکی اور احمد اور ان کے اتباع نے قائلین  
خلق قرات قرآن پر اشد انکار کیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اصحاب شافعی جو داؤد کی کتاب  
قدیم کے ناقلین ہیں ابن جین بن علی الکمرابیسی اول اسکی قائل ہوئی۔ احمد بن حنبل کو جب اس کی  
اطلاع ہوئی تو اون کو متبرع کہا اور متروک کیا پھر داؤد بن علی اصغہانی سرگروہ فرقتہ طاہرہ  
نیشاپور میں اسکی قائل ہوئی۔ اسحق نے او پر انکار کیا اور احمد کو یہ خبر پہونچی جب داؤد بن  
علی بن داؤد میں آئے احمد بن حنبل نے او کو اپنی مجلس میں داخل نہ ہونے دیا وہی نے میزان میں  
کرا بیسی کے ترجمہ میں کہا اون کا یہ مقولہ تھا کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق اور سکو پڑھنا مخلوق ہے اگر  
اون کا مقصد ثلث ہے تو درست ہے اس لئے کہ افعال عباد مخلوق ہیں اور اگر مراد ثلث  
ہے تو اس پر احمد بن حنبل و سلف نے انکار کیا اور اسکو جہمیت قرار دیا اور عینی نے  
اپنی تاریخ میں کرا بیسی کے ترجمہ میں کہا کمرابیسی و عبد اللہ بن کلاب و ابو ثور و داؤد  
بن علی اور اون کے اہل طبقات کہتے ہیں قرآن جو اللہ کا کلام ہے منجملہ اوس کے  
صفات کے ایک صفت ہے اوس کو مخلوق کہنا ناجائز ہے اور تالی قرآن کی تلاوت  
اور اوس کا کلام اوس کا کسب و فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس لئے کہ وہ کلام اللہ  
کی حکایت ہے اور وہ قرآن نہیں ہے کہ جس سے اللہ نے حکم فرمایا ہے اور داؤد  
نے کتاب الکافی میں حکایت کیا کہ شافعی کا بھی یہی مذہب تھا لیکن اصحاب شافعی نے  
اس کا انکار کیا کہ یہ قول فاسد ہے۔

الشافعي قط وهجرت الحنبلية اصحاب احمد بن حنبل حسينا الكرابيسي وبدعوه و طعنوا  
 عليه وعلى كل من قال بقوله في ذلك وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري والذي يتحصل  
 من كلام المحققين منهم انه مرادوا بحسم المادة صوتا للقران ان يوصف بكونه  
 مخلوقا واذحق الامر عليهم لم يفصح احد منهم بان حركة لسانه اذا قرأ قديمة وقال البيهقي  
 في كتاب الاسماء والصفات مذهب السلف والخلف من اهل الحديث والسنة  
 ان القران كلام الله وهو صفة من صفات ذاته واما التلاوة فهم على طريقين منهم من  
 فرق بين التلاوة والمتلو ومنهم من احب ترك القول <sup>فيه</sup> واما ما نقل عن احمد بن حنبل  
 انه سوي يديهما فانما اراد حسم المادة لتلا بتدريج احد الى القول بخلق القران ثم اسند  
 من طريقين الى احمد انه انكر على من نقل عنه انه قال لفظي بالقران غير مخلوق وانكر  
 على من قال لفظي بالقران مخلوق وقال القران كيف يصرف غير مخلوق فاخذ بظاهر  
 هذا الثاني من لريفاهم مراده وهو مبين في الاول وكذا نقل عن محمد بن اسلم الطوسي  
 انه قال الصوت من المصوت كلام الله وهي عبارة روية لم يرد ظاهرها وانما  
 اراد نفى كون المتلو مخلوقا ووقع نحو ذلك لا مامرا لائمة محمد بن اسحق بن خزيمة  
 ثم رجع وله في ذلك مع تلامذة قصة مشهورة وقداملا ابوبكر الضبي الفقيه  
 احد الائمة من تلامذة ابن خزيمة اعتقاده وفيه لم يزل الله متكلم



شافعی نے کہی یہ نہیں کہا اور اصحاب احمد بن حنبل نے حسین کراہیسی کو متروک اور متبع کہا اور  
اوس پر اور اوس کے اتباع پر طعن و تشنیع کی کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہ محققین کے  
کلام کا حاصل یہ ہے کہ اوہون نے قصد استیصال وحسم مادہ و صورت کیا قرآن موصوفہ  
بخلق کیا جاوے اور عند الخقیق کوئی اوہین سے اسکا قائل نہیں کہ قاری قرآن کی زبان کی حرکت قیہم  
ہے۔ کہا بہیقی نے کتاب الاسماء والصفات میں کہ سلف خلف اہل حدیث و سنت کا مذہب یہ ہے  
کہ قرآن اللہ کا کلام اور اسکی صفات ذاتیہ میں سے ایک صفت ہے اور تلاوت میں دو قول ہیں  
بعض نے تلاوت و تنلو کے درمیان فرق کیا اور بعض نے اس سے سکوت مستحسن سمجھا لیکن  
احمد بن حنبل سے دو زمین تساوی منقول ہے اور انکی غرض استیصال مادہ و صورت تاکہ کیو  
وسعت قول خلق قرآن کی باقی نہ رہے۔ پھر احمد بن حنبل سے دو طریقوں سے نقل کیا کہ اوہون نے  
لفظی بالقرآن غیر مخلوق کے قائل پر انکار کیا۔ اور لفظی بالقرآن مخلوق کے قائل پر بھی انکار  
کے کہا کہ قرآن ہر طرح غیر مخلوق ہے جو لوگ احمد کی مراد کو نہ سمجھے اوہون نے ظاہر قول  
ثانی پر عمل کیا حالانکہ قول اول میں اسکی صراحت موجود ہے۔ اور محمد بن اسمعیل طوسی سے بھی ایسا  
ہی منقول ہے کہ قاری کی قرات کلام اللہ ہے۔ لیکن یہ عبارت ردیہ ہے اسکی ظاہر معنی مراد  
نہیں ہیں بلکہ نفی خلق سلوم مراد ہے اور ایسا ہی امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خثریمہ نے کہا تھا پھر  
رجوع کر لیا اور اس مسئلہ میں اپنے تلامذہ کے ساتھ اونسکے مناظرہ کا مقدمہ مشہور ہے اور ابوبکر  
صہبی فقیہ شہر تلامیذا بن خثریمہ نے اپنے اعتقاد کو بیان کیا ہے اوسمیں مذکور ہے کہ اللہ  
ہمیشہ سے شکم ہے۔

ولا مثل لكلامه لانه نفى المثل عن صفاته كما نفى المثل عن ذاته ونفى النفاذ عن كلامه  
كما نفى الهلاك عن نفسه فقال لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربي وقال كل شيء هالك  
الا وجهه فاستصوب ذلك ابن خزيمة ورضي به وقال غيره ظن بعضهم ان البخاري  
خالف احمد وليس كذلك بل من تدبر كلامه لم يجد فيه خلافا معنويا لكن العالم من  
شانه اذا ابتلى برديد عذبيكون اكثر كلامه في رد هادون ما يقابلها فلما ابتلى احمد بمن  
يقول القرآن مخلوق كان اكثر كلامه في الرد عليه حتى بالغ فانكر على من يقف ولا  
يقول مخلوق وعلى من قال لفظي بالقرآن مخلوق لئلا يتذرع بذلك من يقول القرآن بلفظ  
مخلوق مع ان الفرق بينهما لا يخفى عليه لكنه قد يخفى على البعض واما البخاري فابتلى  
بمن يقول اصوات العباد غير مخلوقة حتى بالغ بعضهم فقال والمداد والورق بعد الكتابة  
فكان اكثر كلامه في الرد عليهم وبالغ في الاستدلال لان افعال العباد مخلوقة  
بالآيات والاحاديث واظن في ذلك حتى نسب الى انه من اللفظية مع ان قول من قال  
ان الذي يسمع من القاري هو الصوت القديم لا يعرف عن السلف ولا قاله احمد ولا  
ائمة اصحابه وانما سبب نسبة ذلك لاحمد قوله من قال لفظي بالقرآن مخلوق فهو جهي  
فظنوا انه سوى بين اللفظ والصوت ولم ينقل عن احمد في الصوت ما نقل عنه في اللفظ  
بل صرح في مواضع بان الصوت المسموع من القاري هو صوت القاري ولم ينقل عن احمد

اور اس کا کلام بے مثل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے مثل کو نفی کیا ہے جیسا کہ اپنی ذات کو بے مثل و مانند ثابت کیا ہے۔ اور اپنے کلام کے تمام ہونے کی نفی فرمائی جس نے کہ اپنے نفس کے ہلاک کی نفی فرمائی اور فرمایا (لنفذ الیہ قبل ان تنفذ کلماتہا) (یعنی میرے رب کا کلام ختم ہو لینے کے قبل دریا خشک ہو جائیگا۔ اور فرمایا) (کل شیء ہالک الا وجہ) یعنی ہر شے ہلاک ہے بجز اوس کی ذات کے۔ ابن خرمید نے اس بیان کو پسند کیا اور صاف فرمایا ہوئے اور کہا اوس کے غیر نے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بخاری نے احمد کا خلاف کیا لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ جو شخص اوس کے کلام میں فکر کرے گا اوس میں معنوی اختلاف نہیں پائیگا مگر عالم کی شان سے ہے کہ جب کسی بدعت کے رد کرنے میں مشغول ہوتا ہے اوس کے رد میں اکثر وہ مبالغہ کرتا ہے اور اوس کے مقابل کی طرف توجہ نہیں کرتا اس لئے جب احمد بن حنبل قول خلق قرآن کے تردید میں مشغول ہوئے تو اوس کی تردید میں بکثرت کلام کیا۔ حتیٰ کہ جس شخص نے قرآن کو غیر مخلوق کہنے میں توقف کیا اور مخلوق ہی نہیں کہا اوس پر بھی انکار کیا اور قائل لفظی بالقرآن مخلوق پر بھی انکار کیا تاکہ کسی کو قول القرآن بلفظی مخلوق کی وسعت نہ رہے حال آنکہ ان دونوں مقولوں کے درمیان کا فرق ادھر مخفی نہیں تھا لیکن بعض پر مخفی رہتا ہے اور بخاری کو ان لوگوں سے مناظرہ پیش آیا جو اصوات عباد کو غیر مخلوق کہتے تھے حتیٰ کہ بعض نے مبالغہ کیا اور اوراق مکتوبہ کو بھی غیر مخلوق کہا اس کی بخاری کا اکثر کلام اوس کی تردید میں واقع ہوا اور آیات و احادیث سے اس استدلال پر مبالغہ کیا کہ افعال عباد مخلوق ہیں اور یہاں تک طوالت دی کہ فرقہ لفظیہ کی طرف منسوب کئے گئے حال آنکہ قاری کے صوت مجموعہ کو صوت قدیم کہنے کا قول سلف سے غیر معروف ہے اور احاد اور ان کے اکابر اصحاب اس کے قائل نہیں ہیں اور اسکے احمد کے طرف منسوب ہونے کا سبب ان کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کہے وہ جہنمی ہے لوگوں نے گمان کیا کہ احمد کو نزدیک لفظ اور صوت میں فرق نہیں ہے حال آنکہ احمد کی لفظ کی نسبت جو کچھ منقول ہے صوت کی نسبت نہیں ہے بلکہ مواضع متعدد میں احمد کی تصریح ہے کہ قاری سے جو صوت مجموعہ ہوتا ہے وہ قاری کی صوت ہے اور نہ کسی جگہ منقول نہیں کہ



قط ان فعل العبد قديم ولا صوته وانما انكر اطلاق اللفظ وصرح البخاري بان  
اصوات العباد مخلوقة وان احدا لا يخالف ذلك فقال في كتاب خلق افعال العباد  
ما يدعونه عن احمد ليس الكثير منه بالبين ولكنهم لم يفهموا مراده ومذهبه والمعروف  
عن احمد واهل العلم ان كلام الله غير مخلوق وما سواه مخلوق ولكنهم كرهوا التقييد  
عن الاشياء الغامضة وتجنبوا الخوض فيها والتنازع الا فيما بينه الرسول صلى الله  
عليه وآله وسلم انتهى وذكر ابن حجر في مقدمته الفتح ما وقع بينه وبين محمد بن يحيى <sup>الذي</sup>  
في مسئلة اللفظ وما حصل له من المحنة بسبب ذلك وبراءته بما نسب اليه من ذلك  
واما القول باحداث القرآن فباطل تقديتوهم ان ذلك قول البخاري حاشاه من ذلك  
واما قوله في صحيحه باب قول الله كل يوم هو في شان وما يأتهم من ذكر من رجم محدث  
وقول الله لعل الله يحدث بعد ذلك امرا الى اخر ما ذكر فراده احداث انزال لا غير بلا <sup>ضيق</sup>  
وهو متبع فيه ما مضى عن المولى المرتضى ولكنه كلام الرب عز وجل منه بدا واليه يعود  
**(التصريف للنقص والزيادة والتحريف)**  
عن القرآن الشريف على ارقام ان القائل به تحريف قال بالتحريف والنقص والعياد بالله  
منه ابن ابراهيم القمي فصاحبه ابو جعفر الكليني وابو منصور احمد الطبرسي وبعض من تقدم  
منهم وبعض من تاخر تبعا لروايات مفتريات لهم عن بعض من تقدمهم ويرد ذلك عليهم

والتصريف للنقص  
والزيادة والتحريف

فعل عباد اور اس کی صورت قدیم ہے البتہ اطلاق خلق لفظ قرآن سے انہوں نے انکار کیا ہے اور بخاری نے تصریح کہا کہ اصوات عباد مخلوق ہیں۔ اور احمد کو اس سے خلاف نہیں ہے اوپر کتاب خلق افعال العباد میں کہا کہ جو اقوال احمد کی طرف منسوب ہیں اکثر غیر واضح ہیں اور نسبت کرنے والوں نے انکی مراد و مذہب کو سمجھا نہیں ہے اور اہل علم اور احمد سے مشہور یہ ہے کہ کلام اللہ کا غیر مخلوق اور اس کا ماسوا مخلوق ہے اور اشیاء غامضہ کی تفتیش و خوض اہل سنن متابع علمائے مکرمہ بجا ہے مگر جس اعتقاد کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف بیان فرمایا انہوں نے اس کے اثبات میں جدوجہد فرمایا انتہی۔ اور ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں اور بخاری اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے درمیان مسئلہ لفظ قرآن میں جو مناظرہ ہوا اور بخاری کو اس کی وجہ سے جو تکلیف پہنچی اس کو ذکر کیا ہے اور بخاری کی طرف اس بارے میں جو کچھ منسوب ہے اس سے انکی برائت ثابت کی ہے اور احداث قرآن کا قول باطل ہے بخاری کی طرف اس کی نسبت غیر صحیح بلکہ فبیح ہے اغاذاہ من ذلک۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں باب قول اللہ کل یوم ہونی شان و ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ وغیرہ آیات میں جو ذکر کیا ہے انہ سے مراد احداث انزال ہے نہ احداث قرآن اور انکو اتباع ہے حضرت مولیٰ مرتفعی کے ارشاد نقل شدہ ماسبق کا کہ قرآن کلام رب عزوجل ہے اوس سے اوسکی ہدایت اور اوس کی طرف نہایت ہے ترویج و دعویٰ نقص و زیادت و تحریف از قرآن شریف علی رحمہ الف قائل خریف۔ ابن ابراہیم قمی اور اس کا شاگرد ابو جعفر کلینی و ابو منصور احمد طبرسی و بعض اہل سنن کے متقدمین و بعض متاخرین روایات کا ذہنی منصفین کے تابع ہو کر قائل تحریف و نقص قرآن ہوئے ہیں العیاذ باللہ من ذلک

صاحب الكليني ابن بابويه القمي فصاحبه المفيد فصاحبه الشريف المرتضى وابو  
 جعفر الطوسي فابو علي الطبرسي صاحب مجمع البيان وكفى الله المؤمنين القتال قال  
 ابن بابويه في كتاب الاعتقاد اعتقادنا ان القرآن الذي انزل الله عز وجل على نبيه  
 محمد صلى الله عليه وآله وسلم هو ما بين الدفتين وهو في ايدي الناس ليس باكثر من  
 ذلك قال ومن نسب اليه انا نقول انه اكثر من ذلك فهو كاذب **(قلت)** اول  
 من نسب ذلك الى الائمة وواة الامامية الذين رووا ذلك عن الائمة فهم فيه اول  
 الكاذبين ثم وشم الى القمي والكليني ومن تاخر من اوردته في كتب الاصول ولم يردده فقد  
 قبله واعتمده واعتقده فتلك سلسلة الكاذبين وَاللَّحْجَةُ الْبَالِغَةُ قال الله المتعال  
 انا نحن نزّلنا الذكر وانا له محافظون واخرج الحافظ ابو طاهر السلفي في كتاب انتخاب حديث  
 القرآن عن علي بن ابي طالب قال ان هذا القرآن الذي في ايدي الناس هو الذي انزل على  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا زيادة فيه ولا نقصان الا حرف يقرب به يعني  
 اختلاف حروف القراءات المروية في زبر القراءات عن اهل بيت النبوة والصحابة  
 فالسبعة من القراء المتبعة المعروفة ببيانها بفرش الحروف قال حافظ القرآن والمحدثين ابو عمرو  
 الداني في كتاب عدداي القرآن واما عدد اهل الكوفة فرواه حمزة الزيات عن ابن ابي ليلى عن  
 ابي عبد الرحمن السلمي عن علي بن ابي طالب موقفا عليه **(قلت)** ابن ابي ليلى هذا هو



اور کلینی کا شاگرد ابن بابویہ قمی اور اس کے تلمیذ مفید و نیز مفید کے ہر دو تلمیذ شریف مرتضیٰ  
 اور ابو جعفر طوسی۔ اور تیسرا ابو علی طبرسی صاحب مجمع البیان نے اس کی تردید کی ہے اور کافی  
 ہوا اللہ مؤمنین کو قتال سے ابن بابویہ نے کتاب الاعتقاد میں کہا ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جس  
 قرآن کو اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا وہ یہی ہے جو  
 بین و فتن ہے اور مسلمانوں کے پاس ہے اس سے زیادہ نہیں ہے اور جو ہماری طرف  
 نسبت کرتا ہے کہ ہم اس سے زیادہ کا قائل ہیں وہ کاذب ہے میں کہتا ہوں اس مقولہ  
 کو اولاً فرقہ امامیہ کے رواد نے ائمہ کی طرف نسبت کیا ہے اس لئے وہ اہل کاہن ہیں  
 اور رفقہ رفقہ قمی و کلینی تک نوبت آئی پھر متاخرین نے کتب اصول میں اس  
 کذب کو بلا تردید وارد کر کے بصدق و اعتماد و اعتقاد قبول کیا یہ سلسلہ کاذبین کا  
 ہے واللہ الحجة البالغة۔ غریبا اللہ متعال نے چمنے ہی نازل کیا قرآن کو اور ہم اسے  
 البتہ نگہبان ہیں اور حافظ۔ ابو طاہر سلفی نے کتاب انتخاب حدیث القراء میں حضرت  
 علی ابن ابی طالب سے روایت کیا کہ جو قرآن لوگوں کے پاس ہے وہی محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر نازل کیا گیا ہے نہ اس میں کچھ زیادت ہے نہ نقصان  
 ہے مگر حروف قرائت میں یعنی جو اختلاف حروف قرائت کتب قرائت میں حضرت  
 اہل بیت النبوة و صحابہ و تبعہ و قراء متبعہ سے مروی ہے جس کے بیان کو  
 فرش حروف کہتے ہیں۔ حافظ القراء والمحدثین ابو عمرو دانی نے کتاب عدوایا  
 قرآن میں کہا کہ عدد اہل کوفہ کو حمزہ زیات نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے  
 ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے انہوں نے علی بن ابی طالب رضی سے موقوفاً روایت  
 کیا ہے (میں کہتا ہوں) یہ ابن ابی لیلیٰ۔

عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن ابي ليلى فانه هو الذي روى العدد عن السلي قال ورواه  
عن حمزة الكسائي وسليم بن عيسى وغيرهما انا فارس بن احمد انا احمد بن اسمعيل انا ابوبكر  
الرازي انا ابو العباس المقرئ عن محمد بن عيسى قال حكى عدد اهل الكوفة عن علي فيما ذكره  
سليم عن سفيان عن عبد الاعلى عن ابي عبد الرحمن عن علي وسليم عن حمزة عن ابي ليلى  
عن ابي عبد الرحمن عن علي ثم قال الذي قال محمد يعني ابن عيسى وجميع عدد اهل القرآن في قول  
الكوفيين خاصة ستة آلاف ومائتا اية وثلاثون وست ايات وهو العدد الذي رواه  
سليم والكسائي عن حمزة واسند الكسائي الى علي وذكر سليمان ان حمزة قال هو عدد ابي  
عبد الرحمن السلي ولا اشك فيه عن علي الا اني لم اخبر عن انتهي (قلت) ورواه  
المحقق ابوبكر محمد بن خلف بن حيان المعروف بوكيع القاضي صاحب كتاب الغرد من  
الاخبار ثم الاستاذ ابو عبد الله احمد بن عمر الاندلسي في كتابه الايضاح عن حمزة  
عن عاصم عن ابي عبد الرحمن عن علي به وعلم عدد الاي اول علوم القرآن فانه يتعلق به  
التحديد والتعريف وبه يتعلق باب دعم الزيادة والنقص والتخريف من الملاحدة والزائدة  
وهو كما قال القاضي ابوبكر ابن العربي من معضلات القرآن ولذا قد كثر اعتناء المولى على  
المرضى به ثم اهتم قراء اصحابه فعدا اهل السنة اصح الاعداد ذلك العدد قال الفقيه ابو الليث  
السمري في البستان والمختار من الاقاويل هو عدد الكوفيين وهو العدد المنسوب الى

عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ مین کیونکہ وہ وہی مین جنہوں نے عدد آیات کو تسلیم سے ہو دیا ہے کیا ہے۔ کہا ابو عمرو دانی نے کہ اور اس عدد کو روایت کیا ہی حمزہ سے کسائی اور سلیم بن عیسیٰ وغیرہا نے خبر دی ہجو فارس بن احمد نے کہا کہ خبر دی ہجو احمد بن اسمعیل نے کہا کہ خبر دی ہجو ابو بکر رازی نے کہا کہ خبر دی ہجو ابو سعید مرقی نے وہ محمد بن عیسیٰ سے اوہوں نے کہا کہ عدد کو ذوالنکاح نقل کیا گیا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا اسکو سلیم نے سنی سے وہ عبدالاعلیٰ سے وہ ابو عبدالرحمن سے وہ حضرت علی سے اور ذکر کیا اسکو سلیم نے حمزہ سے وہ ابن ابی لیلیٰ سے وہ ابو عبدالرحمن سے وہ حضرت علی سے۔ پھر کہا ابو عمرو دانی نے کہ کہا محمد نے یعنی عیسیٰ کے بیٹے کہ جملہ آیات قرآن خاص کو فونکے قول مین چہ ہزار دو سو چہتیس ہین اور یہ وہی عدد ہے جسکو سلیم اور کسائی نے حمزہ روایت کیا ہے اور کسائی نے اسکی سند حضرت علی بن ابی طالب پہونچای ہے اور سلیم نے ذکر کیا کہ حمزہ نے کہا ہی کہ وہ عدد ابو عبدالرحمن سلمیٰ کا ہی اور مجھکو اسمین شک نہیں ہے کہ وہ حضرت علی سے ہی گریہ کہ مجھکو اسکی خبر نہیں دی گئی۔ مصنف کہتے ہین مین کہتا ہوں کہ اور اسکو روایت کیا ہے حافظ ابو بکر محمد بن خلف بن حیان نے جو مشہور بقاضی و کبیع و مؤلف کتاب النحر من الاخبار ہے پراستاد ابو عبداللہ احمد بن عمر اندراپی نے کتاب الايضاح مین حمزہ سے وہ عاصم سے وہ ابو عبدالرحمن سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسا ہی اور علم آیتوں کی عدد کا قرآن کے علمون مین پہلا علم ہے اسلئے کہ اس سے علاقہ ہے حد و معرفت آیت کا اور اوسی سے بند ہوتا ہے دروازہ زعم زیادت و نقص و تحریف کا ملاحدہ و زنادقہ کی جانب سے۔ اور یہ علم عدد جیسا کہ قاضی ابو بکر بن عربی نے کہا ہے قرآن کے مشکل علمون سے ہی اور اسی واسطے حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کا اعتناء پراپنے قراء اصحاب کا اہتمام اسمین بیت رہا اسلئے اہل سنت اصح اعداد اسہی عدد کو جانتے ہین۔ چنانچہ فقیہ ابواللیث سمرقندی بستان علوم مین کہتے ہین کہ مختار اسبارہ کے سباقوال مین عدد کو فین ہے اور وہ وہی ہے جو حضرت علی کی جانب منسوب ہو اور ابو جعفر احمد بن علی نیشاپوری بڑے عالم اہل سنت کے کہتے ہین کہ عدد اہل کوفہ منسوب ہے حمزہ کی طرف اور وہ اصح اعداد ہے کیونکہ وہ لیا گیا ہے حضرت مرتضیٰ سے۔



بيان كتاب  
الكتاب

على كرم الله وجهه وقال ابو جعفر احمد بن علي النيسابوري عدد اهل الكوفة منسوب  
الى حمزة الرويات وهو اصح الاعداد لانه ما خوذ من علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه انتقى وهذا  
البحث مبسوط في كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان بما يعز الزيادة عليه و  
ينبغي لمن ينبغي علم الرجوع اليه في هذا القرآن المنزل المنطوق بالامام الهادي المتظر اذا ولد  
ظهر كما قرأ به المولى علي واهل بيته لا غير بلا ضير (بيان كتاب علوم القرآن)  
المولى المرتضى وهو اول كتاب في هذا الشأن ليس له ثان - وقد يتوهم انه قرآن لمجرد فيه ما ليس في  
غيره وليس كما يتوهم قال الحسن العسكري ابو هلال بن عبد الله بن سهل في كتاب الاوائل ابو احمد  
الحسن بن عبد الله بن سعد العسكري قال ثنا الصولي اي ابو بكر محمد بن يحيى قال ثنا العلابي اي محمد بن ذكريا  
الاخباري قال ثنا احمد بن عيسى قال ثني عني الحسن بن زيد عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده قال لما قبض  
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم تشاغل علي بدفنه فبايع الناس بابا بكر فجلس عليه يجمع القرآن فكتبه  
في الخرق واكتاف الابل وفي الودق الحديث وهو مرسل كالتصل سند متعاضدا بالشواهد فلا يكره  
ان ياتي داود في المصاحف عن ابن سيرين قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ابطأ علي عن بيعة  
ابي بكر فلقية ابو بكر فقال اكهت امارتي فقال لا ولكن اليك يمين ان لا ارتدي بردائي الا الى الصلوة  
حتى اجمع القرآن فرموا انه كتب على تنزيله قال ابن سيرين واصبحت ذلك لكان فيه العلم سكنت غلبة الذي  
في قاريحة وطبقات القراء ولا بن سعد عنه قال ثبت ان عليا ابطأ عن بيعة ابي بكر فلقية ابو بكر فقال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے اور ابو جعفر احمد بن علی نیشاپوری نے کہا اہل کوفہ کا عدد حمزہ زیات کی طرف منسوب ہے اور وہ اصح الاعداد ہے اس لئے کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماخوذ ہوا تھا۔ اور یہ بحث اہل بیت النبوة والعرفان سے کتاب علوم القرآن میں اس قدر ربط سے مسطور ہے کہ اس سے زیادہ تفصیل نایاب ہے جو اسکی دریافت کا طالب ہو اس کتاب کو مطالعہ کرے اور ایسی قرآن منزل و مسطور کو امام مہدی منتظر جسوقت پیدا و ظاہر ہونگے موافق قرائت مولیٰ مرتضیٰ علی اور آپ کے اہل بیت کے بلا کم و کاست قرائت فرمائیں (بیان مولیٰ مرتضیٰ علی کی کتاب علوم القرآن کا) اس شاہین یہ پہلی کتاب اور لاثانی ہے اور بعض نے وہم کیا کہ حضرت علی کا یہ علیہ قرآن ہے ایمین وہ بیان ہے کہ اس کے غیر میں نہیں ہے یہ گمان بعض کا قابل اعتبار نہیں کیا حسن عسکری ابو ہلال بن عبد اللہ بن سہل نے کتاب الاوائل میں کہ ہکوا ابو احمد یحییٰ بن عبد اللہ بن سعد العسکری نے خبر دی اوسنے کہا ہم سے صولی یعنی ابو بکر محمد بن یحییٰ نے حدیث کی اوسنے کہا ہم سے غلابی یعنی محمد بن زکریا الاخباری نے حدیث کی اوسنے کہا ہم سے احمد بن عیسیٰ نے حدیث کی احمد بن عیسیٰ نے کہا کہ مجھ سے میرے عم حسن بن زید نے جعفر بن محمد سے جعفر بن محمد نے اپنی باپ محمد سے محمد نے اپنی باپ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کی فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی حضرت علی آپ کے دفن میں مشغول رہے۔ اور لوگوں نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی حضرت علی قرآن کو جمع کرنے کیلئے بیٹھے اور ہونے قرآن کو کپڑے کے ٹکڑوں اور استخوانہائے شانہ شتر اور کاغذ پر تحریر فرمایا الحمد یہ حدیث مرسل مثل متصل السند کے معترضہ بشواہد ہے ابو بکر ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن سیرین سے روایت کیا کہ جب وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی نے بیعت حضرت ابی بکر سے تاخیر فرمائی حضرت ابو بکر آپ سے ملے اور کہا کیا میری خلافت اکبر ناگوار گزری فرمایا نہیں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ قرآن کو جب جمع نہ کروں علاوہ نماز کو اور کسی کام کیلئے چادر نہیں اوڑھو گا سوا سو وقت کے لوگ نے رجم کیا ہے کہ قرآن کو ترتیب نزول کو موافق آپ نے لکھا ہے ابن سیرین نے کہا اگر مجھ کو دستیاب ہو جاوے تو البتہ اوس میں علم ہے وہی نے اپنی تاریخ اور طبقات القراء میں اس روایت پر سکوت کیا۔ اور ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کیا کہ مجھ کو خبر ہو چکی ہے کہ حضرت علی نے بیعت حضرت ابو بکر سے تاخیر فرمائی حضرت ابو بکر آپ سے ملے اور فرمایا کیا میری خلافت اکبر ناگوار ہے فرمایا۔

اكرهت امارتي فقال لا ولكن اليت يمين ان لا ارتدي برداء الا في الصلوة حتى اجمع القرآن قال  
 فترجموا انه كتبه على تنزيله قال محمد فلو اصبحت ذلك الكتاب كان فيه علم قال ابن عون فسألت عكرمة  
 عن ذلك الكتاب فلم يعرفه اى على التنزيل وقال ابن الصخر في فضائل القرآن ثنا بشر بن موسى نبانا هودة  
 بن خليفة ثبانا عوف عن محمد بن سيرين عن عكرمة قال لما كان بعد بيعة ابى بكر فعد علي بن ابى طالب في  
 بيته فقيل لا بى بكر كرهت بيعتك فارسل اليه فقال اكرهت بيعتي قال لا والله قال ما اعدك عنى قال و  
 كتاب الله يراذ فيه فحدثت نفسي ان لا البس داني لصلوة حتى اجمعه قال له ابو بكر فانك نعم ما رأيت قال  
 محمد فقلت لعكرمة الفوه كما انزل الاول فالاول قال لواجمت الانس والجن على ان يؤلفوه ذلك التاليف  
 بما استطاعوا وعوف بن ابى جميلة ومن فوقه ائمة الصريح وهودة اخرج به ابن ماجة وثقه ابن حبان وقال  
 روى عنه يعقوب بن ابراهيم الدورقي واهل العراق ومشاء البخاري فلم يتكلم فيه بشئ وبشر من اقران ابن المديني  
 وشيوخ يعقوب بن شيبه وامثاله كان احمد يكرمه وقال الدارقطني ثقة تبديل وقال ابو بكر الخلال جليل  
 مشهور وقال ابو الحسين بن ابى يعلى بن القراء سمع الكثير من هودة بن خليفة وقوله يراذ فيه اى كان يراذ  
 فيه تنزيله من الله تعالى في حيوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والان انقطع نزوله بعد فينبغي  
 جمع كل ما نزل في موضع ولا يباطل بجمعه بالزيادة سيما مع كونه حافظا له الا يحل الجمع على جمع الكتب  
 لا يجمع القلب ويوضحه سؤال ابن سيرين وجواب عكرمة وقال ابن ابى شيبه في مصنفه ثنا يزيد بن هارون  
 انا ابن عون عن محمد قال لما استخلف ابو بكر فعد علي في بيته فقيل لا بى بكر فارسل اليه اكرهت خلافتي



نہیں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ قرآن کو جب تک جمع نہ کر لوں علاوہ نماز کے اور کسی سیکلے چادر نہیں  
 پہنوں گا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ قرآن کو ترتیب نزول کے مطابق آپ نے لکھا ہے ابن سیرین نے کہا  
 اگر مجھ کو دستیاب ہو جاوے تو البتہ اوسمین علم ہے کہا ابن عون نے میں نے عکرمہ سے اس قرآن کو لینے جو مطابق  
 تسنیل ہو دریافت کیا تو اوسکو اسکا علم نہ تھا اور کہا ابن القریس فی فضائل قرآن میں ہم سے بشر بن موہب نے  
 حدیث کی کہ ہم کو ہودہ بن خلیفہ نے خبر دی ہودہ نے کہا کہ ہکوعوف نے خبر دی محمد بن سیرین سے محمد بن سیرین  
 نے عکرمہ سے کہ بعد بیعت حضرت ابی بکر کے حضرت علی بن ابیطالب نے اپنی گہر میں مقود فرمایا کسی نے حضرت  
 ابی بکر سے عرض کیا کہ حضرت علی نے آپ کی بیعت کو مکروہ جانا حضرت ابو بکر نے آپ کے پاس کبکو پہنچا دریا  
 کیا آیا آپ نے میری بیعت کو مکروہ جانا فرمایا نہیں واللہ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ مجھے آپ نے کس لئے  
 کنا روکشی فرمائی۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ کتاب اللہ میں بڑھایا جاتا ہے اس لئے یہ قصد کیا کہ اوسکو جمع کر لینے  
 تک بجز نماز کے چادر نہ اڑھوں حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپ فی عمدہ قصد کیا ہے کہا محمد بن سیرین نے میں نے عکرمہ سے  
 پوچھا آیا اوہوں نے ترتیب نزول کے مطابق قرآن کو جمع کیا ہے کہا کہ اگر جن وائس تحقیق ہو کر اوس ترتیب  
 پر تالیف کرتے تو نہ کر سکتے اور عوف ابن ابی حمیلہ اور اوسنے اوپر کے رواۃ ائمہ صحیح بخاری کی ہیں اور ہودہ سے  
 ابن ماجہ نے احتجاج کیا ہے اور ابن حبان نے اوسکی توثیق کی اور کہا کہ یعقوب بن ابراہیم وورقی و اہل عراق  
 نے اوس سے روایت کی ہے اور بخاری نے اوسکو ذکر کر کے اوسمین کچھ کلام نہیں کیا اور بشر علی بن المدینی کے اقران  
 یعقوب بن شیبہ اور اسکے امثال کے شیوخ سے سوا احمد بن حنبل اوسکی تکریم کرتے تھے اور داؤد قطنی نے کہا کہ ثقفیل ہے  
 اور ابو بکر خلال نے کہا جلیل مشہور ہے اور کہا ابو الحسن بن ابی یعلیٰ بن فراس نے کہ ہودہ بن خلیفہ سے اوسنے احادیث کثیرہ کو  
 سنا ہے اور حضرت علی کا یہ ارشاد کہ اوسمین زیادہ کیا جاتا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیوۃ میں منجانب اللہ  
 نزول وحی سے قرآن پڑھایا جاتا تھا اور اب آپ کے بعد اوسکا نزول منقطع ہو گیا اسلئے جملہ منزل کو ایک جگہ جمع کرنا ضرور ہوا  
 اور آپ کے جمع کرنے کو زیادت کچھ علاقہ نہیں علی الخصوص اس حال میں کہ آپ حافظ قرآن تھے مگر یہ کہ مقصود کتابت میں جمع کرنا ہو قلب  
 میں۔ اور اس تقریر کو ابن سیرین کا سوال اور عکرمہ کا جواب واضح کرتا ہے اور ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں کہا کہ مجھے  
 یزید بن ہارون نے حدیث کے یزید بن ہارون نے کہا کہ ہکوعوف نے محمد بن سیرین سے خبر دی محمد بن سیرین نے کہا جب ابو بکر  
 خلیفہ ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی گہر میں جلوس فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے آپ سے دریافت

کہ اگر میری حفاظت کی انکو ہمارے

قال لا اكره خلافتك ولكن كان القرآن يراذ فيه فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جعلت علي ان لا ارتدي الا للصلوة حتى اجمع للناس فقال ابو بكر نعم ما دأيت وسند ائمة الصحيح واخرجه ابن اشته في الصحاح من وجه اخر عن ابن سيرين وفيه انه كتب في مصحفه النسخ والمنسوخ وان ابن سيرين قال تطلبت ذلك الكتاب وكتبت فيه الى المدينة فلم اقدر عليه واخرجه ابو عمر في الاستيعاب عن يحيى بن سليمان ثنا اسمعيل بن علقمة ثنا ايوب السخيتي عن ابن سيرين وفيه قال ابن سيرين فبلغني انه كتب على تنزيله ولو اصبحت ذلك الكتاب لوجد فيه علم كثير وقال عبد الرزاق انا معمر عن ايوب عن عكرمة قال لما ابويج لابي بكر تخلف علي عن بيعته وجلس في بيته فلقية عمر فقال تخلفت عن بيعته ابي بكر فقال اني اليت بيمين حين قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان لا ارتدي بردائي الا الى الصلوة المكتوبة حتى اجمع القرآن فاني خشيت ان يتفلت وسند صحيح وكان عكرمة رواه كالسابق عن مولاة فلان ابي حاتم عن سماك قال عكرمة كل شيء احدثكم في القرآن فهو عن ابن عباس قول ابن سيرين فرغموا محله روايته عن جماعة من الائمة غير عكرمة واما قيل عكرمة لو اجتمعت فهو نفى ورأي له لا لتحديث واشتات عن احد من الاشبات ورواية ونفي في مثله كتنسيخ آية التطهير وآية المودة محل تحية ولذا لم يقول ابن سيرين عليه ولا التفت اليه على انه يرد قول المولى علي المرتضى وسالوني عن كتاب الله عز وجل فوالله ما من آية الا وافا العلم بليل نزلت امرينها وامر في سهل نزلت امر في جبل اخرجه معمر بن عبد الرزاق وابن سعد وابن راهويه واحمد بن سلمة النيسابوري والنسائي في مسند علي وابن ابي حاتم في كتاب الجرح والتعديل وسند ائمة وابن المبارك



فرمایا آپ کی خلافت مجھ کو ناگوار نہیں ہے لیکن قرآن زیادہ کیا جاتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی  
 میں نے اپنے ذمہ پر لازم کیا کہ بجز نماز چارونہ اور بیویں ساتھ کہ قرآن کو کئی جگہ جمع کروں حضرت ابو بکر نے آپ کی رائے کی تحسین فرمائی اس  
 حدیث کی سند میں ائمہ صحیحہ واقع ہیں و نیز اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے مصاحف میں بطریق دیگر ابن سیرین سے روایت کیا  
 کہ حضرت علی نے اپنے مصحف میں نسخ و منسوخ کو کتابت فرمایا کہ ابن سیرین نے اپنے اس کتاب کو تلاش کیا اور اسکے لئے  
 مدینہ کو خط لکھا لیکن مجھ کو دستیاب نہ ہوئی اور نیز اس روایت کو ابو عمر نے الاستیعاب میں یحییٰ بن سلیمان سے روایت کیا  
 کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے حدیث کی اوسنے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے ابن سیرین سے حدیث کی اور اس روایت میں ہے  
 کہ کہا ابن سیرین نے مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی نے ترتیب نزول کے مطابق قرآن کو تحریر فرمایا ہے اگر وہ کتاب دستیاب  
 ہوتی تو اوس میں علم کثیر پایا جاتا اور کہا عبد الرزاق نے ہم کو عمر نے ایوب سے اوسنے عکرمہ سے خبر دی کہا جب لوگوں نے  
 حضرت ابو بکر سے بیعت کی حضرت علی انکی بیعت کرنا رکھش ہو کر اپنے گہرین تشریف فرما رہے حضرت عمر آپ سے  
 اور کہا کہ آپ نے ابی بکر کی بیعت کرکے لئے تخلف کیا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت میں نے  
 قسم کھائی کہ فرض نماز کے علاوہ تاجع قرآن چار دن نا پڑھوں گا اس تحریر کہ مجھ کو اوس کے تلف ہونیکا خوف تھا اس حدیث  
 کی سند صحیح ہے اور گویا کہ عکرمہ نے اس روایت کو مثل روایت سابقہ اپنے مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کیا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے سماک سے روایت کیا کہ عکرمہ نے کہا جو کچھ میں تم سے قرآن کے متعلق کہتا ہوں وہ ابن  
 عباس سے ہے اور ابن سیرین کا (نعموا) کہنا اور ائمہ سے علاوہ عکرمہ کے روایت کرنے پر محمول ہے اور عکرمہ کا  
 مقولہ (لو اجتمعتم الی آخرہ) نفی اور اوس کی رائے ہے نہ کسی مستند سے تحدیث و اثبات ہے اور  
 اوس کی رائے اور نفی ایسے مواقع میں مثل تفسیر آیہ تطہیر و آیہ مودت کی محل تہمت ہے اور اسی لئے ابن سیرین  
 نے اس پر اعتماد نہیں کیا اور نہ اس کی طرف متوجہ ہوئے علاوہ بریں قول مرقفے رضی اللہ عنہ کا کہ دریافت  
 کرو مجھ سے کتاب اللہ عزوجل کو قسم ہے اللہ کی کوئی آیت نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ دن میں نازل ہوئی کہ  
 یارات میں۔ میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ میں۔ اس کی تردید کرتا ہے۔ حضرت مولیٰ مرقفے کے  
 اس قول کو روایت کیا ہے عمر نے پھر عبد الرزاق و ابن سعد و ابن راہویہ و احمد بن سلمہ نیشاپوری و اور نسائی نے  
 مسند علی بن ابی حاتم نے کتاب الحج و التعلیل میں اور اس سند کے رواۃ ائمہ میں و نیز ابن الانباری نے



في المصاحف وابوعمر في العلم وقومهم فقد علم انه كرم الله وجهه جمع القرآن قديماً على تنزيله الاول  
 فالاول من سورة كما ذكر الباقلاني على ما في تفسير القرطبي وابن كثير مشعراً باستئذان بعض  
 آيها وترتيب نزول الآية في سورة خالف تنزيلها وترتيب النظم كما كان تلقاه من رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم حيث كان الاعتناء بعلمه من اول تعليمه جمعة بعد وفاته صلى الله عليه وآله وسلم كما تقر في  
 العروة الاخرة خشية ان يقلت فقصده بحافظة علم التنزيل والتحديد واشد الى معرفة النسخ  
 والمنسوخ وعلم اهل الرسوخ فكان كانه كتاب علوم القرآن يعلم منه علماء اظهرها وفعما عابطينا  
 اعطاها الله من لدنه اياه فكان كانه العلم كله قال ابن حجر المكي في المنح المكية  
 واختلى اي المرتضى بعد موته صلى الله عليه وآله وسلم فكتب كتابا

فيه العلوم اجمحة حتى قال ابن سيرين لو اصبحت

ذلك الكتاب لطفرت بالعلم

كله

كل بحر الاول كتاب الفقهاء الاكبر عن اهل البيت الاطهر ويتلوه بحر الثاني من الايمان بابياد الله ورسوله تعالى

المصاحف میں اور ابو عمر نے العلم میں اور ایک گروہ کثیر نے اس مقولہ کو روایت کیا ہے اس  
 معلوم ہوا کہ آن حضرت کرم اللہ وجہہ نے اولاً قرآن کو مطابق ترتیب نزول جمع فرمایا ہر ایک سورہ  
 کو مطابق ترتیب نزول مقدم و موخر کیا جیسا کہ ذکر کیا باقلا نے جیسا کہ تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر میں ہے  
 اور بعض سورتوں کی بعض آیات کے استثناء کو اور جس سورہ میں ترتیب نزول آیات خلاف ترتیب نظم  
 کہتی اوس سے خبردار فرمایا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا  
 تھا اس لئے کہ ابتدا، قلم سے آپ کو اس علم کی جانب اعتنا  
 تھا پھر بعد وفات آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطابق عرضہ اخیرہ بخوف  
 انقلابات جمع فرمایا اور محافظت علم تنزیل و تحدید آیات کا اس سے قصہ کیا اور معرفت  
 نسخ و فسخ و علم اہل رسوخ کی طرف راہ بنائی گویا کہ علوم قرآن کی یہ ایک ایسی کتاب  
 تھی کہ جس سے بہت سے علوم ظاہرہ و معارف باطنہ معلوم ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ  
 بنیائے آپ کو عطا فرمائے تھے اور گویا کہ یہ کتاب شریف خزینہ جملہ علوم تھی۔ ابن حجر مکی  
 نے المنہ الملک میں کہا ہے کہ حضرت مرتضیٰ نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے خلوت نشین ہو کر ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں علوم کثیرہ تھے حتیٰ  
 کہ ابن سیرین تمنا کرنے سے کہ اگر

مجھ کو وہ کتاب میسر آتے

تو مجموعہ علم

حاصل

ہوجاتا

الکاف

تمام پچھاپہ حصہ کتاب الفقہ الاکبر عن اہل العیت علیہ السلام اور اوسکی بعد ہر دو سر حصہ بیان بنیاء اللہ علیہ السلام





تقریبا



عالم فاضل کامل مولوی حمید علی صا حب فیض آبادی

مصنف منتہی الکلام وغیرہ

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ <sup>اصطفاه</sup>  
 اصابعه فاعلموا اخواني وخلائي نور الله ربي قلوبكم وقلبي اني لما طالعت كتب الشيعة  
 الشيعة عرفت قطعاً انهم يكيدون كيداً ويصيدون صيداً يقصدون دين الناس  
 قصداً لوسواس الخناس فيصدونهم عن سواء السبيل ويردوهم الى سوء الا باطيل  
 فيقولون ان اهل السنة يقتدون بالاصحاب ويعضون على سيرتهم بالانبياء وقد اعترف  
 بمجتهد وهم حتى صاحب الاساس بمحدث النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان اصحابي كالنجوم بأيهم  
 اقتديتم اهتديتم وان اخلا فيهم رحمة كما ذكرته مفصلاً في الكتاب الكبير والالغين عن بصارة  
 العين وذكرت هفواتهم في تاويلاته ثم يفترون عليهم انهم لا يهتدون باهل البيت الا طياب  
 يلعرضون عن سننهم كالنصاب ولا يروون عنهم الدلائل الاصولية ولا يدرسون منها المسائل  
 الفرعية ولذا يوجد في كتبهم روايات ابي خيفة وروايات وقياسات مالك واساساته ومنقولات  
 الشافعي ومعقولاته ومسندات احمد ومجتهداته ولا يوجد فيها من افادات آل النبي صلى الله عليه  
 وعليهم وسلم وافاضاتهم شيئاً الا من اصول الدلائل ولا من فصول المسائل فكنت اتمنى بحجس  
 الليالي ومروء الايام والشهور والاعوام وجود سفر ذي قدري بحق الحق الفاضل ويبطل الباطل  
 العاقل هاد ما المطاع عن الفرقة الاساس قاصداً الضعائف الريبة والالتباس يقلع اصولهم و  
 يقطع فروعهم يجدع آذانهم ويقع اخلا فيهم واسلا فيهم ينادي نداء المجها والهادي ان مقالاً انهم

میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطاں مردوں سے شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے  
 سب تعریف اللہ کے واسطے اور سلامتی اور بند و نہر جنگو اور سننے چن لیا اب وہ جو اسکے بعد ہے  
 وہ یہ ہے کہ تم معلوم کرو اے میرے بھائیو اور میرے دوستو اللہ جو میرا رب ہے وہ تمہارے دل کو اور میرے دل کو  
 روشن کرے کہ میں نے جب بد مذہب شیعوں کی کتابیں دیکھیں مینے خوب بچاؤ کیا کہ وہ فریب گاہ تھتے ہیں اور شکار کو  
 پہنچنے میں پہنچتی ہیں لوگوں کے دین پر ارادہ کرتے ہیں جو ارادہ اور سکا ہے جو دوسو سو ڈالیا ہے چپ جاتا ہے سو یہ لوگ  
 اور نکو سید ہی راہ سے روکتے ہیں اور بڑی بڑی چوٹی باتوں کی طرف پھیر کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل سنت اصحابوں  
 کی چال پر چلتے ہیں اور انکی خصلتوں کو دانتوں سے پکڑی ہوئی ہیں اور انکے مجتہدوں نے اقرار کیا ہے صاحب اساس تک  
 حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا کہ میرے اصحاب تاروں کی طرح ہیں تم انہیں سے جسکی پیروی کرو گے  
 راہ پاؤ گے اور انکا اختلاف رحمت ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے بڑی کتاب ازالۃ الغین عن بصائر العین  
 میں اور اسکے معنی کے پیر و نیے میں جو انھوں نے وایات بکا ہے اور سکا ہے ذکر کیا ہے پیر و اہل سنت  
 پر یہ جو بہتان دیتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی راہ پر نہیں ہیں بلکہ انکے طریق سے خارجیوں کی طرح ٹھٹھ پھیرنے  
 والے ہیں اور ان سے روایت نہیں کرتے اور دلیلون کو جو دین کی جڑ ہیں اور ان سے نہیں سمجھتے ہیں اور  
 باتوں کو جو دین کی شاخیں ہیں اور اسی لئے انکی کتابوں میں پائی جاتی ہیں ابو حنیفہ کی سمجھی ہوئی باتیں  
 اور انکی روایتیں اور مالک کے قیاس اور انکی رکبی ہوئی بنیادین اور شافعی سے نقل کی ہوئی باتیں اور انکی سمجھی  
 ہوئی باتیں اور احمد کی سند پہنچاتی ہوئی باتیں اور انکی سمجھی ہوئی باتیں اور اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی  
 اور شاد کی ہوئی باتوں میں سے کوئی شئی انہیں نہیں پائی جاتے اصل دلیلون میں اور نہ جدا جدا مسئلوں میں تو میری رات اور  
 دن اور صبح اور سال اس آرزو میں گزرتے رہے کہ کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو ایسی کتاب لکھے جس میں  
 مذہب حق صحیح کو ثابت کرے اور غلط بات بیکار کو مٹا دے اور اس فرقہ کے طعنوں کی بنیاد  
 کو ڈھا دیوے اور شبہ اور شک میں جو دشمنی و لون میں ہے اسکو توڑے اور ان کی جڑیں  
 اوکھیرے اور ان کی شاخیں کاٹے انکی ناکین کاٹے اور ان کے پھلوں اور انگلوں کو  
 اوکھیرے اور پکار کر اس بات کی آواز دیوے کہ ان کی باتیں ایسی ہیں جیسے پرپٹ



كَرَّابٍ بِقِيَعَةٍ يَحْسِبُهُ الظَّمَانُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَإِنْ أَهْلُ السَّنَةِ هُمُ الَّذِينَ  
 يَسْتَبْسُونَ أَنْوَارَ لَانِمَّةِ الْأَطْهَارِ كَمَا يَقْتَفُونَ آثَارَ الصَّحَابَةِ الْكِبَارِ وَلَكِنِّي مَا رَأَيْتُ كِتَابًا يَكُونُ لِمَا تَمْنِيهِ  
 نَصَابِيثُ شَرِّ أَمَا وَقَعَ الْفِتْنُ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ كَافَّةً وَعَمَّ الْحَنُّ أَهْلَهَا عَامَةً كَمَا حَذَرْنَا اللَّهُ تَعَالَى أَيَاهَا بِقَوْلِهِ  
 وَأَنْتَقُوا فِتْنَةً لَا تُضَيِّبُنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَتُضَاهِي الْأَحْزَابَ مِنَ الْمُحَرَّمِينَ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا  
 وَكَرَامَةً فَأَمَّتْ هُنَاكَ ثَلَاثُ سِنِينَ ثُمَّ سَافَرْتُ إِلَى الْعِرَاقِ وَأَمَّتْ هُنَاكَ مَا يَزِيدُ عَلَى سِتِّينَ سَنَةً  
 بِكِتَابٍ كَمَا ذَكَرْتُ أَيْضًا فَلَمَّا وَصَلْتُ تَقْدِيرًا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى الْحَيِّدِ وَأَبَادِ صَانِعًا لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَنِ الْخَلَلِ  
 وَالْعِلَلِ وَالْفُسَادِ رَأَيْتُ هُنَاكَ نُمُودَ جَامِ الْكِتَابِ الْمُسْتَطَابِ الْمُسْتَحْيِ أَيْضًا الْمَيِّتِ بِفَقْدِ أَهْلِ الْبَيْتِ  
 فَالْهَيْتُ ذَلِكَ كَمَا تَمْنِيَتْ بِلَوْفٍ مَا ابْتَغَيْتُ لِقَاءَ فَادٍ وَابْجَادٍ مُصَنَّفٍ رَئِيسِ الْعِرَاقِ وَأَسْلِ الْأَصْفِيَاءِ  
 صَدْرًا لِعُلَمَاءِ الْمُسْتَفْعِينَ عَنِ الثَّنَاءِ فَجُمِعَ وَقَعَ وَحُكِمَ وَاحْكَمَ فَجُرِّحَ وَعُدِّلَ وَصَحِّحَ وَعُلِّلَ وَطُبِّحَ وَكُتِبَ  
 وَصُبُّهُ وَرَبُّطُهُ وَوَفْقُ حَقِّهِ وَرَتْبُ وَهَذَبُ وَكَثْرُ وَاخْتِصَارُهُ عَلَى تَقْيِيدِ خَبَرِهِ وَتَجْوِيدِ نَظَرِهِ وَتَجَمُّسِ  
 عَنْ عَجْرِهِ وَبِجَرِّهِ كَيْفَ لَا وَقَدْ صَنَّفَ كَثِيرًا وَأَنْ لَمْ أَرَأِ إِلَّا سِيرَ أَفْصَارٍ فِي تَدْوِينِهِ وَتَحْسِينِهِ  
 مُؤَيَّدًا بِالْدُّعَاءِ مِنْ رَقِيٍّ إِلَى أَعْلَى السَّمَاءِ عَلَيْهِ وَالْهَيْتُ الثَّانِيَّةُ وَالثَّنَاءُ مِنْ رَبِّ الْعِزَّةِ وَالْكَبَرِيَاءِ  
 فِي حِكَايَةِ حِكَايَاهَا إِلَى عَنِّ مَنَامِهِ فَطَارَ فِي هَذَا الْخُطْبِ مِنَ الْفُرْشِ إِلَى الْعَرْشِ فَلَوْ تَمَّ أَبْوَابُهُ وَفُصُولُهُ  
 وَفُرُوعُهُ وَأَصُولُهُ عَلَى مَا رَأَيْتُ نُمُودَ جِهَةِ لَقَدْ تَمَّ مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ وَأَدْعِي تَمَّ أَنْ لَا عَيْنَ رَأَتْ وَلَا أَذْنَ  
 سَمِعَتْ ثُمَّ أَرَادَ الْمَصْنُفُ فَمَحَّ اللَّهُ فِي مَدَنِهِ قَدْ هَدَاكَ إِلَى فَهْرِسْتِ مُؤَلَّفَاتِهِ بَعْدَ مَضِيِّ اثْنَيْ عَشَرَ سَنَةً

میدان میں ریت کہ پیاسا گمان کرتا ہے کہ پانی ہے جب اس کے پاس آتا ہے تو اس کو کچھ نہیں پاتا اور اہل سنت جو ہیں وہی پاک اماموں کی روشنی لے رہے ہیں جس طرح بڑے بڑے اصحابوں کے قدموں کے نشان پر چلتے ہیں لیکن میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جو میری آرزو کو پورا کرے پہر جب تمام ملک ہند میں فتنہ اور فساد واقع ہوئی اور یہاں کے تمام سب لوگوں پر سختیں پڑیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو ڈرایا ہے اور فرمایا ہے کہ ڈرو اس فتنے سے کہ نہیں بچو چنگا تم میں خاص اوہ نہیں لوگوں پر جنہوں نے بے انصافی کی اور میں نے سفر کیا کہ شریف اور مدینہ شریف کی طرف اللہ تعالیٰ ان دونوں شہروں کی بزرگی اور عزت اور زیادہ بڑا دی رہا ہے میں وہاں تین برس باہر میں نے ملک عراق کی طرف سفر کیا اور میں وہاں دو برس سے زیادہ رہا وہاں بھی کوئی کتاب ایسی نہ پائی پہر جب میں اشد کی ٹھیراتی ہوئی تقدیر سے حیدرآباد کی طرف آیا اسد پاک اس کو خلل اور علت اور فساد ہی بچا دی تو یہاں میں ایک نمونہ دیکھا اس کتاب پاک کا جس کا نام ہے **احیاء المیت بفقر اهل البیت** تو جیسی میری آرزو تھی ویسا میں نے پایا بلکہ جیسا میں نے چاہا تھا اس سے زیادہ پایا بیشک فائدہ پہنچایا اور بہت عمدہ بیان فرمایا اس کے مصنف نے جو سردار میں اللہ کے پیچھے والوں کے افسر چنے ہوئے لوگوں کو سردار میں علم والوں کے بے پرواہ میں تعریف سے سوا وہوں نے جمع کیا ٹھیک باتوں کو اور ادھیر غلط باتوں کو اور حکم کیا اور اس کو پکا کیا اور کسی راوی کو کچا کہا کسی کو معتبر کہا کسی بات کو صحیح کہا کسی بات کی غلطی بیان کی اور علاج کیا اور آوندھا دیا اور بند و بست کیا اور باتوں میں موافقت دی اور تحقیق کیا اور ترتیب دیا اور چھانٹ کر رکھا اور بڑا ہوا بیان کیا اور چھوٹا بیان کیا اور خبروں کو خوب پرکھ لیا اور خوب طرح پر دیکھ لیا اور گرہ کا ہتھ سب کو دیکھ لیا یہ کیونکر نہوا وہوں نے تو بہت کچھ تصنیف کیا ہے اگرچہ میں تو ہر دیکھا ہی تو اس کے جمع کرنے میں اور اچھی طرح لکھنے میں اونکی مدد کی گئی کہ اس سول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی جو آسمان کے بڑے اونکے مقام تک چڑھے اونپر اور اونکی آل پر رحمت اور ثناء ہے جناب کبریا جل جلالہ کی طرف سے کہ انہوں نے اپنی ایک خواب کی حکایت مجھ سے بیان کی ہے سو وہ اس کام میں فرشتے سے عرش تک اوڑھے ہیں پہر اگر اس کتاب کے باب اور فصل اور جڑیں اور شاخیں اس طرح تمام ہو دیں جیسا میں نے نمونہ دیکھا ہے تو تم کہو گے کہ میں نے ایسی کتاب نہیں دیکھی اور تم دعویٰ کرو گے کہ ایسی کتاب کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سنی پہر مصنف نے اسد اونکی مدت کشادہ کرے میری پاس بارہ برس کی بعد اپنی تصنیف کی ہوئی کتابوں کی فہرست بھیجی یعنی

اعني بدأ تأليفه من اثني عشر كتابا تكون لما يلبسه من علوم اهل بيت النبوة نصيبا اولها  
 كتاب فقه الايمان المسمى كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ثانيها كتاب اصول العلم  
 من الرواية والدراية عن اهل بيت الولاية والهداية ثالثا كتاب فقه الاسلام المتوهم باحيا  
 الميت يفقه اهل البيت رابعها كتاب قراءة القرآن عن اهل بيت الذكر والافتقار الملحق بحاج  
 قراءة البشر بقراءات اهل البيت الخمسة عشر خامسها كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة  
 والعرفان سادسها كتاب احبار العالم عن اهل بيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم سابعها كتاب  
 الحكمة والموعظة عن اهل بيت الفطنة والمعرفة الملحق بمنهاج البلاغة ثامنها كتاب الادعية  
 والاذكار عن اهل البيت الاطهار الملحق بالصحيحة الفاضلة تاسعها كتاب فقه الاحسان  
 عن اهل بيت الحكمة والعرفان عاشرها كتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاحيار  
 حادي عشرها كتاب آيات النبوة عن آيات القوة ثاني عشرها كتاب الصحف المطهرة العلوية للحضرة  
 الموقرة العلوية فارجو من الله تعالى اتمامها وحسن اختتامها عاجلا حق يطاع شمل التحقيق من مطالعها  
 ويطلع نور التصديق الى محضها ويعرف ان فقهاء اهل السنة وقراءهم وعرفائهم ومتكلميهم ومحدثيهم  
 ومفسريهم وسائر اصناف علمائهم هم المتبعون لاهل البيت الطيبين وهم المقتفون لآثارهم  
 المهتدون بحججهم لاهل اصحاب سيد النبيين صلى الله عليه وسلم وعليهم اجمعين وان ذلك مع  
 اتباع كتاب الله هو التمسك كاملا بالثقلين والتسك بالعلمين وان كلاما من الفريقين



جن کتابوں کا تصنیف کرنا شروع کیا ہے وہ بارہ کتابیں ہیں کہ جو کچھ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے علوم سے اونکو پہنچا ہے اوس کی پہونجی ہے۔ اول کتاب فقہ الایمان جسکا نام ہے کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر۔ دوسری کتاب اصول العلم من الروا والدرا یہ عن اہل بیت الولا یہ والہدایہ تیسری کتاب فقہ الاسلام جسکا نام ہے احیاء المیت لفقہ اہل البیت چوتھی کتاب قرائت القرآن عن اہل بیت الذکر والاتقان جس کتاب کا یہ خطاب ہے کہ اتخاف قرار البشر یقرارت اہل البیت الخمسة عشر یاخون کتاب علوم القرآن عن اہل بیت النبوة والعرفان چھٹی کتاب اخبار العالم عن اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں کتاب الحکمة والموعظة عن اہل بیت الفطنة والمعرفة جسکا خطاب ہے منہاج البلاغہ آٹھویں کتاب الادعیۃ والاذکار عن اہل البیت الاطہار جسکا خطاب ہے الصیفة الفاضلہ۔ نوین کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمة والعرفان۔ دسویں کتاب جوامع الاخبار والآثار عن اہل البیت الاخیار گیارہویں کتاب آیات المنبوء عن آیات الفتوہ۔ بارہویں کتاب الصحف المظہرة العلویہ للحضرت الموقرة العلویہ۔

سو میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ ان کتابوں کو جلد اچھی طرح پورا کر دے یہاں تک کہ تحقیق کا آفتاب اوس کے مطلع سے نکلے اور نور تصدیق کا اوس کے مخزن سے بلند ہو اور پہچانا جاوے کہ اہل سنت کی فقیہ اور سمجھ والے اور قرآن کے پڑھنے والے اور اللہ کے پہچاننے والے اور بحث کرنے والے اور حدیث والے اور تفسیر والے اور اون میں کے سب قسم کے علم والے وہی اہل بیت پاک کے خبروں کے تابع ہیں اور وہی اون کے قدموں کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جو اللہ کی راہ کے مارے ہیں اون سے راہ پانے والے ہیں اور قرآن مجید کی پیروی کے ساتھ ہی پورا عمل ہے دونوں بہار سی چیر و نیر اور غسل کرنا ہے دونوں کاموں پر اور یہ دونوں گروہ پیچ کے وسیلہ ہیں

متوسطون بيننا وبين النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوصلون اليانا من داخل البيت وخارجه  
ما فاض منه بالمالوين فشكر الله مسعاه وذكر رضاه به عند من والاه وابلغ اليه بكرمه  
ما يتمناه واصبح عليه من نعمة ما يترجاه بجاه من اصطفاه وارفضاه واجتبااه عليه وآله  
واصحابه واجبا به اعلى صلوات الله واجلى تسليمات الله رقت لك بقلمه الا فقر الاحقر  
حيد وعلى غفر له الولي عند سفره الى الهند ثانيا ١٢٩٣

تقرىظ عالم جليل مولوى سيد عبد الله حسنى رضوى نقوى  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حق حمد والصلوة على حبيبته محمد وآله من بعد وبعد فقد رأيت هذه  
الامثلة المخرجة من تلك الكتب المقصودة المحسودة واخوانها من الزبر المودودة  
واعجوبة الرسائل واجوبة المسائل فلقد الفيت مؤلفها عالم اهل البيت ناشر الشريعة  
ناصر الطريقة العلامة الفهامة لعلوم دين الامة عامّة وخاصة لعلوم اهل بيت النبوة  
والفتوة والامامة والكرامة احق مصداق في هذا الزمان من بين علماء الافاق للآية والكرامة  
دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين وتحديث  
ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها امر دينها فيرجى ان يدفع الله  
به المفسدة الشنيعة بين اهل السنة والشيعة فهو المجدد المسد على راس المائة الثالثة عشر من

ہمارے بیچ میں اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچ میں گہر کے اندر سے اور باہر سے  
ہم تک پہنچاتے ہیں جو رات دن میں آپ سے اونہوں نے فیض پایا ہے اللہ تعالیٰ اس مصنف کی  
سعی کا عوض دیوے اور ان کے ساتھ اپنی رضا مندی کا ذکر کرے اون لوگوں کے پاس جو اس کے  
نزدیک ہیں اور اپنے کرم سے ان کی آرزو تک اونکو پہنچا دے اور اللہ کی جن نعمتوں کے وہ امیدوار  
ہیں وہ نعمتیں اللہ اور پیر اور پی کرے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کے وسیلہ سے  
جن کو اوسنے چن لیا اور پسند کیا ہے اور چن لیا ہے اور پیر اور ان کی آل و اصحاب اور احباب پر  
اللہ کی رحمتیں اور بہت بڑے درجہ کی سلامتی ان اللہ کی طرف کی لکھا یہ اپنے قلم سے فقیر  
حقیر حیدر علی نے اللہ اور اس کے گناہوں کو معاف کرے اوسنے یہ لکھا جب ہند کی طرف  
دوبارہ سفر کیا ۱۲۹۳ ہجری۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جیسا حق ہے اور اس کی تعریف کا اور اللہ کی بہت بڑی رحمت ہوا اسکے پیار  
بندے محمد پر اور ان کے بعد ان کی آل پاک پر اور بعد اسکے یہ ہے کہ میں نے دیکھا اس نمونہ کو جو ملا ہوا ہے  
اون کتابوں سے جو مقصود ہیں بہت خوب ہیں اور ان کتابوں سے جو مرغوب ہیں اور عجب عجب  
رسالے اور جواب مسئلوں کے تو میں نے پایا اسکے مصنف کو عالم اہل بیت کا پہلے والے والے شریعت کا مددگار  
طریقہ کا بڑا علم والا بڑا سمجھنے والا تمام امت کے دینی علوم کا اور خاص حضرت نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کے اور علی مرتضیٰ صاحب قوت اور امانت اور کرامت کے اہل بیت کے علوم کا اور اس نے  
میں تمام دنیا کے علماء دین میں سے اوسپر خوب طرح اس آیت کا مضمون صادق آتا ہے کہ اگر یہ نہ تھا کہ اللہ  
دفع کر دیتا ہے لوگوں کو ایک کے باعث سے ایک کو تو بیشک زمین خراب ہو جاتی و لیکن اللہ فضل والا ہے  
سب جہان والوں پر اور اس حدیث کا مضمون بھی اوسپر صادق آتا ہے کہ اللہ اوٹھا دیکھا اس امت کے  
کے لئے ہر سو برس کے آخر اوس شخص کو جو اوس کے امروں کو اوسکے لئے تازہ کر دیکھا پس امید رکھی جاتی  
ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکی جہت سے دفع کر دے اس برے فساد کو جو سنیوں اور شیعوں کے بیچ میں ہے تو وہ



من الهجرة هذه الامة امر دينها تبيننا وتدويننا من طريق اهل البيت الطاهرين بروايات اهل  
السنة والجماعة وقد ذكرنا ان على راس المائة الاولى كان مجد دامت له هذه الامة  
من اهل البيت الامام محمد بن علي الباقر لعلوم الدين وضم وعلى راس المائة الثالثة ولد  
حفيدة الامام علي بن موسى الرضا وضم ثم ظهر في هذه الامة المجد لعلوم اهل البيت  
تدويننا وتبيننا على راس المائة سنة وقد قال في مقال اني فاطمي من جهة ابي وامتي والله  
المؤيد المسدد المشيد اللهم فجزل من اتمامها وحسن اختتامها امين يا الله قاله  
بفهمه ووقفه بقله احقر خلق الله الا فقر الى رحمة الله عبد الله الحسين عفا عنه الله

شكرا لله مساعيك واعطاك مرامك  
ولقلاك وارضاك كما ارضى امامك  
وسلامه بتغشاك ومن كان امامك

(الكاتبها محمد بن عقيل بن يحيى علوي) بميدان بباد الدكن

١٣١٢



تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں نئے سرے سے تازہ کرنے والا ہے ٹھیک طرح پر  
بتانے والا ہے دین کی باتوں کا بیان کر کے اور جمع کر کے اہل بیت پاک کے وسیلہ سے  
جو روایتیں اہل سنت و جماعت کو پہونچی ہیں اور علماؤن نے ذکر کیا ہے کہ پہلی صدی  
کے آخر میں اس امت کے واسطے امر دین کے تازہ کرنے والے اہل بیت میں سے  
امام محمد بن علی باقر تھے جو دین کے علوم کی باریکیاں نکالنے والے تھے اور تیسری صدی  
کے آخر میں ان کے پوتے کے بیٹے امام علی بن موسیٰ رضا تھے پھر اس امت میں  
نکاح ہوا تازہ کرنے والا علوم اہل بیت کا جمع کر کے اور بیان کر کے اس صدی کے  
آخر میں اور انھوں نے اپنے ایک بیان میں کہا میں فاطمی ہوں اپنی دادی اور زانی  
کی طرف سے اور اللہ مدد کرنے والا ہے ٹھیک راہ بتانے والا ہے مضبوط کرنیوالا  
ہے یا اللہ اب جلد ان کتابوں کو اپنے فضل سے اچھی طرح تمام کر دے آمین  
یا اللہ۔ اس بات کو اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اللہ کی سب خلق  
سے زیادہ حقیر اور اللہ کی رحمت کے بہت محتاج عبد اللہ حسینی نے اللہ اسکے  
گناہ معاف کرے۔

اللہ عوض دیوے تیری سعی کا اور تیرا مقصد اللہ تجکو دیوے اور تیرے کاموں کا بنانیوالا ہووے  
اور تجکو خوش کرے جیسا تیرے امام کو خوش کیا اور میرا سلام تجکو گھیر لیوے  
اور اونکو جو تیرے آگے ہیں۔

یہ شعرین تقریظ کے عالم عرب سید محمد بن عقیل بن یحییٰ علوی کے ہیں



# اعلان

شکر اللہ کا کہ کتب دنیہ مطبع عربیہ دکن میں خوشخط و صاف  
ورپائیزہ مصححت تمام کے نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ  
ماہتمام کارپردازان مطبع طبع ہو سکتے ہیں۔ لہذا صاحبان فرمایش سے  
اسیہ کی جاتی ہے کہ جو کتاب زبان عربی و فارسی و اردو  
میں چھپوانا چاہیں اطلاع فرمائیں۔

دانشہ نمبر	۳۰ ۲ ۷
فرمان نمبر	الف ۲۵
تجارت نمبر	



